انتخاب حدیث

تالیف

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی عمرپوری

فہرست مضامین

مقصد تالیف

جماعت اسلامی کے قیام کا مقصد اس کے اپنے دستور میں اس طرح واضح کیا گیا ہے:

"جماعت اسلامی کا نصب العین اور اس کی تمام سعی و جہد کا مقصود عملاً اقامت دین اور حقیقتاً رضائے الٰہی اور فلاح اخروی کا حصول ہوگا۔"

ظاہر ہے کہ جو افراد اس نصب العین کو اپنائیں، ان کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مومنانہ عزیمت، والہانہ گرمجوشی اور مخلصانہ عزائم کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔

ان کے قول و فعل میں یکسانی ہو، وہ سراپا عمل اور پیکر اخلاص ہوں، اس بلند مقصد کی خاطر اپنی محبوب سے محبوب متاع قربان کرنے کے لیے تیار ہوں، اور رضائے الٰہی کے حصول کے سوا کوئی دنیاوی مفاد یا مادی منفعت ان کے پیش نظر نہ ہو۔

قرآنی مطالب کے لیے تفہیم القرآن اور دوسری مستند تفاسیر اور حواشی سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن مطالعۂ حدیث کے لیے اردو میں (اپنے علم کی حد تک) کوئی ایسا جامع اور مختصر مجموعہ نہ تھا جو تربیت اخلاق اور تعمیر سیرت کے لیے پوری طرح موزوں اور مفید ہو، زیر نظر تالیف اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر مرتب کی گئی ہے۔

خصوصیات

(۱) احادیث کے انتخاب میں کوشش کی گئی ہے کہ انفرادی اور اجتماعی سیرت و اخلاق سے متعلق انسانی زندگی کے تمام گوشے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں اجاگر ہو جائیں اور اس لحاظ سے کوئی اہم پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔

مضامین کی فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ انسان کے انفرادی معاملات سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک زندگی کا کوئی قابل ذکر گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول وعمل کے ذریعہ رہنمائی نہ فرمائی ہو۔

(۲) اس مجموعہ میں بالعموم ان اخلاقی ہدایات اور فقہی تصریحات کو سمویا گیا ہے جو پوری ملت اسلامیہ میں متفق علیہ ہیں۔

حتی الامکان اختلافی مسائل کی تفصیل سے احتراز کیا گیا ہے۔ یہ ضرورت ایک علیٰحدہ مستقل تصنیف سے پوری کی جاسکتی ہے۔

(۳) (الف) صالح سیرت اور پاکیزہ اخلاق، صحیح عقائد وافکار سے وجود میں آتے ہیں اور شریعت سے ثابت شدہ مراسم عبادت ہی کے ذریعے ان میں جلا اور تازگی پیدا ہوتی ہے۔ اسی بناء پر اس مجموعہ میں ان دونوں عنوانات پر مشتمل احادیث کو پہلے جگہ دی گئی ہے۔

(ب) ایک مسلمان کا اصل نصب العین دنیا میں اقامتِ دین ہے، لیکن اقامت دین کا یہ فریضہ، صحیح معنی میں اس وقت تک ادا نہیں ہوسکتا جب تک کہ انسان دعوت وتبلیغ کے حکیمانہ اصولوں سے باخبر نہ ہو۔ اسی لیے اخلاقیات کے باب سے پہلے ان دونوں عنوانات سے متعلق روایات بھی درج کردی گئی ہیں۔

(۴) یہ مجموعہ جواہر حکمت سے بھرپور، جن احادیث پر مشتمل ہے ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ کیسے ناقدرے ہیں جو ستیارتھ پرکاش کے مصنف کی طرح چند روایات کو خلافِ عقل وتہذیب قرار دے کر پورے ذخیرۂ حدیث کے خلاف شرمناک حد تک غلط پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔[1]

یہ تو ہوسکتا ہے کہ قابل اعتماد ذرائع سے ہم تک پہنچنے والے ذخیرۂ حدیث میں اگر کوئی روایت بظاہر خلاف عقل نظر آئے تو غور وفکر یا بدرجہ آخر توقف کی راہ اختیار کی جائے۔

---

[1] واضح رہے کہ جس طرح سوامی دیانند نے قرآن حکیم کے خلاف نفرت پھیلانے کے لیے ستیارتھ پرکاش میں بعض آیات کو سیاق وسباق سے الگ کر کے غلط معنی پہنائے تھے۔ اسی طرح آج کے ”تجدد پسند“ حدیث کے خلاف طریق کار اختیار کیے ہوئے ہیں۔ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ۔

لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس قسم کی چند روایات کی بنا پر رشد و ہدایت کے اس سارے ذخیرے کو دریا برد کر دیا جائے۔

(۵) ترجمہ وتشریح میں کوشش کی گئی ہے کہ زبان سادہ اور انداز بیان عام فہم اختیار کیا جائے، اور مطالب بھی وہی ذکر کیے جائیں جو فلسفہ وکلام کے الجھاؤ اور پیچیدگی سے پاک ہوں۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ تربیت گاہوں کے رفقاء اس سے پورا فائدہ اٹھائیں گے، بلکہ عام معمولی تعلیم یافتہ مسلمانوں کے لیے بھی یہ مجموعہ مفید رہے گا۔

یہ دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا کہ یہ مجموعہ اپنے موضوع میں جامع اور کامیاب کوشش ہے۔ بہر حال یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ انسانی تعمیر وتربیت کا کوئی پہلو اس میں چھوٹنے نہ پائے۔

محترم قارئین خصوصاً اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں بھی خامی یا غلطی محسوس کریں، مؤلف کتاب کو اس پر متنبہ فرمائیں اور اپنی مخلصانہ تجاویز اور مفید مشوروں سے آگاہ کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس حقیر سی کوشش کو ناچیز کے لیے اخروی سعادت وکامرانی کا ذریعہ بنائے اور راہ حق کے مسافروں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

عبد الغفار حسن عمر پوری

۱۰ ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۵۶ء

مقدمہ

حدیث کے تمام ضروری اور اہم مباحث اس مختصر مقدمہ میں نہیں سموئے جا سکتے، ان کے لیے علیٰحدہ مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ سر دست حدیث کے جمع و ترتیب کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا جا رہا ہے، جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ احادیث نبوی کے گرانقدر ذخائر تیرہ سو سال کے عرصے میں کن کن مراحل کو طے کرتے ہوئے ہم تک پہنچے ہیں، اور وہ کون کون سے پاکباز نفوس تھے جنھوں نے حکمت و ہدایت کے ان بیش بہا خزانوں کو آیندہ نسلوں تک محفوظ شکل میں منتقل کرنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں، اور اگر موقع آیا تو اس راہ میں جان کی بازی لگا دینے سے بھی گریز نہ کیا۔

احادیث رسول ﷺ ہم تک **تین** قابل اعتماد **ذرائع** سے پہنچی ہیں۔

(۱) تعاملِ امت (۲) تحریری یادداشتیں اور صحیفے (۳) حافظہ کی مدد سے روایات یعنی سلسلۂ درس و تدریس۔

اس لحاظ سے جمع و ترتیب اور تصنیف و تالیف کے پورے زمانے کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) عہد نبویؐ سے پہلی صدی ہجری کے خاتمہ تک۔

اس دور کے جامعین حدیث اور قلم بند کی ہوئی یادداشتوں اور مجموعوں کی تفصیل یہ ہے:

مشہور حافظین حدیث

(۱) حضرت ابو ہریرہ (عبد الرحمٰنؓ) وفات ۵۹ھ بعمر ۷۸ سال، تعداد روایات ۵۳۷۴، ان کے شاگردوں کی تعداد ۸۰۰ تک پہنچتی ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ، وفات ۶۸ھ بعمر ۷۱ سال، تعداد روایات ۲۶۶۰

(۳) حضرت عائشہ صدیقہؓ، وفات ۵۸ھ بعمر ۶۷ سال، تعداد روایات ۲۲۱۰

(۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ، وفات ۷۳ھ بعمر ۸۴ سال، تعداد روایات ۱۶۳۰

(۵) حضرت جابر بن عبداللہؓ، وفات ۷۸ھ بعمر ۹۴ سال، تعداد روایات ۱۵۶۰

(۶) حضرت انس بن مالکؓ، وفات ۹۳ھ بعمر ۱۰۳ سال، تعداد روایات ۱۲۸۶

(۷) حضرت ابوسعید خدریؓ وفات ۷۴ھ بعمر ۸۴ سال، تعداد روایات ۱۱۷۰

یہ وہ جلیل القدر صحابہؓ ہیں جن کو ہزار سے زیادہ احادیث حفظ تھیں۔ ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، وفات ۶۳ھ۔ حضرت علیؓ، وفات ۴۰ھ۔ حضرت عمرؓ، وفات ۲۳ھ کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے، جن کی روایات کی تعداد پانچ سو اور ہزار کے درمیان ہے۔

اسی طرح حضرت ابوبکرؓ، وفات ۱۳ھ۔ حضرت عثمانؓ، وفات ۳۶ھ۔ حضرت ام سلمہؓ وفات ۵۹ھ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، وفات ۵۲ھ۔ حضرت ابوذر غفاریؓ، وفات ۳۲ھ۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ، وفات ۵۱ھ۔ حضرت اُبیّ بن کعبؓ، وفات ۱۹ھ۔ اور حضرت معاذ بن جبلؓ، وفات ۱۸ھ سے سو سے زیادہ اور پانچ سو سے کم روایات منقول ہیں۔

ان کے ماسوا اس دور کے ان کبار تابعین کو بھی نہیں بھلایا جا سکتا، جن کی سرفروشانہ اور پرخلوص کوششوں کی بدولت سنت کے خزانوں سے امت محمدیہ قیامت تک مالا مال ہوتی رہے گی۔

چند بزرگوں کا تعارف درج ذیل ہے:

(۱) سعید بن مسیّبؒ۔ عہد فاروقی کے دوسرے سال مدینہ میں ان کی ولادت ہوئی۔ اور ۱۰۵ھ میں وفات پائی۔

حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ سے انھوں نے علم حدیث حاصل کیا۔

(۲) عروہ بن زبیرؒ۔ آپ کا شمار مدینہ کے ممتاز اہل علم میں ہوتا ہے حضرت عائشہؓ کے خواہرزادے ہیں۔ زیادہ تر انھوں نے اپنی خالہ محترمہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ نیز حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی شرف تلمّذ حاصل ہے۔

صالح بن کیسان اور امام زہری جیسے اہل علم ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ آپ کی

وفات ۹۴ھ میں ہوئی۔

(۳) سالم بن عبداللہ بن عمرؓ، مدینہ کے سات فقہاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ نے اپنے والد محترم اور دوسرے صحابہ سے علم حدیث حاصل کیا۔ نافع، زہری اور دوسرے مشہور تابعین آپ کے شاگرد ہیں۔ ۱۰۶ھ میں رحلت فرمائی۔

(۴) نافع مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے خاص شاگرد اور امام مالکؒ کے استاد ہیں۔ محدثین کے نزدیک یہ سند (مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمرؓ عن رسول اللہ ﷺ) سلسلۃ الذہب (طلائی زنجیر) شمار ہوتی ہے۔ ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔

دورِ اوّل کا تحریری سرمایہ

(۱) صحیفۂ صادقہ۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (وفات ۶۳ھ بعمر ۷۷ سال) کا مرتب کیا ہوا ہے۔

آپ کو تصنیف و تالیف کا خاص ذوق تھا۔ جو کچھ بھی آں حضرت ﷺ سے سنا کرتے اسے قلم بند کرلیا کرتے تھے، اس بارے میں خود رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دی ہوئی تھی۔[۱] یہ مجموعہ تقریباً ایک ہزار احادیث پر مشتمل تھا۔ عرصہ تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا۔ اب یہ مسند امام احمدؒ میں بتمام و کمال مل سکتا ہے۔ (۲) صحیفۂ صحیحہ۔ مرتبہ ہمام بن منبہ، وفات ۱۰۱ھ۔ یہ حضرت ابوہریرہؓ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔ انھوں نے اپنے استاد محترم کی روایات کو یک جا قلم بند کرلیا تھا، اس کے قلمی نسخے برلن اور دمشق کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ نیز امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مشہور مسند میں ابوہریرہؓ کے زیر عنوان یہ پورا صحیفہ بجنسہٖ سمو دیا ہے[۲] (ملاحظہ ہو مسند احمد: ج ۲ ص: ۳۱۲ تا ۳۱۸) یہ مجموعہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی کوشش سے طبع ہو کر حیدرآباد دکن سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں (۱۳۸) روایات ہیں۔

یہ صحیفہ حضرت ابوہریرہؓ کی تمام روایات کا ایک حصہ ہے۔ اس کی اکثر روایات بخاری اور مسلم میں بھی ملتی ہیں۔ الفاظ ملتے جلتے ہیں۔ کوئی نمایاں فرق نہیں ہے۔

---

۱ مختصر جامع بیان العلم۔ ص: ۳۶، ۳۷

۲ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، دیباچہ صحیفہ ہمام مرتبہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ کے دوسرے شاگرد بشیر بن نہیک نے بھی ایک مجموعہ مرتب کیا تھا، جس کی انھوں نے رخصت ہوتے وقت حضرت ابو ہریرہؓ کو سنا کر تصدیق کرالی تھی۔[۱]

(۴) مسند ابو ہریرہؓ۔ اس کے نسخے عہد صحابہ ہی میں لکھے گئے تھے۔ اس کی ایک نقل حضرت عمر بن عبدالعزیز کے والد عبدالعزیز بن مروان گورنر مصر، وفات ۸۶ھ کے پاس بھی تھی۔

انھوں نے کثیر بن مرّہ کو لکھا تھا کہ تمہارے پاس صحابۂ کرامؓ کی جو حدیثیں ہوں ان کو لکھ کر بھیج دو، لیکن حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات بھیجنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ ہمارے پاس لکھی ہوئی موجود ہیں۔[۲]

مسند ابو ہریرہؓ کا ایک نسخہ امام ابن تیمیہؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا جرمنی کے کتب خانے میں موجود ہے۔[۳]

(۵) صحیفہ حضرت علیؓ۔ امام بخاریؒ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ کافی ضخیم تھا[۴] اس میں زکوٰۃ، حرمت مدینہ، خطبۂ حجۃ الوداع اور اسلامی دستور کے نکات درج تھے۔

(۶) آں حضور ﷺ کا تحریری خطبہ فتح مکہ کے موقعے پر رسول اللہ ﷺ نے ابو شاہ یمنی کی درخواست پر اپنا مفصل خطبہ قلم بند کرنے کا حکم دیا تھا۔[۵] یہ خطبہ حقوق انسانی کی اہم تفصیلات پر مشتمل ہے۔

(۷) صحیفۂ حضرت جابرؓ۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی روایات کو ان کے تلامذہ وہب بن منبہ، وفات ۱۱۰ھ اور سلیمان[۶] بن قیس لشکری نے تحریری طور پر مرتب کرلیا تھا۔ یہ مجموعہ مناسک حج، خطبۂ حجۃ الوداع پر مشتمل تھا۔

(۸) روایات حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ حضرت عائشہؓ کی احادیث ان کے شاگرد عروہ بن زبیرؓ نے قلم بند کرلی تھیں۔[۷]

---

۱ جامع العلم۔ ج ۱۔ ص: ۷۲۔ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۷۰۔
۲ دیباچہ صحیفۂ ہمام ص: ۵۰۔ بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۷۔ ص ۱۵۷
۳ مقدمہ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی۔ ص ۱۶۵۔
۴ صحیح بخاری۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ ج ۱۔ ص: ۴۵۱
۵ صحیح بخاری۔ مطبوعہ احمدی۔ ج ۱۔ ص: ۲۰ مختصر جامع العلم۔ ص: ۳۶۔ صحیح مسلم ج ۱۔ ص: ۴۳۹۔
۶ تہذیب التہذیب۔ ج ۴۔ ص: ۲۱۵۔ ۷ تہذیب التہذیب۔ ج ۷۔ ص: ۱۸۳۔

(۹) احادیث ابن عباسؓ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایات کے متعدد مجموعے تھے۔ حضرت سعیدؓ بن جبیر تابعی بھی ان کی روایات تحریری طور پر مرتب کرتے تھے۔[۱]

(۱۰) انسؓ بن مالک کے صحیفے۔ سعید بن ہلال کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ اپنی قلمی یادداشتیں نکال کر ہمیں دکھاتے اور فرماتے، یہ روایات میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں اور قلم بند کرانے کے بعد آپ کو سنا کر تصدیق بھی کرالی ہے۔[۲]

(۱۱) عمرو بن حزمؓ۔ جن کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجتے وقت آں حضرت ﷺ نے ایک تحریری ہدایت نامہ دیا تھا۔ انھوں نے نہ صرف یہ کہ اس ہدایت نامہ کو محفوظ رکھا بلکہ اس کے ساتھ اکیس دوسرے فرامین نبوی بھی شامل کر کے ایک اچھی خاصی کتاب مرتب کرلی۔[۳]

(۱۲) رسالہ سمرہؓ بن جندب۔ یہ ان کے صاحبزادے کو وراثت میں ملا۔ یہ روایات کے ایک بہت بڑے ذخیرے پر مشتمل تھا۔[۴]

(۱۳) صحیفۂ سعدؓ بن عبادہ۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ صحابی، دورِ جاہلیت ہی سے لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔[۵]

(۱۴) مکتوبات حضرت نافعؒ۔ سلیمان بن موسیٰ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر املا کرا رہے تھے اور نافع لکھتے جاتے تھے۔[۶]

(۱۵) معنؓ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعودؓ نے میرے سامنے کتاب نکالی اور حلف اٹھاتے ہوئے کہا کہ یہ میرے والد عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔[۷]

اگر تحقیق و تفتیش کا سلسلہ جاری رکھا جائے تو ان کے علاوہ بہت سی مزید مثالیں اور واقعات مل سکتے ہیں۔

---

۱ دارمی۔ ص ۶۸

۲ دیباچہ صحیفۂ ہمام۔ ص:۳۴۔ بحوالہ خطیب البغدادی۔ نیز مستدرک حاکم۔ ج ۳۔ ص:۵۷۴۔
دیباچہ ہمام ص:۳۵۔ طبع چہارم

۳ الوثائق السیاسیہ ص:۱۰۵۔ از ڈاکٹر حمید اللہ بحوالہ طبری ص:۱۰۴

۴ تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ج ۴۔ ص:۲۳۶۔

۵ تہذیب التہذیب ج ۳۔ ص:۴۱۴ (مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، ۱۹۹۴ء)

۶ دارمی ص:۶۹۔ نیز دیباچہ صحیفہ ہمام ص:۴۵ بحوالہ طبقات ابن سعد

۷ مختصر جامع العلم ص:۳۷

اس دور میں صحابۂ کرامؓ اور کبار تابعینؒ نے زیادہ تر اپنی ذاتی یادداشتوں کو قلم بند کرنے پر توجہ دی، لیکن دوسرے دور میں جمع و تدوین کا کام مزید وسعت اختیار کر گیا۔ جامعین حدیث نے اپنی ذاتی معلومات کے ساتھ ساتھ اپنے شہر یا علاقے کے اہل علم سے مل کر ان کی روایات بھی منضبط کر لیں۔

دوسرا دور

یہ دوسرا دور تقریباً دوسری صدی ہجری کے نصف پر منتہی ہوتا ہے۔ اس دور میں تابعین کی ایک بڑی جماعت تیار ہو گئی جس نے دور اوّل کے تحریری سرمایہ کو وسیع تر تالیفات میں سمیٹ لیا۔

جامعین حدیث محمد بن شہاب زہری، وفات ۱۲۴ھ۔ یہ اپنے زمانے کے ممتاز محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے علم حدیث، مندرجہ ذیل جلیل القدر شخصیتوں سے حاصل کیا ہے:

صحابہ میں سے (۱) عبداللہ بن عمرؓ (۲) انسؓ بن مالک (۳) سہل بن سعدؓ، اور تابعین میں سے سعیدؒ بن میسّب، محمودؒ بن ربیع وغیرہ۔

آپ کے تلامذہ میں امام اوزاعیؒ، امام مالکؒ اور سفیانؒ بن عیینہ جیسے ائمۂ حدیث کا شمار ہوتا ہے۔ ان کو عمر بن عبدالعزیزؒ نے ۱۰۱ھ میں احادیث جمع کرنے کا حکم دیا تھا، ان کے علاوہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کے گورنر ابوبکر محمد بن عمر بن حزم کو ہدایت بھیجی تھی کہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن اور قاسم بن محمد کے پاس جو احادیث کا ذخیرہ ہے اسے قلم بند کر لیں۔

یہ عمرہ حضرت عائشہؓ کی خاص شاگردوں میں سے ہیں اور قاسم بن محمد ان کے برادر زادے۔ حضرت عائشہؓ نے اپنی نگرانی میں ان کی تربیت و تعلیم کا اہتمام کیا تھا۔[1]

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے مملکت اسلامی کے تمام ذمہ داروں کو ذخائر حدیث کے جمع و تدوین کرنے کا تاکیدی فرمان جاری کر دیا تھا، جس کے نتیجے میں احادیث کے دفتر کے دفتر دارالخلافہ دمشق پہنچ گئے خلیفۂ وقت نے ان کی نقلیں مملکت کے گوشے گوشے میں پھیلا دیں۔[2]

---

[1] تہذیب التہذیب ابن حجر۔ ج ۷۔ ص: ۱۷۲

[2] تذکرۃ الحفاظ ج ا۔ ص: ۱۰۶۔ مختصر جامع العلم ص: ۳۸

امام زہری کے مجموعہ حدیث مرتب کرنے کے بعد اس دور کے دوسرے اہل علم نے بھی تدوین وتالیف کا کام شروع کر دیا۔

عبدالملک بن جریج (ف ۱۵۰ھ) نے مکہ میں۔ امام اوزاعی (ف ۱۵۷ھ) نے شام میں۔ معمر بن راشد (ف ۱۵۳ھ) نے یمن میں، امام سفیان ثوری (ف ۱۶۱ھ) نے کوفہ میں، امام حماد بن سلمہ (ف ۱۶۷ھ) نے بصرہ میں اور امام عبداللہ بن المبارک (ف ۱۸۱ھ) نے خراسان میں احادیث کے جمع وتدوین کے کام میں سبقت کا شرف حاصل کیا۔

امام مالکؒ بن انس (ولادت ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ) امام زہری کے بعد مدینہ میں حدیث نبویؐ کی تدوین کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا ہے، آپ نے نافع، زہری اور دوسرے ممتاز اہل علم سے استفادہ کیا۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد نو سو تک پہنچتی ہے۔ آپ کے چشمۂ فیض سے براہ راست حجاز، شام، عراق، فلسطین، مصر، افریقہ اور اندلس کے ہزاروں تشنگانِ سنت سیراب ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں لیثؒ بن سعد (ف ۱۷۵ھ) ابنؒ مبارک (ف ۱۸۱ھ) امام شافعیؒ (ف ۲۰۴ھ) امام محمد بن حسن الشیبانیؒ (ف ۱۸۹ھ) جیسے مشاہیر شامل ہیں۔

اس دور میں حدیث کے بہت سے مجموعے مرتب ہوئے جن میں امام مالکؒ کی مؤطا کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس کا زمانۂ تالیف ۱۳۰ھ اور ۱۴۱ھ کے درمیان ہے۔ کل روایات کی تعداد ۱۷۰۰ ہے۔ جن میں سے مرفوع ۶۰۰، مرسل ۲۲۸، موقوف ۶۱۳، اور اقوال تابعین ۲۸۵ ہیں۔ اس دور کی چند دوسری تالیفات کے نام یہ ہیں۔ جامع سفیان ثوری (ف ۱۶۱ھ) جامع ابن المبارک (ف ۱۸۱ھ) جامع امام اوزاعی (ف ۱۵۷ھ) جامع ابن جریج (ف ۱۵۰ھ) کتاب الخراج قاضی ابو یوسف (ف ۱۸۳ھ) کتاب الآ ثار امام محمد (ف ۱۸۹ھ) اس دور میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث، صحابہ اور فتاویٰ تابعین کو ایک ہی مجموعہ میں مرتب کر لیا جاتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی وضاحت ہو جاتی تھی کہ یہ صحابی یا تابعی کا قول ہے یا حدیث رسول اللہ ﷺ۔

تیسرا دور

یہ دور تقریباً دوسری صدی ہجری کے نصف آخر سے چوتھی صدی ہجری کے خاتمے تک پھیلا ہوا ہے۔ اس دور کی خصوصیات یہ ہیں:

(۱) احادیث نبوی کو آثار صحابہ اور اقوال تابعین سے الگ کر کے مرتب کیا گیا۔

(۲) قابل اعتماد روایات کے علیحدہ مجموعے تیار کیے گئے۔ اور اس طرح چھان بین اور تحقیق و تفتیش کے بعد دوسرے دور کی تصانیف تیسرے دور کی ضخیم کتابوں میں سما گئیں۔

(۳) اس دور میں نہ صرف یہ کہ روایات جمع کی گئیں بلکہ علم حدیث کی حفاظت کے لیے محدثین کرام نے سو سے زیادہ علوم کی بنیاد ڈالی، جن پر اب تک ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَھُم وَ جَزَاھُمْ عَنَّا اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

مختصر طور پر چند علوم کا تعارف یہاں کرایا جاتا ہے۔

(۱) علم اسماء الرجال۔ اس علم میں راویوں کے حالات، پیدائش کے تاریخوں، اساتذہ و تلامذہ کی تفصیل، طلب علم کے لیے سفر اور ثقہ، غیر ثقہ ہونے کے بارے میں ماہرین علم حدیث کے فیصلے درج ہیں۔ یہ علم بہت ہی وسیع، مفید اور دلچسپ ہے۔

بعض متعصب مستشرقین بھی یہ اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے کہ اس فن کی بدولت پانچ لاکھ راویوں کے حالات محفوظ ہو گئے۔ یہ وہ خصوصیت ہے جس میں مسلمان قوم کی نظیر ملنی ناممکن ہے۔[۱]

اس علم میں سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں، چند کے نام یہ ہیں:

(۱) (الف) تہذیب الکمال۔ مؤلفہ امام یوسف مزی (وفات ۷۴۲ھ) اس علم میں یہ سب سے زیادہ اہم اور مستند کتاب ہے۔

(ب) تہذیب التہذیب۔ مؤلفہ حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری۔ یہ بارہ جلدوں میں ہے، حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکی ہے۔

(ج) تذکرۃ الحفاظ۔ مرتبہ علامہ ذہبیؒ (وفات ۷۴۸)

(۲) علم مصطلح الحدیث (اصول حدیث) اس علم کی روشنی میں حدیث کی صحت و ضعف کے قواعد و ضوابط معلوم ہوتے ہیں۔[۲]

اس علم کی مشہور کتاب ''علوم الحدیث معروف بہ مقدمہ ابن الصلاح'' ہے۔ مؤلفہ ابو عمر و عثمان بن الصلاح (وفات ۵۷۷ھ)

---

[۱] مقدمہ الاصابہ انگریزی شائع شدہ ۱۸۶۴ء از کلکتہ۔ مرتبہ مستشرق اسپرنگر۔

[۲] اس علم کی رو سے حدیث کی اقسام و اصطلاحات پر مختصر بحث مقدمہ کے آخر میں ملاحظہ کریں۔

ماضی قریب میں اصول حدیث پر دو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔

(الف) توجیہہ النظر۔ مؤلفہ علامہ طاہر بن صالح الجزائری (ف ۱۳۳۸ھ)۔

(ب) قواعد التحدیث۔ مرتبہ علامہ سید جمال الدین قاسمی (وفات ۱۳۳۲ھ)۔

اوّل الذکر وسعت معلومات اور آخر الذکر حسن ترتیب میں ممتاز ہیں۔

(۳) علم غریب الحدیث۔ اس علم میں احادیث کے مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق کی گئی ہے۔ اس علم میں علامہ زمخشری (وفات ۵۳۸ھ) کی الفائق اور ابن الاثیر (ف ۶۰۶ھ) کی نہایہ مشہور ہیں۔

(۴) علم تخریج الاحادیث۔ اس علم کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ مشہور کتب تفسیر، فقہ، تصوف اور عقائد میں جو روایات درج ہیں ان کا اصل ماخذ اور سرچشمہ کیا ہے۔ مثلاً ہدایہ از برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی (ف ۵۹۲ھ) اور احیاء العلوم (امام غزالیؒ وفات ۵۰۵ھ) میں بہت سی روایات بلاسند اور بلاحوالہ مذکور ہیں۔ اب اگر کسی کو یہ معلوم کرنا ہو کہ یہ روایات کس پایہ کی ہیں اور کون کون سی حدیث کی اہم کتابوں میں ان کا ذکر ہے تو اوّل الذکر کے لیے حافظ زیلعی (وفات ۷۹۲ھ) کی ''نصب الرایہ'' اور حافظ ابن حجر عسقلانی (وفات ۸۵۲ھ) کی ''الدرایہ'' کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور آخر الذکر کے لیے حافظ زین الدین عراقی (وفات ۸۰۶ھ) کی تالیف ''المغنی عن حمل الاسفار'' موزوں رہے گی۔

(۵) علم الاحادیث الموضوعہ۔ اس فن میں اہل علم نے مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں اور موضوع (من گھڑت) روایات کو الگ چھانٹ دیا ہے۔ اس بارے میں قاضی شوکانی (ف ۱۲۵۵ھ) کی ''الفوائد المجموعہ'' اور حافظ جلال الدین سیوطی (ف ۹۱۱ھ) کی ''اللآلی المصنوعہ'' زیادہ نمایاں ہیں۔

(۶) علم الناسخ والمنسوخ۔ اس فن میں امام محمد بن موسیٰ حازمی (ف ۵۸۴ھ بعمر ۳۵ سال) کی تصنیف ''کتاب الاعتبار'' زیادہ مستند اور مشہور ہے۔

(۷) علم التوفیق بین الاحادیث۔ اس علم میں ان روایات کی صحیح توجیہ بیان کی گئی ہے جن میں بظاہر تعارض اور ٹکراؤ معلوم ہوتا ہے۔ سب سے پہلے امام شافعیؒ (ف ۲۰۴ھ) نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے۔ ان کا رسالہ ''مختلف الحدیث'' کے نام سے مشہور ہے۔ امام طحاوی (ف ۳۲۱ھ) کی ''مشکل الآثار'' بھی اس فن کی مفید کتاب ہے۔

(۸) علم المختلف والمؤتلف۔ اس علم میں خاص طور پر ان راویوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے اپنے نام، کنیت، لقب، آباواجداد کے نام یا اساتذہ کے نام ملتے جلتے ہیں، اور اس اشتباہ کی بنا پر ایک ناواقف انسان مغالطہ میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ اس فن میں حافظ ابن حجر کی ''تعبیر المنتبہ'' زیادہ جامع کتاب ہے۔

(۹) علم اطراف الحدیث۔ اس علم کے ذریعہ معلوم ہوسکتا ہے کہ فلاں روایت کس کتاب میں ہے اور اس کے راوی کون کون سے ہیں۔ مثلاً آپ کو ''اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ'' حدیث کا ایک جملہ یاد ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ اس کے تمام ماخذ روایت کے پورے الفاظ اور راوی معلوم ہو جائیں تو آپ کو اس علم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس عنوان پر حافظ مزی (ف ۷۴۲ھ) کی کتاب ''تحفۃ الاشراف'' زیادہ مفصل ہے۔ اس میں صحاحِ ستہ کی روایات کی پوری فہرست آ گئی ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں حافظ یوسف مزی کے ۲۶ سال صرف ہوئے ہیں۔ انتہائی محنت شاقہ کے بعد یہ کتاب مکمل ہوئی ہے۔

آج کے مستشرقین نے ایسی ہی کتابوں سے خوشہ چینی کر کے ذرا نئے ڈھب سے احادیث کی فہرست مرتب کی ہے۔ مثلاً ''مفتاح کنوز السنۃ'' انگریزی میں شائع ہوئی تھی جس کا عربی میں ترجمہ ۱۹۳۴ء میں مصر سے شائع ہوا ہے۔ اور اب ایک وسیع فہرست ''المعجم المفہرس'' کے نام سے زیر ترتیب ہے۔ جس کے بیس اجزاء شائع ہو چکے ہیں۔

(۱۰) فقہ الحدیث۔ اس علم میں احکام پر مشتمل احادیث کے اسرار اور حکمتیں بے نقاب کی گئی ہیں۔ اس موضوع پر حافظ ابن قیم (ف ۷۵۱ھ) کی کتاب ''اعلام الموقعین'' اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ''حجۃ اللہ البالغۃ'' سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ اہل علم نے زندگی کے مختلف مسائل پر الگ الگ تصانیف بھی مرتب کی ہیں۔ مثلاً مالی معاملات میں ابوعبید قاسم بن سلام (ف ۲۲۴ھ) کی تالیف ''کتاب الاموال'' مشہور ہے۔ اور زمین کے مسائل عشر، خراج وغیرہ پر قاضی ابویوسف کی کتاب ''الخراج'' بہترین تصنیف ہے۔ نیز سنت کے ماخذ شریعت

[1] جدامجد مولانا حافظ عبدالجبار محدث عمرپوری (ف ۱۹۱۶ء مطابق ۱۳۳۴ھ) کے زمانے ہی میں مولوی عبداللہ چکڑالوی کے فتنۂ انکار حدیث نے سر اٹھایا تھا۔ جدِ محترم نے بھی اسی زمانے میں اپنے ماہنامے ضیاء السنۃ میں اس کے رد میں مفید اور مدلل مقالات کا سلسلہ شروع کیا تھا۔

ہونے اور منکرین حدیث کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا پردہ چاک کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تصنیفات کا مطالعہ مفید ہوسکتا ہے۔

کتاب الأم جلد ۷۔ الرسالہ امام شافعیؒ۔ الموافقات جلد چہارم مؤلفہ ابواسحاق شاطبی (ف ۷۹۰ھ)۔ صواعق مرُسلہ جلد ۲، ابن قیم۔ الاحکام لابن حزم اندلسی (ف ۴۵۶ھ) مقدمہ ترجمان السنۃ اردو۔ از مولانا بدرِ عالم میرٹھی۔

اثبات الخبر۔ مؤلفہ والد محترم مولانا حافظ عبدالستار حسن عمر پوری (وفات ۱۹۱۶ء مطابق ۱۳۳۴ھ بعمر ۳۴ سال)ؒ حدیث اور قرآن۔ مرتبہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ نیز انکار حدیث کا منظر اور پس منظر کے نام سے جناب افتخار احمد بلخی کی تصنیف بھی دلچسپ اور معلومات افزا ہے۔ اب تک اس کے دو حصے شائع ہو چکے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل علامہ مصطفیٰ سباعی نے احادیث کے حجت ہونے پر رسالہ ''المسلمون'' (دمشق) میں نہایت ہی مفید سلسلۂ مضامین شائع کیا تھا۔ جن کا اردو ترجمہ محترم رفیق ملک غلام علی صاحب نے کیا ہے۔ نعت رسول کے نام سے یہ کتابچہ شائع ہو چکا ہے۔

تاریخ علم حدیث اور متعلقہ مباحث پر مندرجہ ذیل تصانیف اپنے اندر جامعیت اور افادیت کا پہلو رکھتی ہیں۔ مقدمہ فتح الباری۔ حافظ ابن حجر۔ جامع بیان العلم واہلہ، حافظ ابن عبدالبر اندلسی (ف ۴۶۳ھ) معرفۃ علوم الحدیث، امام حاکم (ف ۴۰۵ھ) مقدمہ تحفۃ الاحوذی، مؤلفہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب محدث مبارکپوری (ف ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۵ء) ماضی قریب کی تصانیف میں یہ کتاب اپنی جامعیت اور افادیت کے لحاظ سے ایک شاہکار ہے۔ اسی طرح مقدمہ فتح الملہم مرتبہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور اردو میں تدوین حدیث مرتبہ مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم، وسیع معلومات کا گنجینہ ہیں۔

تیسرے دور کے جامعین حدیث

اس دور کے ممتاز اور مشہور جامعین حدیث اور مستند تالیفات کا تعارف ذیل میں کرایا جاتا ہے۔

(۱) امام احمد بن حنبلؒ (ولادت ۱۶۴ھ وفات ۲۴۱ھ) آپ کی اہم تالیف مسند احمد کے

نام سے مشہور ہے۔ یہ تیس ہزار روایات پر مشتمل ہے، اس کی چوبیس جلدیں ہیں۔ قابل ذکر احادیث سب اس میں آ گئی ہیں۔ اس میں عنوان کے لحاظ سے ترتیب کے بجائے ہر صحابی کی تمام روایات یکجا مرتب کردی گئی ہیں۔ اس کتاب کی تبویب یعنی عنوان وار ترتیب حسن البنّا شہید کے والد محترم احمد عبدالرحمٰن ساعاتی نے شروع کی تھی۔ اس وقت تک ۱۴ جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ مصر کے مشہور عالم احمد شاکر صاحب بھی اس سلسلہ میں کام کررہے ہیں۔ اب تک ۱۵ کے قریب اجزاء مرتب ہوچکے ہیں۔

(۲) امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ۔ ولادت ۱۹۴ھ وفات ۲۵۶ھ۔ آپ کی تاریخ ولادت ''صدق'' اور تاریخ وفات ''نور'' نکلتی ہے۔ امام بخاریؒ کی تصانیف میں سب سے زیادہ اہم اور مستند کتاب صحیح بخاری ہے، جس کا پورا نام یہ ہے ''الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلم وایامه''۔

اس کتاب کی تالیف میں سولہ سال صرف ہوئے۔ آپ سے براہ راست صحیح بخاری پڑھنے والے تلامذہ کی تعداد نوے ہزار تک پہنچتی ہے۔ بعض دفعہ ایک ہی مجلس میں حاضرین کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ جایا کرتی تھی۔ اس قسم کے اجتماعات میں املا کرانے والوں کا شمار ۳۰۰ سے متجاوز ہوجاتا تھا، کل تعداد احادیث ۹۶۸۴ ہے۔ اگر مکرر روایات اور تعلیقات (بے سند روایات)، شواہد (آثار صحابہ) اور مرسل احادیث کو حذف کردیا جائے تو مرفوع روایات کی تعداد ۲۶۲۳ بنتی ہے۔ امام بخاری نے دوسرے محدثین کی بہ نسبت راویوں کے پرکھنے کا معیار زیادہ بلند رکھا ہے۔

(۳) امام مسلم بن حجاج قشیری (ولادت ۲۰۲ھ وفات ۲۶۱ھ) امام بخاری، امام احمد بن حنبل ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ اور امام ترمذی، ابوحاتم رازی، ابوبکر بن خزیمہ کا شمار ان کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔

ان کی کتاب صحیح مسلم حسن ترتیب کے لحاظ سے زیادہ ممتاز مانی جاتی ہے۔

(۴) امام ابوداؤد اشعث بن سلیمان سجستانی، ولادت ۲۰۲ھ وفات ۲۷۵ھ ان کی اہم تالیف سنن ابوداؤد کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں زیادہ تر احکام پر مشتمل روایات کو پوری جامعیت کے ساتھ یک جا کردیا گیا ہے۔ فقہی اور قانونی مسائل کا یہ بہترین ماخذ ہے۔ یہ چار ہزار آٹھ سو احادیث پر مشتمل ہے۔

(۵) امام ابوعیسیٰ ترمذی، ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۹ھ اس کتاب میں فقہی مسالک کی تفصیل وضاحت سے کی گئی ہے۔

(٦) امام احمد بن شعیب نسائی۔ وفات ۳۰۳ھ ان کی تصنیف کا نام "السنن المجتبیٰ" ہے۔

(۷) امام محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی۔ (وفات ۲۷۳ھ) ان کی کتاب سنن ابن ماجہ کے نام سے مشہور ہے۔

(۸) مسند احمد کے علاوہ ان چھ کتابوں کو محدثین کی اصطلاح میں صحاحِ ستہ کہا جاتا ہے۔ بعض اہل علم نے بجائے ابن ماجہ کے مؤطا امام مالک کو صحاح ستہ میں شمار کیا ہے۔

ان کے علاوہ اس دور میں اور بھی بہت سی مفید اور جامع تالیفات شائع ہوئی ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ بخاری، مسلم، ترمذی جامع کہلاتی ہیں۔ یعنی عقائد، عبادات اخلاق، معاملات وغیرہ تمام عنوانات پر ان میں احادیث موجود ہیں۔ اور ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ سنن کہلاتی ہیں۔ یعنی ان میں زیادہ تر عملی زندگی سے متعلق روایات درج ہیں۔

طبقات کتب حدیث

محدثین نے روایات کی صحت وقوت کے لحاظ سے تمام کتب حدیث کو چار طبقات پر تقسیم کیا ہے۔ (۱) مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم۔ یہ تینوں کتابیں صحت سند اور راویوں کی ثقاہت کے اعتبار سے اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔

(۲) ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔ ان کتابوں کے بعض راوی ثقاہت کے اعتبار سے طبقۂ اوّل سے فروتر ہیں۔ لیکن ان کو بہر حال قابل اعتماد مانا جاتا ہے۔ مسند احمد کا شمار بھی اسی طبقے میں ہوتا ہے۔

(۳) دارمی (ف ۲۲۵ھ) ابن ماجہ، بیہقی، دارقطنی (ف ۳۸۵ھ) کتب طبرانی (ف ۳٦۰ھ)۔ تصانیف طحاوی (ف ۳۱۱ھ)۔ مسند شافعیؒ، مستدرک حاکم (ف ۴۰۵ھ) ان کتابوں میں صحیح، ضعیف ہر قسم کی روایات موجود ہیں۔ لیکن قابل اعتماد روایات کا عنصر غالب ہے۔

(۴) تصانیف ابن جریر طبری (ف ۳۱۰ھ) کتب خطیب بغدادی (ف ۴٦۳ھ) ابونعیم (ف ۴۰۳ھ) ابن عساکر (ف ۵۷۱ھ)۔ دیلمی صاحب فردوس (ف ۵۰۹ھ) کامل ابن عدی (ف ۳٦۵ھ) تالیفات ابن مردویہ (ف ۴۱۰ھ) واقدی (ف ۲۰۷ھ) اور اسی نوع کے

دوسرے مصنفین کی کتابیں اسی طبقے میں شمار ہوتی ہیں۔ یہ تالیفات رطب و یابس کا مجموعہ ہیں۔ موضوع (من گھڑت) روایات تک بھی ان میں بکثرت موجود ہیں۔ زیادہ تر عام واعظین، مؤرخین اور اصحاب تصوف کا سہارا یہی کتابیں ہیں۔ لیکن اگر چھان بین سے کام لیا جائے تو ان تالیفات میں سے بھی بیش بہا جواہر ریزے نکالے جاسکتے ہیں۔

چوتھا دور

تقریباً پانچویں صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے اور اس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اس عرصے میں تیسرے دور کا انداز تدوین اختتام کو پہنچ گیا تھا۔ اس طویل مدت میں جو کام ہوا ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) حدیث کی اہم کتابوں کی شرحیں، حواشی اور دوسری زبانوں میں تراجم لکھے گئے۔

(۲) جن علوم حدیث کا ذکر اوپر آیا ہے۔ ان پر بہت سی تصانیف اسی دور میں وجود میں آئی ہیں۔ اور ان کی شرحیں اور خلاصے لکھے گئے ہیں۔

(۳) اہل علم نے اپنے ذوق یا ضرورت کے مطابق تیسرے دور کی تالیفات سے احادیث منتخب کر کے مفید کتابیں مرتب کی ہیں۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

(الف) مشکوٰۃ المصابیح۔ مؤلفہ ولی الدین خطیب۔ اس میں عقائد، عبادات معاملات، اخلاق، آداب اور حشر و نشر سے متعلق روایات جمع کر دی گئی ہیں۔

(ب) ریاض الصالحین۔ مرتبہ امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شارح مسلم (ف ۶۷۶ھ) یہ زیادہ تر اخلاق و آداب پر مشتمل احادیث کا انتخاب ہے۔ ہر باب کے شروع میں عنوان کے مطابق قرآنی آیات بھی ذکر کی گئی ہیں۔ یہ اس کتاب کی اہم خصوصیت ہے۔ صحیح بخاری کا بھی انداز تالیف و ترتیب یہی ہے۔

(۴) منتقی الاخبار۔ مجد الدین ابوالبرکات عبدالسلام بن تیمیہ (ف ۶۵۲ھ) یہ مشہور شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہؒ (وفات ۷۲۸ھ) کے جد امجد ہیں۔ اس کتاب کی شرح آٹھ جلدوں میں قاضی شوکانی نے نیل الاوطار کے نام سے مرتب کی ہے۔

(۵) بلوغ المرام۔ مرتبہ حافظ ابن حجر شارح بخاری (وفات ۸۵۲ھ) اس میں زیادہ

تر عبادات اور معاملات سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ اس کی شرح ''سبل السلام'' عربی میں محمد بن اسماعیل صنعانی (وفات ۱۱۸۲ھ) کے قلم سے شائع ہوئی ہے۔ اور دوسری ''مسک الختام'' کے نام سے فارسی میں نواب صدیق الحسن خاں (ف ۱۳۰۷ھ) نے ترتیب دی ہے۔ ان میں سے اکثر کے تراجم عرصہ ہوا اردو میں شائع ہو چکے ہیں۔

غیر منقسم ہندستان میں سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ بن سیف الدین ترک (وفات ۱۰۵۲ھ) نے علم حدیث کی شمع روشن کی۔ اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ (وفات ۱۱۷۶ھ) اور ان کی اولاد، احفاد اور ارشد تلامذہ کی جانفشانیوں اور جگر کاویوں سے اس ملک کی سرزمین نورِ سنت سے جگمگا اٹھی۔ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سے اس ملک میں تراجم، شروح اور منتخب احادیث کے مجموعوں کی ترتیب و اشاعت کا مقدس مشغلہ اب تک جاری ہے۔ یہ تالیف ''انتخاب حدیث'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

یہ خدا کا انعام ہے کہ اس مجموعہ کے مرتب کو بھی خادمین حدیث سے تشبہ کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، ورنہ کہاں یہ ناچیز اور کہاں وہ بزرگ ہستیاں جنھوں نے حدیث رسول اللہ ﷺ کی تدوین و تبلیغ کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ   لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

اس پوری تفصیل کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ عہد نبویؐ سے لے کر اب تک کوئی دور بھی ایسا نہیں گزرا ہے جس میں حدیث کے لکھنے اور روایت کرنے کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہو۔ یہ وہ سلسلۂ علم ہے جس کا دن بھی روشن ہے، اور جس کی رات کا دامن بھی درخشانیوں اور تابناکیوں سے بھرپور ہے۔ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا۔

اصطلاحات حدیث

حدیث: رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر[1] کا نام حدیث ہے۔

اثر: صحابہؓ کے قول اور فعل کو اثر کہا جاتا ہے، اس کی جمع آثار ہے۔

سند: حدیث کے راویوں کے سلسلہ کو سند کہتے ہیں۔

متن: حدیث کی عبارت کو متن کہا جاتا ہے۔

خبر متواتر[2]: جس کے راوی ہر دور میں اتنے زیادہ رہے ہوں کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہو جانا عادۃً ناممکن ہو۔

خبر واحد یا آحاد: جس کے راوی تعداد میں تواتر کے درجے کو نہ پہنچے ہوں۔ محدثین کے نزدیک اس کی تین قسمیں ہیں۔

(الف) مشہور۔ صحابہؓ کے بعد جس کے راوی کسی دور میں تین سے کم نہ ہوں۔

(ب) عزیز۔ جس کے راوی ہر دور میں دو سے کم نہ ہوں۔

(ج) غریب۔ جس کا راوی کسی دور میں ایک ہی رہ گیا ہو۔

مرفوع۔ جس حدیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو۔

---

[1] تقریر کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے سامنے کوئی کام کیا گیا ہو لیکن اس پر آپؐ نے انکار نہ فرمایا ہو۔

[2] تواتر کی چند قسمیں ہیں (۱) ایک دور سے دوسرے دور کی طرف نسلاً بعد نسلٍ پوری وسعت اور عموم کے ساتھ نقل و روایت کا سلسلہ جاری رہے۔ مثلاً قرآن مجید۔ (۲) تواتر عملی، نماز کے اوقات اذان اور نماز کی بنیادی ہیئت۔ (۳) تواتر اسناد۔ مثلاً من کذب علّی متعمدًا فلیتبوأ مقعده من النار۔ صرف صحابہؓ کے دور میں اس کے ستّر سے زیادہ راوی ہیں۔ اسی طرح ختمِ نبوت کی روایات (۴) تواتر معنوی، یعنی قدرِ مشترک تمام روایات میں درجۂ تواتر کو پہنچا ہوا ہو۔ مثلاً معجزاتِ نبویؐ۔ دعا میں ہاتھ اٹھانا وغیرہ۔ (مقدمہ فتح الملہم)

موقوف ۔ جس روایت کی نسبت صحابہؓ کی طرف ہو، یعنی ان کا قول و فعل ہو۔
متصل ۔ جس کے سلسلۂ سند میں کوئی راوی ساقط نہ ہو۔
منقطع ۔ متصل کے برعکس۔
معلَّق ۔ سند کی ابتدا سے راوی چھوڑ دیا جائے یا پوری سند ہی حذف کردی جائے۔ اس حذف کرنے کو تعلیق کہتے ہیں۔
مُعضل ۔ سند میں مسلسل دو یا دو سے زیادہ راوی غائب ہوں۔
مرُسل ۔ تابعی اور آں حضورﷺ کے درمیان صحابی کا ذکر نہ ہو۔
شاذ ۔ وہ روایت جس میں ثقہ راوی اپنے سے قوی تر راوی کی مخالفت کرتا ہو۔ قوی تر کی روایت کو محفوظ کہا جاتا ہے۔
منکر ۔ اگر ضعیف راوی دوسرے ثقہ راوی کی مخالفت کرے تو ضعیف کی روایت کو منکر اور اس کے بالمقابل ثقہ کی روایت کو معروف کہتے ہیں۔
مُعلَّل ۔ ایسی روایت جس میں ایسا مخفی نقص موجود ہو جسے علم حدیث کے ماہرین ہی بھانپ سکتے ہیں۔ مثلاً کسی وہم کی بنا پر مرفوع کو موقوف یا اس کے برعکس کردینا۔
صحیح ۔ جس روایت میں مندرجہ ذیل امور پائے جاتے ہوں۔
(الف) سند متصل ہو۔
(ب) راوی عادل یعنی سیرت و اخلاق کے اعتبار سے قابل اعتماد ہو۔
(ج) حافظہ درست ہو۔ (د) شاذ نہ ہو۔ (ہ) معلل نہ ہو۔
حسن ۔ جس میں مذکورہ بالا تمام اوصاف پائے جاتے ہوں، صرف حافظہ کے اعتبار سے ہلکا پن ہو، اگر ایسی حسن روایت کی دوسری اسی قسم کی روایات موید ہوں تو اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں۔
ضعیف ۔ وہ روایت جس کے مندرجہ بالا تمام اوصاف یا بعض میں نمایاں کمی پائی جائے۔ کئی ضعیف روایات حسن لغیرہ کے حکم میں ہو جاتی ہیں۔ بشرطیکہ یہ ضعف سیرت و کردار میں فساد کی وجہ سے نہ پیدا ہوا ہو۔ (قواعد التحدیث ص: ۹۰)
ضعیف روایت کا انتہائی نا قابل اعتماد درجہ یہ ہے کہ اس کے راویوں کا تقویٰ ہی مشتبہ ہو کر رہ جائے۔ ایسی روایت موضوع کہلاتی ہے۔

(۱)

اساساتِ دین

اسلامی عقائد وارکان

(۱) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْطَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرَیٰ عَلَیْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْهِ اِلٰی رُکْبَتَیْهِ وَوَضَعَ کَفَّیْهِ عَلٰی فَخِذَیْهِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ: اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا۔ قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ، یَسْأَلُهٗ وَیُصَدِّقُهٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ : اَنْ تُؤْمِنَ بِا اللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اِمَارَاتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رُعَآءَ الشَّآءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِیًّا ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاعُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّآئِلُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ …… رواه مُسْلم (مشکوٰۃ کتاب الایمان۔ص:۳)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے سامنے آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال کالے سیاہ تھے، نہ اس پر سفر کی کوئی علامت دکھائی دیتی تھی اور نہ ہم میں سے کوئی اسے جانتا

تھا۔ آخر وہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے دونوں ہاتھ آپؐ کی رانوں پر رکھ دیے۔ پھر کہنے لگا ''اے محمدؐ! مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے۔'' آپؐ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور تو بیت اللہ کا حج کرے، اگر تو اس کے راستے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اس نے جواب دیا ''آپ نے سچ کہا۔ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ وہ آپؐ سے سوال بھی کرتا ہے اور پھر آپؐ کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا ''مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے۔'' آں حضورؐ نے فرمایا (ایمان یہ ہے) کہ اللہ کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر اور بھلی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔'' اس شخص نے کہا ''آپؐ نے سچ فرمایا۔'' پھر کہا مجھے احسان کے بارے میں بتایئے۔'' آپؐ نے فرمایا (احسان یہ ہے) کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔'' اس نے پھر کہا ''مجھے قیامت کی خبر بتایئے۔'' آپؐ نے فرمایا: ''مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔'' پھر اس نے کہا، ''مجھے اس کی نشانیوں سے آگاہ کیجیے۔'' ''آپؐ نے فرمایا (نشانی یہ ہے) کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور تو ننگے پاؤں اور ننگے جسم والے کنگلوں اور چرواہوں کو دیکھے گا کہ وہ بڑی بڑی عمارتوں میں بیٹھ کر اترائیں گے''۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر وہ چلا گیا اور میں بہت دیر ٹھہرا رہا۔ پھر آں حضورؐ نے فرمایا۔ ''اے عمرؓ! کیا تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا۔'' میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ''وہ جبریلؑ، تمہارے پاس آئے تھے تاکہ تمہیں تمہارے دین کی تعلیم دیں۔''

تشریح: (۱) اس حدیث میں اسلام، ایمان اور احسان کے مفہوم کی وضاحت کی گئی ہے۔

قرآن و حدیث میں جہاں کہیں ایمان اور اسلام کا یکجا ذکر آیا ہے وہاں ایمان سے یقین اور قلبی تصدیق اور اسلام سے زبانی توحید و رسالت کا اقرار اور ظاہری مراسمِ عبادت کی پابندی مراد ہے۔

احسان کا لفظ حسن سے بنا ہے، جس کے معنی خوب صورتی کے ہیں، عبادت میں حسن اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جبکہ ذہن میں یہ تصور پختہ ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہیں اور اسے

دیکھ رہے ہیں۔ یہ تصور اگر ذہن میں نہ قائم ہو سکے تو اس حقیقت سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ بہر حال دیکھ رہا ہے، اس کی نگاہوں سے بندوں کا کوئی عمل بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

(۲) ''لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب عام طور پر لوگوں میں باہمی تعاون، ہمدردی اور صلۂ رحمی کے بجائے خود غرضی اور قطع رحمی پھیل جائے گی، بڑوں کے احترام و اطاعت کا جذبہ ختم ہو جائے گا، یہاں تک کہ بیٹی جس کو فطرتاً ماں سے زیادہ لگاؤ ہوتا ہے، اس کا سلوک بھی ماں کے ساتھ ایسا ہو گا جیسا مالکہ کا سلوک لونڈی کے ساتھ ہوا کرتا ہے، گویا ماں نے لڑکی نہیں بلکہ اپنی مالکہ کو جنا ہے۔

(۳) ننگے پیر، ننگے جسم والے کنگلوں، اور چرواہوں کے بڑی بڑی عمارتوں میں فخر کرنے سے مراد یہ ہے کہ علم و تہذیب سے ناآشنا اور شرافت و اخلاق سے کورے لوگوں کے ہاں دولت و ثروت کی ریل پیل ہو گی۔ اور مقابلہ آرائی اور نمود و نمایش کا جذبہ بڑھ جائے گا۔

توحید

(۲) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِکَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ (صحیح مسلم/ کتاب الایمان باب ۴۰ حدیث ۱۵۴)

ترجمہ: (بروایت ابوذر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہوا اور پھر اسی پر اس کی موت آئے وہ یقیناً جنت ہی میں داخل ہو گا۔

تشریح: اس حدیث میں قال لا الٰہ الا اللہ سے محض زبانی رسمی اقرار مراد نہیں ہے بلکہ ایسا اقرار جس کے ساتھ قلبی یقین و تصدیق بھی شامل ہو، جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ ، صِدْقًا بِھَا قَلْبُہٗ، یعنی دل کے یقین اور سچائی کے ساتھ یہ اقرار و اعتراف ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ جب اس طرح اقرار کیا جائے گا تو سیرت و کردار میں نمایاں تبدیلی رونما ہو گی۔ اور زندگی کے تمام گوشوں پر اس کے خوشگوار اثرات پڑیں گے۔

(۳) عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْ لِّیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْئَلُ عَنْہُ اَحَدًا بَعْدَکَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۱۳، حدیث ۶۲)

ترجمہ: سفیان بن عبداللہ الثقفیؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتلا دیجیے کہ آپؐ کے بعد مجھے کسی سے دریافت نہ کرنا پڑے۔ آپؐ نے فرمایا ''کہو میں اللہ پر ایمان لے آیا۔'' پھر (اسی پر) ثابت قدم رہو۔

(۴) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاقَ طُعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَّضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِيْناً وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلاً۔

(رواہ مسلم/کتاب الایمان، باب ۱۱ حدیث ۵۶)

ترجمہ: حضرت عباسؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ کے رب، اسلام کے دین اور محمدؐ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔''

رسالت پر ایمان

(۵) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَالَكُمْ مُوْسىٰ فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ، وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَّاَدْرَكَ نُبُوَّتِيْ لَاتَّبَعَنِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَاوَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ (دارمی۔ مسند احمد، مشکوٰۃ ص:۳۲)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، اگر موسیٰؑ تمہارے سامنے آ جائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے، اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے اور میرا زمانۂ نبوت پاتے تو میری پیروی کرتے۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کے لیے میری اتباع کے سوا اور کوئی چارۂ کار ہی نہ ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ کی اتباع

(۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعاً لِّمَاجِئْتُ بِهٖ۔ (شرح السنۃ مشکوٰۃ ص:۲۲)

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ اس کی خواہش اس (شریعت) کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

(۷) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايُؤْمِنُ اَحَدُ كُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (مسلم کتاب الایمان باب ۱۶، حدیث ۷۰)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایمان دار نہ ہوگا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک، اس کی اولاد، اس کے والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(۸) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَابُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَيْسَ فِیْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِّاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ يَابُنَیَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ ص:۳۰)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے پیارے بچے! اگر تم سے ہو سکے تو صبح و شام اس طرح گزارو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کوئی میل نہ ہو۔ پھر فرمایا، اے میرے بچے یہ (محبت کا رکھنا) میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے مجھ سے محبت رکھی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں غلو سے پرہیز اور عقیدت میں اعتدال

(۹) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُؤَبِّرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهٗ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوْهُ فَنَقَصَتْ۔ قَالَ فَذَكَرُوْا ذَالِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ رَّاْيِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ۔ (رواہ مسلم، کتاب الفضائل باب ۳۸)

ترجمہ: رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ والے کھجور کے درختوں میں پیوند لگایا کرتے تھے، آپؐ نے فرمایا: تم کیا کرتے ہو؟'' لوگوں نے جواب دیا ''ہم یہ کرتے رہے ہیں۔'' آپؐ نے فرمایا: ''توقع

ہے اگر تم نہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہو۔" لوگوں نے پیوند کاری ترک کر دی۔ (نتیجہ یہ نکلا) پیداوار کم ہوگئی، راوی کا بیان ہے کہ اس کا ذکر لوگوں نے آپؐ سے کیا، تو آپؐ نے فرمایا: "میں تو ایک انسان ہی ہوں، جب میں تمہیں کسی دینی معاملے میں حکم دوں تو تم اس کو لے لو، اور جب تمہیں اپنی رائے سے کچھ بتلاؤں تو پھر میں بس ایک انسان ہی ہوں۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَا کُمْ

یعنی دنیاوی معاملات سے تم زیادہ باخبر ہو۔

اس حدیث میں کئی اہم امور پر روشنی پڑتی ہے:

(۱) رسول اللہ ﷺ انسان ہی تھے۔ مافوق البشر شخصیت نہ تھے۔ اس لیے ضروری نہ تھا کہ دنیاوی فنون اور معاملات کے بارے میں آپ کا ہر ذاتی اندازہ صحیح نکلے، ہاں جو بات آپ وحی کی بنا پر ارشاد فرماتے اس کی صحت میں کسی طرح بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) اس حدیث میں بظاہر دین و دنیا کی تفریق نظر آتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔

یہاں "امور دنیا" سے مراد فنی قسم کے معاملات ہیں مثلاً: کاشت کاری، باغبانی، نجاری وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ انبیاء کرام اس قسم کے علوم وفنون کی تعلیم دینے کے لیے دنیا میں تشریف نہیں لاتے، حدیث کے سیاق وسباق سے بھی اسی مطلب کی تائید ہوتی ہے۔

باقی رہے زندگی کے مختلف شعبے مثلاً معیشت، معاشرت، سیاست اور اخلاق تو انبیاء کرام جس طرح عبادات کی تفصیلات بتلاتے ہیں اسی طرح ان کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ زندگی کے دوسرے شعبوں کے بارے میں بھی الٰہی تعلیم کو لوگوں تک پہنچائیں۔

تقدیر پر ایمان

(۱۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَاَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ وَفِیْ کُلٍّ خَیْرٌ اِحْرَصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا

تَعجزْ، وَاِنْ اَصَابَكَ شَیٌٔ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ کَانَ کَذَاوَکَذَا وَلٰکِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰہُ وَمَاشَاءَ فَعَلَ ، فَاِنَّ "لَوْ" تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ۔ (مسلم کتاب القدر باب ۸، ابن ماجہ مقدمہ باب ۱۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کو قوی مومن، ضعیف مومن سے زیادہ پیارا ہے اور ہر ایک میں خیر ہے جو چیز تمھیں نفع دے اس کی حرص کرو اور اللہ سے مدد چاہو اور ہمت نہ ہارو، اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچے تو (یوں) مت کہو اگر میں ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا، لیکن (یہ بات) کہو کہ "اللہ نے اندازہ کیا، جو چاہا اس نے کر ڈالا، اس لیے کہ "لَوْ" (اگر) شیطان کے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں "مومن قوی" ایسا مرد مومن مراد ہے جو ہمت و عزم کے اعتبار سے پختہ ہو۔ اور اس کے برعکس مومن ضعیف سے مراد یہاں ایسا مسلمان ہے جو ذرا سی ناکامی پر ہمت ہار بیٹھتا ہے۔

(۱۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ یَوْ مًا فَقَالَ یَا غُلَامُ اِنِّیْ اُعَلِّمُكَ کَلِمَاتٍ، اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تِجَاھَكَ ، اِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیٍٔ لَمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیٍٔ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَكَ وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْكَ بِشَیٍٔ لَمْ یَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیٍٔ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْكَ۔ (مشکوٰۃ ص:۳۵۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا، ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (سواری پر) سوار تھا، آپؐ نے فرمایا: "اے بچے! میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں، (۱) اللہ (کے دین) کی حفاظت کر اللہ تیرا محافظ ہوگا۔ (۲) اللہ (کے دین) کی حفاظت کر تو اس (کی رحمت) کو اپنے سامنے پائے گا، جب مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ، جب مدد کی ضرورت ہو تو اللہ سے طلب کر (یہ بات) جان لے کہ امت اگر تجھے نفع پہنچانے پر اتفاق بھی کرے تو وہ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اسی قدر جو خدا نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ اور اگر سب لوگ نقصان پہنچانے پر تل جائیں تو وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اسی حد تک جو خدا کے ہاں طے ہو چکا ہے۔

(۱۲) عَنْ اَبِیْ خِزَامَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْھَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰی بِہٖ وَتُقَاۃً نَتَّقِیْھَا ھَلْ تَرُدُّمِنْ قَدَرِاللّٰہِ شَیْئًا قَالَ ھِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ۔

ترجمہ: ابوخزامہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، کہ جھاڑ پھونک کا ہمارے ہاں رواج ہے، دوا دارو اور علاج معالجہ بھی ہوتا ہے اور دشمن کا حملہ ہو تو ڈھال سے بچاؤ بھی کیا جاتا ہے، کیا یہ سب چیزیں خدا کی مقرر کی ہوئی تقدیر کو پھیر سکتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا، یہ بھی تقدیر کا ایک سلسلہ ہے۔

آخرت کی باز پرس

(۱۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَ مَا ابْنِ اٰدَمَ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ، عَنْ عُمُرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِیْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَهٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ۔ (ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ آں حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: (قیامت کے دن) انسان کے قدم (اپنی جگہ سے) ہٹ نہ سکیں گے یہاں تک کہ اس سے پانچ باتوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے۔ (۱) عمر کن کاموں میں گنوائی؟ (۲) جوانی کی توانائیاں کہاں صرف ہوئیں؟ (۳) مال کہاں سے کمایا؟ (۴) اور کہاں خرچ کیا؟ (۵) جو علم اسے حاصل ہوا اس پر اس نے کہاں تک عمل کیا؟

دنیا کی بے ثباتی

(۱۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِى الدُّنْيَا وَ تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ۔ (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ۔ باب زیارۃ القبور)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا تو (اب) قبروں کی زیارت کرو، کیونکہ زیارت قبور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔

(۱۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِیْ فَقَالَ كُنْ فِى الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِيْلٍ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَآءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ۔ (بخاری، مشکوٰۃ۔ باب تمنی الموت)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا شانہ پکڑتے ہوئے فرمایا، تم دنیا میں رہو، گویا تم مسافر ہو یا رہ گزر، ابن عمرؓ کہا کرتے تھے، جب شام ہو تو صبح کے انتظار میں نہ رہو، اور جب صبح ہو، تو شام کا انتظار نہ کرو، صحت کے زمانے میں بیماری کے وقت کے لیے (نیکیوں کا توشہ) لے لو، اور زندگی میں موت کے لیے (عمل کا سرمایہ فراہم کرلو)۔

پانچ چیزوں کو غنیمت جانو

(۱۶) عَنْ عَمْرِوبْنِ مَیْمُوْنِ الْاَوْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِرَجُلٍ وَّھُوَ یَعِظُہٗ اِغْتَنِمْ خَمْساً قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ ھَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَ فَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَیٰوتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ: کتاب الرقاق)

ترجمہ: عمرو بن میمون سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، (۱) جوانی بڑھاپے سے پہلے۔ (۲) صحت بیماری سے پہلے۔ (۳) خوش حالی، ناداری سے پہلے۔ (۴) فراغت مشغولیت سے پہلے (۵) زندگی موت سے پہلے۔

(۱۷) عَنْ اَبِیْ اَیُّوبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ عِظْنِیْ وَاَوْجِزْفَقَالَ اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِكَ فَصَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ وَلَا تَکَلَّمْ بِکَلَامٍ تَعْذِرُ مِنْہُ غَدًا وَاجْمَعِ الْاِیَاسَ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب الرقاق)

ترجمہ: ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا: مجھے نصیحت کیجیے۔ اور مختصر لفظوں میں فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا: تو نماز میں کھڑا ہو تو اس شخص کی سی نماز پڑھ جو رخصت کیا جا رہا ہے، اور ایسی بات منہ سے نہ نکال جس کے بارے میں کل عذر پیش کرنا پڑے۔ اور جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے قطعی طور پر مایوس ہو جا۔

(۱۸) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِذَارَاَیْتَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُعْطِی الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْیَا عَلٰی مَعَاصِیْہِ مَایُحِبُّ فَاِنَّمَا ھُوَاسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَارَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا نَسُوْا مَاذُکِّرُوْا بِہٖ فَتَحْنَا عَلَیْھِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی اِذَافَرِحُوْابِمَآ اُوْتُوْآاَخَذْنَا ھُمْ بَغْتَۃً فَاِذَا ھُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ: کتاب الرقاق)

ترجمہ: عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا. جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ معصیت اور نافرمانی کے باوجود بندے کو اس کی خواہش اور پسند کے مطابق دنیا کی نعمتیں دے رہا ہے (تو سمجھ لو) کہ یہ (خدا کی طرف سے) ڈھیل ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، جب وہ ان باتوں کو بھول گئے جن کی ان کو نصیحت کی تھی، تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے، یہاں تک کہ جب وہ دی ہوئی نعمتوں میں مست اور مگن ہو گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا۔ پھر اچانک وہ مایوس نظر آتے ہیں۔

توضیح: کسی شخص یا قوم کو محض دنیاوی خوش حالی یا اقتدار کی مسند پر دیکھ کر یہ خیال کر لینا صحیح نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے خوش ہے، بلکہ یہ تو سخت آزمائش کی شکل ہے کہ اس کے بعد خدائی عذاب مجرموں کو اچانک آ دبوچتا ہے۔

خدائی قانونِ امہال و استدراج (ڈھیل) کی مثال ایسی ہے جیسے شکاری مچھلی کے حلق میں کانٹا پھنسنے کے بعد فوراً اسے نہیں نکالتا بلکہ ڈور ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے اور جب مچھلی گھوم پھر کر تھک جاتی ہے تو یکبارگی ایک سخت جھٹکے میں اس کو خشکی پر باہر نکال لیتا ہے۔ لیکن اس دوران میں نادان مچھلی یہ سمجھتی ہے کہ وہ آزادی کی فضا میں سانس لے رہی ہے۔

روحِ اسلام (اخلاص)

(۱۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّانَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِامْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَاهَاجَرَ اِلَيْهِ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اور انسان کے لیے بس وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی ہے تو پھر جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو (واقعی) اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے۔ اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہے کہ اسے حاصل کرے یا عورت کی طرف ہے کہ اس سے شادی کرے تو (واقعی) اس کی ہجرت ایسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی (نیت کی) ہے۔

(۲۰) عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُہٗ فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا۔ فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۱۳۹)

ترجمہ: ابوموسیٰؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ایک آدمی آں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اس نے سوال کیا) انسان غنیمت کے لیے لڑتا ہے، انسان اس لیے لڑتا ہے تاکہ (اس کی شجاعت کی) نمایش ہو، انسان لڑتا ہے تاکہ اس کا مقام (بلند) ہو، تو (ان میں سے) کون سا اللہ کی راہ کا مجاہد ہے، آپؐ نے فرمایا ''جو لڑتا ہے تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ (بس وہی اللہ کی راہ کا مجاہد ہے)

(۲۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب الریاء ص: ۴۴۶)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری شکل وصورت اور دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہاری نیت اور عمل کو دیکھتا ہے۔

(۲۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطیٰ لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ۔ (رواہ ابوداود۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان ص: ۷)

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے لیے (لوگوں سے) محبت کی، اللہ کے لیے نفرت و بیزاری اختیار کی، اللہ کے لیے اس نے دیا، اور اللہ کے لیے اس نے اپنا ہاتھ روکا تو بلاشبہ اس نے اپنے ایمان کو درجۂ کمال تک پہنچادیا۔

اعتدال وتوازن

(۲۳) عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَاتُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ۔ باب القصد فی العمل)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال میں سے اتنی مقدار اختیار کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا۔ یہاں تک کہ تم خود اکتا جاؤ۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ثواب اور بخشش کا دروازہ نہیں بند کرتا جب تک کہ انسان خود ہی اپنی بے تدبیری سے اپنے آپ کو محروم نہ کر لے۔

(۲۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُوْنَ اَشْيَاءَ وَيَتْرُكُوْنَ اَشْيَاءَ تَقَذُّرًا، فَبَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ وَاَنْزَلَ كِتَابَهٗ وَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ فَمَا اَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب ما تحل اکلہ)

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جاہلیت والے بہت سی چیزیں کھالیا کرتے تھے، اور بہت سی چیزیں گھن کرتے ہوئے چھوڑ دیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو بھیجا، کتاب اتاری، حلال کو حلال ٹھیرایا، اور حرام کو حرام قرار دیا، پس جو اس نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جو اس نے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس چیز کے بارے میں خاموشی اختیار کی وہ معاف ہے۔

یعنی جن چیزوں کے بارے میں نہ صراحۃً اجازت ہے اور نہ ممانعت، ان کے بارے میں پوچھ گچھ اور چھان بین کرنا مناسب نہیں، شرعاً ان کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں۔

(۲۵) عَنْ حُذَيْفَةَؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا اَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْغِنٰى، مَا اَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ، وَمَا اَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْعِبَادَةِ۔ (مسند بزار، کنزالعمال ج ۲۔ ص: ۷)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوش حالی میں میانہ روی کیا ہی خوب ہے، ناداری میں اعتدال کی روش کیا ہی اچھی ہے، اور عبادت میں درمیانی انداز کیا ہی بہتر ہے۔

(۲۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ۔ (مشکوٰۃ: القصد فی العمل۔ ص ۱۰۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین آسان ہے، کوئی شخص دین سے زور آزمائی نہیں کرتا مگر یہ کہ دین اس پر غالب آکر رہتا ہے۔ سیدھے رہو، میانہ روی اختیار کرو، اور ہشاش بشاش رہو، صبح شام اور رات کے کچھ حصے میں سفر کے ذریعے مدد چاہو۔

توضیح: جس طرح مسافر مسلسل سفر نہیں کرتا، بلکہ خوشگوار ٹھنڈے اوقات میں سفر طے کرتا ہے اور باقی اوقات میں خود بھی آرام کرتا ہے اور اپنی سواری کو بھی آرام دیتا ہے۔ یہی حال دین کی راہ کے مسافر کا بھی ہونا چاہیے۔ طاقت سے زیادہ اپنے اوپر مشقت ڈال لینا، نفلی عبادات کا خلافِ سنت طریقے پر اہتمام کرنا، یہ سب ایسے اعمال ہیں کہ جس کی وجہ سے دین میں غلو کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

جو شخص غلو اور افراط میں مبتلا ہو کر دین سے دھینگا مشتی کرتا ہے وہ اپنے اس طرز عمل سے دین کا تو کچھ نہیں بگاڑ پاتا، ہاں خود اسی کو آخر کار پسپا ہونا پڑتا ہے۔

(۲۷) عَنْ حُذَیْفَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَایَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یُّذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا وَکَیْفَ یُذِلُّ نَفْسَهٗ قَالَ یَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَآءِ لِمَا لَایُطِیْقُ۔

(الترمذی، مشکوٰۃ۔ باب جامع الدعاء)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔ لوگوں نے پوچھا مومن اپنے آپ کو ذلیل کیسے کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ناقابل برداشت (طاقت سے زیادہ) آزمائش میں اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے۔

(۲۸) عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی شَیْخاً یُّهَادٰی بَیْنَ اِبْنَیْهِ فَقَالَ مَابَالُ هٰذَا قَالُوْا نَذَرَاَنْ یَّمْشِیَ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی عَنْ تَعْذِیْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ لَغَنِیٌّ وَاَمَرَهٗ اَنْ یَّرْکَبَ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان پاؤں گھسیٹتے ہوئے جا رہا ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا، اسے کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا، اس نے نذر مانی ہے کہ بیت اللہ کا سفر پیدل کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص کے اپنے آپ کو عذاب دینے سے بے نیاز ہے اور اسے حکم دیا کہ وہ سواری پر سوار ہو کر اپنا سفر پورا کرے۔

توضیح: یہاں اس وہم کی اصلاح کی گئی ہے کہ انسان جس قدر بھی اپنے آپ کو مشقت و تکلیف میں مبتلا کرتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔

(۲۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یَاعَبْدَ اللّٰہِ! اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّکَ تَصُوْمُ النَّھَارَ وَتَقُوْمُ الَّیْلَ، فَقُلْتُ: بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْوَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِکَ عَلَیْکَ حَقًّا، وَاِنَّ لِعَیْنِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْرِکَ عَلَیْکَ حَقًّا، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّھْرَ، صَوْمُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَھْرٍ، صَوْمُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ، صُمْ کُلَّ شَھْرٍ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَاقْرَأِالْقُرْاٰنَ فِیْ کُلِّ شَھْرٍ، قُلْتُ: اِنِّیْ اُطِیْقُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ، قَالَ: صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ، صِیَامُ یَوْمٍ وَاِفْطَارُ یَوْمٍ وَاقْرَأْ فِیْ کُلِّ سَبْعِ لَیَالٍ مَرَّۃً وَلَاتَزِدْ عَلٰی ذٰلِکَ۔ (بخاری، مشکوٰۃ: باب صیام التطوع)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ کیا مجھے یہ اطلاع نہیں ملی ہے کہ تم دن کو روزے رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں میں ایسا ہی کرتا ہوں، آپؐ نے فرمایا، یہ طرزِ عمل اختیار نہ کرو، روزہ رکھو، افطار کرو، رات کو تہجد بھی پڑھو اور آرام بھی کرو، اس لیے کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ (حقیقتاً) اس نے روزہ نہیں رکھا جس نے ساری عمر روزوں میں گزار دی۔ ہر ماہ کے تین روزے عمر بھر کے روزوں کے برابر ہیں، ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو۔ اور ہر ماہ میں (ایک بار پورا) قرآن پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا، حضرت داؤدؑ کی طرح روزے رکھ لیا کرو۔ (یہ نفلی) روزوں کی بہترین شکل ہے، ایک دن روزہ رکھو ایک دن افطار کرو۔ اور ہفتہ بھر میں ایک بار قرآن ختم کیا کرو۔ اس سے آگے نہ بڑھو۔

تشریح: تلاوتِ قرآن سے محض طوطے کی طرح پڑھ دینا مقصود نہیں ہے، بلکہ ایسا پڑھنا جس کے ساتھ فہم و تدبر اور غور و فکر بھی ہو۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تین دن سے کم میں تو بہرحال قرآن ختم نہیں ہونا چاہیے۔

(۳۰) عَنْ سَعْدِبْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، قَالَ: جَاءَ نِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَعُوْدُنِیْ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجْعٍ اشْتَدَّ بِیْ، فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ قَدْبَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجْعِ مَاتَرٰی وَاَنَا ذُوْمَالٍ وَلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَۃٌ لِیْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ، قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالشَّطْرَ

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، فَقَالَ لَا، قُلْتُ فَالثُّلُثُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ، اِنَّکَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَ ھُمْ عَالَۃً یَّتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ۔

ترجمہ: سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے، انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے سال میرے شدید درد کی وجہ سے عیادت کے لیے تشریف لائے، میں نے کہا، میرا درد جس حد کو پہنچ چکا ہے وہ آپؐ دیکھ ہی رہے ہیں، میرے پاس بہت سا مال ہے، اور میری وارث صرف ایک بیٹی ہی ہوسکتی ہے، کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کرسکتا ہوں۔ آپؐ نے جواب دیا نہیں، میں نے کہا، آدھا آپ نے فرمایا، نہیں، میں نے عرض کیا اچھا ایک تہائی، آپؐ نے فرمایا، ہاں ایک تہائی، اور تہائی بھی بہت ہے۔ اس لیے کہ تمہارا اپنے وارثوں کو خوش حال چھوڑ جانا اس بات سے بہتر ہے کہ تم ان کو فقر و فاقہ کی حالت میں چھوڑ کر مرو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

نیکی کا وسیع تصوُّر

(۳۱) عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَا اَطْعَمْتَ نَفْسَکَ فَھُوَلَکَ صَدَقَۃٌ وَمَا اَطْعَمْتَ وَلَدَکَ فَھُوَلَکَ صَدَقَۃٌ وَمَا اَطْعَمْتَ زَوْجَکَ فَھُوَلَکَ صَدَقَۃٌ وَمَا اَطْعَمْتَ خَادِمَکَ فَھُوَلَکَ صَدَقَۃٌ۔ (الادب المفرد)

ترجمہ: مقدام بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو کھانا تم خود کھاتے ہو وہ تمہارے لیے صدقہ ہے، جو تم اپنی اولاد کو کھلاتے ہو وہ تمہارے لیے صدقہ ہے، جو تم اپنی بیوی کو کھلاتے ہو وہ تمہارے لیے صدقہ ہے، اور جو تم اپنے خادم کو کھلاتے ہو وہ تمہارے لیے صدقہ ہے۔

تشریح: یعنی حلال ذرائع سے اگر کوئی شخص روزی کما کر خود کھاتا ہے اور اپنے بچوں کو کھلاتا ہے تو اس پر بھی خدا کے ہاں وہ اجر و ثواب کا حقدار ہوگا۔

(۳۲) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ بِکُلِّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃً وَکُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃً وَکُلِّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃً وَکُلِّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃً وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَفِیْ بُضْعِ اَحَدِ کُمْ صَدَقَۃٌ، قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَاْتِیْ اَحَدُ نَاشَھْوَتَہٗ

وَيَكُونُ لَهٗ فِيهَا اَجْرٌ قَالَ اَرَاَيْتُمْ لَوْوَضَعَهَا فِیْ حَرَامٍ كَانَ عَلَيْهِ فِيهِ وِزْرٌ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِی الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ۔ (مسلم، مشکوٰۃ، باب فضل الصدقۃ)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بار سبحان اللہ کہہ دینا صدقہ ہے، ایک بار اللہ اکبر کہہ دینا صدقہ ہے، ایک بار الحمدللہ کہہ دینا صدقہ ہے۔ ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ دینا صدقہ ہے، بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے۔ برائی سے روکنا صدقہ ہے، تم میں سے کسی ایک کا اپنی صنفی خواہش پوری کرنا صدقہ ہے۔لوگوں نے دریافت کیا، ہم میں سے ایک شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے۔ کیا اس پر بھی وہ اجر وثواب کا مستحق ہوگا، آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ اگر وہ اپنی خواہش ناجائز طور پر پوری کرتا تو کیا وہ گناہ گار نہ ہوتا، اسی طرح جب کہ اس نے اپنی خواہش جائز طور پر پوری کی ہے تو وہ اجر کا مستحق ہوگا۔

مومن کے لیے دنیا کی زندگی

(۳۳) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الذکر)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میٹھاس والی اور سرسبز شاداب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں خلافت (جانشینی) کا منصب عطا کرنے والا ہے تاکہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے جن نعمتوں سے بندے کو نوازا ہے وہ ان کا مالک نہیں ہے، اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے، اس کو صرف خلافت و نیابت کا منصب دیا گیا ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ جو چیزیں اس کے پاس ہیں، ان میں اصل مالک کی مرضی پوری کرے۔

(۳۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب الرقاق)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن کے لیے جیل خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت۔

توضیح: مومن کو شریعت کی چہار دیواری میں پابند رہ کر زندگی گزارنی ہوتی ہے، اس لیے دنیا اس کے لیے ایسی ہی ہے جیسے قیدی کے لیے جیل خانہ۔

اس کے برعکس کافر اپنے آپ کو شرعی پابندیوں سے آزاد سمجھتا ہے، اس لیے وہ بے لگام گھوڑوں اور آزاد سانڈوں کی طرح جہاں چاہتا ہے منہ مارتا پھرتا ہے۔

دنیا کی زندگی میں مومن کا رویہّ

(۳۵) عَنْ شَدَّادِبْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ

(الترمذی، مشکوٰۃ۔ باب استحباب المال)

ترجمہ: شدّاد بن اوسؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عقل مند وہ ہے جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا، اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کیے اور عاجز (بے ہمت) وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کا تابع کر دیا اور اللہ سے (فضل و کرم کی) امیدیں باندھ لیں۔

(۳۶) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْاِيْمَانِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِیْ اٰخِيَّتِهٖ يَحُوْلُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى اٰخِيَّتِهٖ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْهُوْ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى الْاِيْمَانِ، فَاَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَاءَ وَاَوْلُوْا مَعْرُوْفَكُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (البیہقی، مشکوٰۃ۔ باب الضیافۃ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن اور ایمان کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو کھونٹے سے بندھا ہوا ہے۔ گھومتا پھرتا ہے، پھر اپنے کھونٹے کی طرف لوٹتا ہے۔ اسی طرح مومن سے بھی بھول چوک ہو جاتی ہے اور پھر وہ ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اپنا کھانا نیک کار لوگوں کو کھلاؤ اور اپنے احسان سے مومنوں کو نوازو۔

(۳۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِيَهُنَّ اُعْطِیَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ، قَلْبٌ شَاكِرٌ وَلِسَانٌ ذَاكِرٌ وَبَدَنٌ عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرٌ وَزَوْجَةٌ لَا تَبْغِيْهِ خَوْنًا فِیْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهٖ۔ (البیہقی، مشکوٰۃ۔ باب العشرۃ)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار

چیزیں ہیں جسے وہ میسر آ گئیں اسے دنیاوآخرت کی بھلائی حاصل ہوگئی (۱) شکر گزار دل (۲) خدا کو یاد کرنے والی زبان (۳) مصیبت پر صبر کرنے والا بدن (۴) ایسی بیوی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں خیانت نہیں کرتی۔

(۳۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْمُسْلِمُ الَّذِیْ یُخَالِطُ النَّاسَ وَیَصْبِرُ عَلٰی اَذَاھُمْ اَفْضَلُ مِنَ الَّذِیْ لَا یُخَالِطُھُمْ وَلَا یَصْبِرُ عَلٰی اَذَاھُمْ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ مسلمان جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی ایذا رسانیوں پر صبر کرتا ہے، اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں سے بے تعلق رہتا ہے اور ان کی ایذا رسانیوں پر دل برداشتہ ہوجاتا ہے۔

(۳۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَہُ النَّاسُ عَلٰی دِمَآئِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ (الترمذی، والنسائی وزادالبیھقی فی شعب الایمان بروایۃ فضالۃ)، وَالْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبَ۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں امن میں ہوں اور مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے، اور مہاجر وہ ہے جو نافرمانی کی راہ ترک کردے۔

(۲)

تعلیمِ دین

علم وحکمت اور تعلیم دین کی فضیلت

(۴۰) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اِثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَا لًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰی هَلَكَتِهٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ یَقْضِیْ بِهَا وَیُعَلِّمُهَا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب العلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد صرف دو آدمیوں کے معاملے میں جائز ہے۔ (۱) جسے اللہ نے مال دیا ہے، پھر اسے راہ حق میں لٹانے کی توفیق بخشی ہے (۲) جسے اللہ نے (دین کی) حکمت سے نوازا ہے تو وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا اور (لوگوں کو) سکھاتا پڑھاتا ہے۔

تشریح: یہاں حسد، رشک کے ہم معنیٰ ہے یعنی یہ دو نیکیاں ایسی ہیں جن کے بارے میں رشک کیا جاسکتا ہے بلکہ رشک کرنا چاہیے۔

(۴۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ الَّیْلِ خَیْرٌ مِّنْ اِحْیَآئِهَا۔
(الدارمی، مشکوٰۃ۔ کتاب العلم)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رات کے کچھ حصے میں علم کا پڑھنا پڑھانا شب بیداری سے بہتر ہے۔

(۴۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ هَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا۔ (الترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حکمت کی بات مومن کی گم شدہ متاع ہے جہاں کہیں وہ اسے پائے تو وہ زیادہ اس کا حق دار ہے۔

(۴۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک سمجھ والا عالم، شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

تشریح: ایک عابد وزاہد شخص اپنی ذات کی حد تک انفرادی طور پر دین کے تھوڑے بہت مسائل پر عمل کرسکتا ہے۔ لیکن وہ اس نیکی سے ماحول کو متاثر نہیں کرسکتا اور نہ شیطانی فتنوں کی روک تھام اس کے بس کی بات ہے۔ اس لیے دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا عالم ہی شیطان کے لیے وجہ اضطراب بن سکتا ہے۔

(۴۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَ وَعَاهَا وَاَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى لَهَا مِنْ سَامِعٍ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی، اس نے اس کی حفاظت کی، یاد رکھا اور جس طرح اس نے سنا تھا اسی طرح جوں کا توں اس نے دوسروں تک پہنچا دیا، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے جسے (بالواسطہ) بات پہنچتی ہے وہ (براہ راست) سننے والے سے زیادہ اس بات کو یاد رکھ لیتا ہے۔

حکمتِ تبلیغ واصلاح

(۴۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : عَلِّمُوْا وَيَسِّرُوْا وَعَلِّمُوْا وَيَسِّرُوْا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ مَرَّتَيْنِ۔ (الادب المفرد۔ باب یسکت اذا غضب)

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (دین سکھاؤ اور آسانی پیدا کرو (تین بار) اور جب غصہ کا غلبہ ہو تو خاموشی اختیار کرو (دو مرتبہ فرمایا)

(۴۶) عَنْ شَقِيْقٍؒ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَااَبَاعَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَااَنَّهٗ يَمْنَعُنِيْ مِنْ

ذَالِكَ اَنِّی اَکْرَهُ اَنْ اُمِلَّکُمْ وَاَنِّیْ اَتَخَوَّلُکُمْ بِا لْمَوْعِظَةِ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَیْنَا۔ (بخاری، مشکوٰۃ۔ کتاب العلم)

ترجمہ: حضرت شقیقؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ لوگوں کو ہر جمعرات کے دن وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! میری دلی خواہش ہے کہ آپ روزانہ نصیحت فرمایا کریں، انھوں نے کہا کہ اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں تم وعظ و نصیحت سے اکتا نہ جاؤ، میں تمھیں روزانہ وقت نہیں دے سکتا۔ میں وعظ و نصیحت کے معاملہ میں تمہاری اس طرح نگرانی کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمارے اکتا جانے کے خوف سے ہمارا خیال رکھتے تھے۔

(۴۷) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ قَلَّ مَا یُوا جِهُ الرَّجُلَ بِشَیْءٍ یَکْرَهُهُ فَدَخَلَ عَلَیْهِ یَوْمًا رَجُلٌ وَعَلَیْهِ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَلَمَّا قَامَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ لَوْغَیَّرَ اَوْ نَزَعَ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ۔ (الادب المفرد۔ باب من لم یواجہ الناس بکلامہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا، بہت کم ایسا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کسی شخص کو ایسی بات پر جو آپ کو ناپسند ہوتی منہ در منہ ٹوکتے۔ ایک دن ایک شخص آپؐ کی خدمت میں آیا، اس (کے لباس) پر زردی کا نشان تھا، جب وہ (مجلس سے) اٹھ کھڑا ہوا، تو آپؐ نے فرمایا، اگر یہ اس زردی کو بدل ڈالتا یا صاف کر دیتا (تو بہتر ہوتا)۔

تشریح: معاشرہ کے بااثر اور ذمہ دار افراد اگر بات بات پر لوگوں کو منہ در منہ ٹوکنے لگیں تو اس سے خوش گوار اثر پڑنے کے بجائے ہوسکتا ہے کہ ضد اور سرکشی کی بیماری پیدا ہو جائے۔ اس لیے اصلاح کے بارے میں حکیمانہ طریق کار اختیار کرنا چاہیے۔

(۴۸) عَنْ عِکْرَمَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ کُلَّ جُمْعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ اَبَیْتَ فَمَرَّتَیْنِ فَاِنْ اَکْثَرْتَ فَثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَلَا اَلْفِیَنَّكَ تَاْتِی الْقَوْمَ وَهُمْ فِیْ حَدِیْثٍ مِنْ حَدِیْثِهِمْ فَتَقُصَّ عَلَیْهِمْ فَتَقْطَعَ حَدِیْثَهُمْ فَتُمِلَّهُمْ وَلٰکِنْ اَنْصِتْ فَاِذَا اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ یَشْتَهُوْنَهٗ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ فَاِنِّیْ عَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابَهٗ لَا یَفْعَلُوْنَ۔

ترجمہ: عکرمہؒ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ لوگوں سے وعظ ہر جمعہ کو

(ہفتہ بھر میں) ایک مرتبہ بیان کیا کرو۔ اگر (زیادہ پر) اصرار ہے تو دو بار، اور زیادہ چاہتے ہو تو تین بار۔ لوگوں کو اس قرآن سے بیزار نہ کردو۔ ایسی صورت حال پیدا نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ جب کہ وہ اپنی باتوں میں مشغول ہوں، اور تم اپنا وعظ شروع کردو (اس طرح) تم ان کا سلسلۂ گفتگو کاٹ دو اور ان کے دلوں کو نفرت وملال سے بھر دو، بلکہ تم خاموش رہو اور اگر وہ تم سے رغبت وشوق کے ساتھ مطالبہ کریں تو ان سے حدیث بیان کرو، دعا میں قافیہ بندی سے بچو، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دیکھا ہے کہ وہ (ایسا) نہیں کرتے تھے۔

(۴۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَ مَعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ، فَقَالَ اِنَّكَ تَأْتِیْ قَوْمًا اَھْلَ كِتَابٍ فَادْعُھُمْ اِلٰی شَھَادَةِ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْالِذَالِكَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدِافْتَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذَالِكَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدِافْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَةً تُؤخَذُمِنْ اَغْنِیَآئِھِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَآئِھِمْ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْالِذَالِكَ فَاِیَّاكَ وَكَرَآئِمَ اَمْوَالِھِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب الزکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا تم اہل کتاب کے پاس جارہے ہو، ان کو (پہلے) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کی طرف بلانا، اگر وہ اسے مان لیں تو پھر ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اسے مان لیں تو پھر ان کو بتلانا اللہ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے خوش حالوں سے لیا جائے اور ان کے ناداروں پر لوٹا دیا جائے۔ اگر وہ اسے مان لیں تو ان کے بیش قیمت اموال لینے سے پرہیز کرو۔ مظلوم کی فریاد سے بچو، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

(۵۰) عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِیْہُ فِی الدِّیْنِ اِنِ احْتِیْجَ اِلَیْہِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِیَ عَنْہُ اَغْنٰی نَفْسَہٗ۔ (رزین، مشکوٰۃ۔ کتاب العلم)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین میں سمجھ پانے والا ایسا شخص کیا ہی خوب ہے کہ اگر اس کی ضرورت محسوس کی جائے تو نفع پہنچاتا ہے اور اگر اس سے بے پرواہی برتی جائے تو خود بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔

(۵۱)عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَۃٍ اَعَادَ ھَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْھَمَ عَنْہُ وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ سَلَّمَ عَلَیْھِمْ ثَلَاثًا۔ (البخاری، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب کوئی بات کہتے تو اسے تین بار دہراتے تاکہ سمجھی جاسکے، اور جب کسی قوم کے پاس آتے تو تین بار سلام کرتے۔

اولاد اور اہل و عیال کی دینی تعلیم و تربیت

(۵۲)عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَانَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ۔ باب الشفقہ)

ترجمہ: حضرت ایوب بن موسیٰؒ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی باپ نے اپنے اولاد کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیا۔

یعنی اولاد کے لیے باپ کی طرف سے بہترین عطیہ اور گراں قدر تحفہ اچھا ادب اور صحیح تربیت ہے۔

(۵۳)عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَامَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَۃٍ: مِنْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْعِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْلَہٗ۔

(مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب العلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہوجاتے ہیں۔ مگر تین قسم کے عمل باقی رہ جاتے ہیں (۱) صدقۂ جاریہ، یعنی صدقہ وخیرات کی ایسی عام شکل، جس سے لوگ طویل عرصہ تک فائدہ اٹھاتے رہیں (۲) ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے (۳) ایسی نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

(۵۴)عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مُرُوْا اَوْ لَادَ کُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْ ھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرَ سِنِیْنَ وَ فَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب وہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بچوں کو نماز کی تاکید کرو جب کہ وہ سات برس کے ہوں،

اورنماز (کے چھوڑنے) پر ان کو مارو جب کہ ان کی عمر دس سال کی ہو جائے اور ان کو الگ الگ بستروں پر سلاؤ۔

یعنی بچوں کو بچپن ہی سے دین کی تعلیم سے مانوس کرنا چاہیے۔

اگر سمجھانے، بجھانے اور زبانی تنبیہہ کے باوجود نماز پڑھنے پر آمادہ نہ ہوں تو پھر ان پر مناسب انداز میں سختی بھی کی جاسکتی ہے۔ بچے جب دس سال کے ہو جائیں تو پھر ان کے بچھونے علیحدہ علیحدہ کر دیے جائیں، ان کو ایک ساتھ سلانا درست نہیں ہے۔

دین کے معاملے میں غیر ذمہ دارانہ کلام کی ممانعت

(۵۵) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَائِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِوَفِي رِوَايَةٍ مَنْ قَالَ فِي الْقُرآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النارِ۔
(الترمذی، مشکوٰۃ۔کتاب العلم)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن میں اپنی رائے سے بات کی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور جس نے قرآن میں علم کے بغیر گفتگو کی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

(۵۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ هَجَّرْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا قَالَ فَسَمِعَ اَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَافِيْ اٰيَةٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ۔باب الاعتصام)

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں آں حضور ﷺ کے پاس گیا، آپؐ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنیں جو کسی آیت کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے، آپؐ باہر تشریف لائے، بحالیکہ آپؐ کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں تھے۔ آپؐ نے فرمایا، تم سے پہلی قومیں الکتاب میں اختلاف ہی کی بنا پر ہلاک ہوئی ہیں۔

یعنی قرآن کے فہم و مطالعہ کے سلسلہ میں مذاکرہ اور تبادلۂ خیال کی شکل تو گوارا کی جاسکتی ہے، لیکن مجادلہ و مناظرہ کا رنگ اسلام کے مزاج کے یکسر خلاف ہے۔

(۵۷) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَا مُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: نہیں خطاب کرتا ہے مگر امیر یا مامور یا حیلہ ساز۔

تشریح: وعظ و تقریر اور خطاب عام کرنے کا حق امیر کو ہے یا وہ جس کو امیر نے مقرر کیا ہو یا پھر وہ جو متکبر ہو۔ یعنی دینی معاملات اور ذمہ دارانہ امور میں عوام کو خطاب کرنے کا حق امیر کو ہے یا جس کو امیر اپنی طرف سے مقرر کر دے، ان دو صورتوں کے علاوہ اگر کوئی شخص اس منصب کو اختیار کرتا ہے تو وہ غیر ذمہ دارانہ طرز عمل کا ارتکاب کرتا ہے، جس سے معاشرہ میں فساد و انتشار رونما ہوتا ہے۔

(۵۸) عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَعِیمٍ قَالَ کُنْتُ شَاهِدًا ابْنَ عُمَرَاِذْسَئَلَهٗ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضَةِ فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتَ قَالَ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ اُنْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا یَسْئَلُنِیْ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضَةِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ النَّبِیِ ﷺ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ هُمَا رَیْحَانَیَّ فِی الدُّنْیَا۔ (الادب المفرد)

ترجمہ: ابن ابی نعیمؒ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے ان سے مچھر کے خون کے بارے میں سوال کیا، ابن عمرؓ نے کہا، تم کن لوگوں میں سے ہو، اس نے کہا میں عراقی ہوں، ابن عمرؓ نے فرمایا، دیکھو اسے، مچھر کے خون کے بارے میں سوال کرتا ہے، حالانکہ اہل عراق نے آں حضورﷺ کے لخت جگر کو قتل کر ڈالا تھا، میں نے سنا آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں (حسنؓ، حسینؓ) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

یہاں ابن النبیؐ سے مراد امام حسینؓ ہیں۔ یعنی یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ مچھروں کو چھانتے ہیں اور اونٹ سموچا نگل جاتے ہیں۔

ایسی مذہبیت اور دین داری کس کام کی۔ جزئی اور فروعی مسائل کے بارے میں پہاڑ سر پر اٹھا لینا اور اسلام کی بنیادوں تک کو ہلتا دیکھ کر کان پر جوں بھی نہ رینگے۔

(۵۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُهٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ وَمَنْ اَشَارَعَلٰی اَخِیْهِ بِاَمْرٍ یَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِهٖ فَقَدْخَانَهٗ۔ (ابوداؤد۔ کتاب العلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔ اور جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کو

کسی ایسے کام کا مشورہ دیا جس کے بارے میں وہ جانتا ہے بھلائی اور بہتری اس کے سوا دوسرے کام میں ہے تو بلاشبہ اس نے خیانت کی۔

علماءِ سوء

(۶۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِّمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِىْ رِيْحَهَا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی ایسا علم سیکھا، جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے۔ لیکن وہ اسے صرف اسی لیے سیکھتا ہے کہ اس کے ذریعے دنیا کا سامان حاصل کرے تو وہ جنت کی خوشبو (تک بھی) نہ پا سکے گا۔

(۶۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَارٍ۔ (ابوداؤد، الترمذی، مشکوٰۃ۔ کتاب العلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے کسی ایسی بات کے بارے میں سوال کیا گیا جو اس کے علم میں ہے، پھر اس نے اسے چھپایا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنایا جائے گا۔

(۶۲) عَنْ سُفْيَانَ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِؓ قَالَ لِكَعْبٍؓ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَآءِ قَالَ الطَّمَعُ۔

(الدارمی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: سفیانؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے کعبؓ سے دریافت کیا، علم والے کون ہیں۔ کعبؓ نے فرمایا، جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا، علماء کے دل سے علم کی برکت و نور کو کس چیز نے ختم کر دیا؟ فرمایا دنیا کی طمع نے۔

(۶۳) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِىَ بِهِ الْعُلَمَآءَ اَوْلِيُمَارِىَ بِهِ السُّفَهَآءَ اَوْيَصْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ۔ کتاب العلم)

ترجمہ : کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو علم طلب کرتا ہے، تاکہ دوسرے علماء کا ہمسر ہو جائے یا بیوقوفوں سے بحث و مناظرہ کرتا پھرے یا اس کے ذریعے لوگوں کا رخ اپنی طرف پھیر دے، تو اسے اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کرے گا۔

(۶۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اُمَّتِیْ سَیَتَفَقَّهُوْنَ فِی الدِّیْنِ وَیَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ یَقُوْلُوْنَ نَاتِی الْاُمَرَآءَ فَنُصِیْبُ مِنْ دُنْیَا هُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِیْنِنَاوَلَا یَکُوْنُ ذَالِکَ کَمَا لَا یُجْتَنیٰ مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْکُ کَذٰلِکَ لَا یُجْتَنیٰ مِنْ قُرْبِهِمْ اِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَاحِ کَاَنَّهٗ یَعْنِی الْخَطَایَا۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ دین میں تفقہ (سمجھ) حاصل کریں گے۔ اور قرآن پڑھتے پڑھاتے رہیں گے (اور ساتھ ہی یہ بھی کہیں گے) ہم حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تاکہ ان کی دنیا میں سے کچھ ہم کو بھی مل جائے اور ہم اپنا دین ان سے الگ رکھیں گے، لیکن یہ ناممکن ہے۔ جیسا کہ خاردار درخت سے کانٹوں کے سوا اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ان ارباب اقتدار کے قرب سے (محمد بن الصباح) راوی حدیث نے کہا گویا آپ کی مراد یہ تھی کہ گناہوں کی پوٹ کے سوا اور کیا مل سکتا ہے۔

(۶۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ سَادُوْا بِهٖ اَهْلَ زَمَا نِهِمْ وَلٰکِنَّهُمْ بَذَلُوْهُ لِاَهْلِ الدُّنْیَا لِیَنَا لُوْا بِهٖ مِنْ دُنْیَا هُمْ فَهَا نُوْا عَلَیْهِمْ سَمِعْتُ نَبِیَّکُمْ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهٖ کَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْیَا هُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ اَحْوَالَ الدُّنْیَا لَمْ یُبَالِ اللّٰهُ فِیْ اَیِّ اَوْدِیَتِهَا هَلَکَ۔

(ابن ماجہ مصری، مع حاشیہ السندی)

ترجمہ : حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا اگر علم والے علم کی حفاظت کرتے، اور جو اس کے اہل ہیں ان پر ہی (اس نعمت کو) صرف کرتے تو وہ اپنے ابنائے زمانہ کے سردار و پیشوا بن جاتے، لیکن انھوں نے اسے دنیا والوں کے لیے لٹا ڈالا تاکہ ان کی دنیا میں ان کو بھی کچھ حصہ مل جائے (اس کا نتیجہ یہ نکلا) ایسے اہل علم دنیا والوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو گئے۔ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، جس نے تمام قسم کے فکر و غم (بھلا کر) آخرت کا غم اپنے

سامنے رکھ لیا تو اللہ تعالیٰ دنیا کے فکر وغم سے خود اسے کافی ہو جائے گا۔ اور جس کو افکار وہموم (دنیا کے حالات) نے پراگندہ کر دیا تو خدا کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کی کون سی وادی میں پڑ کر ہلاک ہوتا ہے۔

(٦٦) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحَزَنِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحَزَنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ، یَتَعَوَّذُ مِنْهُ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ یَّدْ خُلُهَا قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُ وْنَ بِاَعْمَالِهِمْ۔ رواه الترمذی و کذا ابن ماجة وزاد فیه وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَلَّذِیْنَ یَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَاءَ قَالَ الْمُحَارِبِیْ یَعْنِی الْجَوَرَةَ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ جبّ الحزن سے پناہ مانگو۔ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ جبّ الحزن کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم روزانہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے، پوچھا گیا اس میں کون داخل ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا، ایسے علماء جو اپنے اعمال کی نمائش کرتے پھرتے ہیں۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ترین علماء وہ ہیں جو حکام وقت کی بارگاہوں کا طواف کرتے رہتے ہیں۔ محاربی کہتے ہیں یہاں امراء و حکام سے مراد ظالم ارباب حکومت ہیں۔

(۳)

اقامت دین

تجدید واحیاے دین کی سعی

(۶۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَدَءَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَفَطُوْبیٰ لِلْغُرَبَاءِ۔ (صحیح مسلم) وفی روایة للترمذی هُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَااَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ۔ (مشکوٰۃ۔باب الاعتصام)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین کی ابتدا اجنبی ماحول میں ہوئی اور وہی ابتدائی دور پھر لوٹ آئے گا۔تو بشارت اور مبارکبادی ہے اجنبیوں (پردیسیوں) کے لیے۔ اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو اس بگاڑ کو درست کریں گے جو میرے بعد میری سنت میں رونما ہوگا۔

(۶۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ۔ (بیہقی،مشکوٰۃ۔باب الاعتصام)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما، اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

توضیح: لیکن سنت پر عمل کرنے کی صحیح شکل یہ ہے کہ اَلْاَهَمُّ فَالْاَهَمُّ اور اَلْاَقْدَمُ فَالْاَقْدَمَ کا ضابطہ ملحوظ رہے، یہ نہ ہو کہ دین کی بنیادی سنتیں پامال ہو رہی ہوں اور ہم شاخوں میں الجھ کر رہ جائیں۔اس سے بڑھ کر غیر حکیمانہ طرز عمل اور کیا ہو سکتا ہے۔

(۶۹) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ، اَلصَّابِرُ فِیْهِمْ عَلیٰ دِیْنِهٖ کَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ۔ (ترمذی،مشکوٰۃ۔باب تغیر الناس)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والا ہاتھ میں انگارہ پکڑنے والے کے مانند ہوگا۔

تشریح: یہاں دین سے اس کا وسیع مفہوم مراد ہے جو زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہو، یہی وہ دین ہے جس کے عروج سے کافرانہ اور فاسقانہ طاقتیں لرزہ براندام ہوتی ہیں۔ لیکن دین کا اگر وہی تصور لیا جائے جو نماز، روزہ اور ختنہ و جنازہ کے احکام تک محدود ہے تو پھر کسی باطل طاقت کو اس سے خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔

(۷۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ۔ کتاب الحدود)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی حدود میں سے کسی ایک حد کا قائم کرنا، خدا کی آبادیوں میں چالیس رات کی بارش سے بہتر ہے۔

(۷۱) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظالم و جابر اقتدار کے مقابلہ میں کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے۔

(۷۲) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ ۨ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ۔ باب الامر بالمعروف)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ الخدری آں حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا، جو تم میں سے منکر دیکھے تو اسے ہاتھ سے بدل ڈالے، اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے، اگر اس کی (بھی طاقت نہ ہو تو دل سے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

تشریح: ہاتھ سے یعنی طاقت سے منکر کو اسی وقت مٹایا جا سکتا ہے جب کہ خداترس قیادت برسر اقتدار ہو ورنہ اگر ہر شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے تو معاشرہ میں فساد و انتشار برپا ہوگا اور ملک کا نظم و نسق درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔

(۷۳) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِيْ حُدُوْدِ

اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلُ قَوْمٍ ۨاسْتَهَمُوا سَفِينَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي اَعْلَاهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي اَسْفَلِهَا، فَكَانَ الَّذِيْ فِيْ اَسْفَلِهَا يَمُرُّ بِالْمَآءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ اَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهٖ فَاَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ فَاَتَوْهُ فَقَالُوْا مَالَكَ ؟ قَالَ قَدْ تَاَذَّيْتُمْ بِيْ وَلَابُدَّلِيْ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَهُمْ وَاِنْ تَرَكُوْا اَهْلَكُوْهُ وَاَهْلَكُوْا اَنْفُسَهُمْ۔

(بخاری، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ کی (قائم کی ہوئی) حدود کے بارے میں مداہنت برتنے والے اور ان کو پامال کرنے والے کی مثال اس گروہ کی سی ہے، جس نے ایک کشتی میں سوار ہونے کے لیے قرعہ ڈالا، کچھ لوگ اس کے بالائی حصہ میں چلے گئے اور کچھ اس کے نچلے حصہ میں ٹھیر گئے، جو لوگ نچلے حصہ میں تھے وہ پانی لے کر ان لوگوں پر سے گزرتے جو بالائی حصہ میں تھے تو اس سے اوپر والے تکلیف اٹھاتے، نیچے والوں میں سے ایک نے کلہاڑی لی اور کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنا شروع کر دیا۔ اوپر والے اس کے پاس آئے اور پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا تم میری وجہ سے تکلیف اٹھاتے ہو اور پانی میرے لیے ضروری ہے۔ اب اگر اوپر والے اس کا ہاتھ پکڑ لیں تو خود بھی ہلاکت سے بچ جائیں اور اسے بھی بچا لے جائیں۔ اور اگر اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیں تو خود بھی ہلاک ہوں اور دوسروں کی ہلاکت کا بھی سبب بنیں۔

دینی غیرت

(٧٤) عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّهَا قَالَتْ مَاخُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِذَا كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (الادب المفرد۔ حسن الخلق)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی دو کاموں کے درمیان اختیار نہیں دیا گیا مگر یہ کہ آپؐ دونوں میں سے آسان تر کام کو پسند فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا۔ اگر گناہ کی صورت ہوتی تو آپ لوگوں میں سب سے زیادہ اس سے دور رہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی بدلہ نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ کی حرمت (حدود) توڑی

جائیں تو اس وقت آپؐ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے انتقام لینے کے لیے آمادہ ہو جاتے۔

(۷۵) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَؓ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِی الْقَدْرِ فَغَضِبَ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْهُهٗ حَتّٰی کَاَنَّمَا فُقِیَٔ فِی وَجْنَتَیْهِ حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ اِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حِیْنَ تَنَازَعُوْا فِی هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ اَنْ لَّا تَنَازَعُوْا فِیْهِ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ۔ باب القدر)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے بحالیکہ ہم تقدیر کے بارے میں بحث و مناظرے میں مشغول تھے، آپؐ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا، گویا آپؐ کے رخساروں میں انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے؟ کیا میری بعثت کا یہی مقصد ہے۔ تم سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے کہ انھوں نے اس معاملہ میں جھگڑنا شروع کر دیا تھا، میں تمہیں تاکید کرتا ہوں، میں تمہیں تاکید کرتا ہوں تم اس (تقدیر) کے بارے میں بحث و مناظرہ سے باز آؤ۔

(۷۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَا یَمْنَعَنَّ رَجُلٌ اَهْلَهٗ اَنْ یَّاْتُوا الْمَسَاجِدَ فَقَالَ اِبْنٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَاِنَّا نَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اُحَدِّثُکَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ هٰذَا قَالَ فَمَا کَلَّمَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ حَتّٰی مَاتَ۔ (احمد، مشکوٰۃ، باب الجماعۃ)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے گھر والوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکے۔ عبداللہ بن عمرؓ کے ایک بیٹے نے ان سے کہا، ہم تو ان کو ضرور روکیں گے، عبداللہ نے کہا، میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہوں اور تو اس قسم کی باتیں بناتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے بیٹے سے مرتے دم تک نہ بولے۔

(۷۷) عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی قَوْمٍ فِیْهِمْ مُتَخَلِّقٌ، بِخَلُوْقٍ فَنَظَرَ اِلَیْهِمْ وَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ وَاَعْرَضَ عَنِ الرَّجُلِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعْرَضْتَ عَنِّیْ قَالَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ جَمْرَةٌ۔ (باب ترک السلام علی المتخلق واصحاب المعاصی)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جس میں ایک آدمی تھا جس نے زرد رنگ کی خوشبو ملی ہوئی تھی۔ آپؐ نے لوگوں کو

دیکھا، انھیں سلام کیا اور اس آدمی سے اعراض فرمایا، اس آدمی نے کہا آپؐ نے مجھ سے اعراض کیا۔ آپؐ نے فرمایا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان انگارہ ہے۔

تشریح: (۱) خلوق سے مراد یہاں ایسا عطر ہے جس میں زعفران کی آمیزش ہو اور جس سے کپڑے پر زرد رنگ پھیل جائے، یہ رنگ آپؐ کو ناپسند تھا۔

(۲) اہل معصیت سے ترک سلام کی روش اختیار کرنا اس وقت موزوں ہوسکتا ہے جب کہ دعوت و تبلیغ کا پورا حق ادا کیا جاچکا ہو اور اس دعوت کی بنیاد پر ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آ گیا ہو۔

(۷۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَا تَعُوْدُوْا شُرَّابَ الْخَمْرِ اِذَا مَرِضُوْا۔ (الادب المفرد۔ باب عیادۃ الفاسق)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا شرابی بیمار ہوں تو ان کی مزاج پرسی کے لیے نہ جاؤ۔

(۷۹) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهٗ بَلَغَهَا اَنَّ اَهْلَ بَيْتٍ فِیْ دَارِهَا كَانُوْا سُكَّانًا فِيْهَا عِنْدَ هُمْ نَرْدٌ فَاَرْ سَلَتْ اِلَيْهِمْ لَئِنْ لَّمْ تُخْرِجُوْهَا لَاُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ دَارِیْ وَاَنْكَرَتْ ذَالِكَ عَلَيْهِمْ۔

(الادب المفرد۔ باب الادب واخراج الباطل)

ترجمہ: (بروایت حضرت عائشہؓ) حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ جو آپؐ کے مکان میں رہائش رکھتے ہیں، ان کے پاس نرد (شطرنج) ہے، آپؐ نے انھیں کہلا بھیجا، اگر تم نے یہ جوئے بازی کا سامان باہر نہ نکال پھینکا تو میں تمہیں اپنے مکان میں نہیں رہنے دوں گی۔ اور اس بارے میں حضرت عائشہؓ نے ان کو کافی ڈانٹ ڈپٹ کی۔

(۸۰) عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰی عُمَرَؓ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الشَّامَ اَتَاهُ الدِّهْقَانُ قَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّیْ قَدْ صَنَعْتُ لَكَ طَعَامًا فَاُحِبُّ اَنْ تَاْتِيَنِیْ بِاَشْرَافِ مَنْ مَعَكَ۔ فَاِنَّهٗ اَقْوٰی لِیْ فِیْ عَمَلِیْ وَاَشْرَفُ لِیْ ۔ قَالَ اِنَّا لَانَسْتَطِيْعُ اَنْ نَدْ خُلَ كَنَائِسَكُمْ هٰذِهٖ مَعَ الصُّوَرِ الَّتِیْ فِيْهَا۔ (باب الادب المفرد۔ باب دعوۃ الذمی)

ترجمہ: حضرت اسلم مولیٰ عمرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم عمرؓ کے ساتھ شام پہنچے تو آپ کی خدمت میں گاؤں کا ایک نمبر دار آیا اس نے عرض کیا، امیر المومنین! میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے

معزز ساتھیوں کے ہمراہ میرے ہاں تشریف لائیں میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ اس سے مجھے میرے کام میں تقویت حاصل ہوگی۔ اور میری عزت افزائی بھی ہوگی، حضرت عمرؓ نے جواب دیا، ہم تمہارے ان گرجاؤں میں داخل نہیں ہو سکتے جن میں تصویریں (یا بت نصب) ہیں۔

توضیح: اس روایت کی بناء پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکی زندگی میں کعبہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھنے کی خواہش کی تھی، حالانکہ اس وقت وہاں سیکڑوں بت نصب تھے تو کیا حضرت عمرؓ آپؐ سے بھی زیادہ دینی غیرت رکھتے تھے، اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکی زندگی میں بااختیار اور صاحب حکومت نہ تھے، بلکہ انتہائی بے بسی اور مظلومی کی زندگی گزار رہے تھے، ان حالات میں اس قسم کی صورت حال کو برداشت کر لینے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ جس وقت شام پہنچے ہیں اس وقت وہ صاحب امر بااختیار حکمراں تھے، ایسی صورت میں ان کا اس قسم کے بڑے منکر کے بارے میں رواداری برتنا اسلامی مزاج کے یکسر خلاف ہوتا۔

(۸۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اُمَرَاءُ ظَلَمَةٌ، وَوُزَرَاءُ فَسَقَةٌ، وَقُضَاةٌ خَوَنَةٌ، وَفُقَهَاءُ كَذَبَةٌ، فَمَنْ اَدْرَكَ مِنْكُمْ ذَالِكَ الزَّمَنَ فَلَا یَكُوْنَنَّ لَهُمْ جَابِیاً وَلَا عَرِیْفًا وَشُرْطِیًّا۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ظالم امراء، فاسق وزراء، بد دیانت قاضی اور جھوٹے فقہا ہوں گے۔ تم میں سے جو یہ زمانہ پائے، تو نہ وہ ان کے ٹیکس جمع کرنے کے لیے تحصیل دار بنے، نہ ان کی طرف سے کوئی چودھراہٹ یا سرداری قبول کرے اور نہ ان کی انتظامیہ میں کسی بڑے عہدے کی ذمہ داری کے لیے آمادہ ہو۔

توضیح: یہ اس لیے فرمایا گیا کہ اس طرح غیر صالح افراد کے ماتحت کسی ذمہ داری کا منصب قبول کرنے سے ایک مومن کی خودداری اور وقار و تمکنت کو ٹھیس لگتی ہے۔ اور ان کے دباؤ میں آکر یا ان کی خوشامد کی بنا پر بہت سے ناجائز کام کرنے پڑ جاتے ہیں۔

(۸۲) عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مَیْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ، فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ۔ (بیہقی، مشکوۃ۔ باب الاعتصام)

ترجمہ: ابراہیم بن میسرہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بدعت والے کی توقیر کی، اس نے اسلام (کی عمارت) گرانے پر مدد دی۔

جہاد فی سبیل اللہ

(٨٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ۔ (مسلم،مشکوۃ۔کتاب الجہاد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے غزوہ (جہاد) نہ کیا اور نہ اس کا خیال دل میں کھٹکا، تو اس کی موت نفاق کی ایک شاخ پر ہوگی۔

(٨٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ، عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرِسُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آنکھیں ہیں جو جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گی۔ (١) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے اشکبار ہو (٢) وہ آنکھ جو رات بھر اللہ کی راہ میں پہرہ دے۔

(۴)

عبادات

نماز کی اہمیت

(۸۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا طُهُوْرَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا صَلٰوةَ لَهٗ، اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلٰوةِ مِنَ الدِّيْنِ كَمَوْضِعِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس میں امانت نہیں، اس میں ایمان نہیں اور جس کی طہارت نہیں، اس کی نماز کالعدم ہے اور جس کی نماز نہیں اس کا دین بھی نہیں۔ دین میں نماز کا وہی مقام ہے جو جسم کے اندر سر کا ہے۔

(۸۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَرَاَيْتُم لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْئٌ، قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْئٌ قَالَ فَذَالِكَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔

(صحیح بخاری مع فتح الباری مصری کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ وقت نہائے، کیا اس پر کچھ میل باقی رہے گا؟ ''صحابہؓ نے عرض کیا نہیں رہے گا۔'' آپ نے فرمایا، یہی مثال ہے پنج وقتہ نمازوں کی، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے خطائیں معاف کرتا ہے۔

(۸۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا

يَمْحُواللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ ، قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطٰى اِلَى الْمَسَاجِدِ وَاِنْتَظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ وَفِىْ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ رَدَّدَ مَرَّتَيْنِ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسی باتیں نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا ہے اور درجے بلند فرماتا ہے۔ صحابۂ کرامؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ ضرور بیان فرمایئے! آپؐ نے فرمایا (۱) موسم اور حالات کے ناخوشگوار ہونے کے باوجود وضو پورا پورا کرنا (۲) مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا (یعنی لمبی مسافت طے کر کے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا (۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنا۔ یہی رباط ہے (یعنی اس کا ثواب جہاد کے لیے سرحدوں پر پہرہ دینے کے ہم پلے ہے۔ مالک بن انسؓ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فذالکم الرباط (یہی رباط ہے) کو دو بار فرمایا۔

(۸۸) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ ن الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ: اِذَارَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْالَهٗ بِالْاِيْمَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِا للّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ۔ باب المساجد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی شخص کو مسجد میں پابندی سے حاضر ہوتے دیکھو تو تم اس کے ایمان کی شہادت دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی مساجد کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لایا ہو۔

(۸۹) عَنْ بُرَيْدَةَؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ: بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِى الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ تاریکیوں میں مسجد جانے والے ہیں، انھیں قیامت میں نور تام کی خوشخبری سنادو۔

زکوٰۃ

(۹۰) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِاضْطُرَّتْ اَيْدِيْهِمَااِلٰى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا

فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اِنْبَسَطَتْ عَنْهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا۔ (مسلم کتاب الزکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی سی ہے، جنھوں نے لوہے کی زرہیں پہنی ہوئی ہیں، ان دونوں کے ہاتھ سینے اور حلق تک جکڑے ہوئے ہیں۔ فیاض انسان جب جب صدقہ دیتا ہے تو وہ زرہ کشادہ ہو جاتی ہے اور بخیل جب صدقہ دینے کا خیال کرتا ہے تو وہ زرہ اور تنگ ہو جاتی ہے، اور زرہ کا ہر حلقہ (چھلا) اپنی جگہ پر ڈٹ جاتا ہے۔

(۹۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : يَقُوْلُ مَا خَالَطَتِ الزَّكٰوةُ مَالًا قَطُّ اِلَّا اَهْلَكَتْهُ۔ (مشکوٰۃ، کتاب الزکوۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرما رہے تھے۔ جس دولت میں مال زکوٰۃ کی ملاوٹ ہو تو وہ تباہ و برباد ہوتی ہے۔

تشریح: زکوٰۃ کی ملاوٹ کے دو مطلب شارحین حدیث نے بیان کیے ہیں۔ (۱) جس مال میں زکوٰۃ واجب ہو۔ اس میں سے اگر زکوٰۃ نہ نکالی جائے تو پورا مال نحوست اور بے برکتی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور اخلاقی، شرعی طور پر وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اس کو ایک مسلمان اپنے استعمال میں لا سکے گویا وہ تباہ و برباد ہو چکا ہے۔

(۲) ایک شخص خوش حال اور غیر مستحق ہونے کے باوجود لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرتا ہے، اس طرح وہ زکوٰۃ و خیرات کا مال اپنی حلال کمائی میں ملا کر پورے سرمایہ کو ناپاک بنا دیتا ہے۔

روزہ

(۹۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ لَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ (بخاری، مشکوٰۃ۔ باب تنزیهه الصوم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا، تو اللہ کو اس کی کچھ حاجت نہیں ہے کہ وہ روزہ رکھ کر کھانا پینا چھوڑ دے۔

حج

(۹۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَتیٰ هٰذَا الْبَیْتَ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ، رَجَعَ کَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس گھر (بیت اللہ) کی زیارت کی اور فحش، فسق و فجور میں مبتلا نہیں ہوا تو وہ (پاک صاف ہو کر) اس طرح لوٹتا ہے جس طرح اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

نفلی عبادات کی اہمیت

(۹۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَوَّلَ مَایُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ صَلٰوتُهٗ، فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَتِهٖ شَیْئٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَةِ، ثُمَّ یَکُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلیٰ ذَالِکَ وَفِیْ رِوَایَةٍ ثُمَّ الزَّکٰوۃُ مِثْلَ ذَالِکَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلیٰ حَسْبِ ذَالِکَ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب التطوع)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے سے قیامت کے روز سب سے پہلے نمازوں کا حساب لیا جائے گا۔ اگر وہ صحیح نکلیں تو وہ کامیاب و کامران ہو گیا اور اگر فاسد ثابت ہوئیں تو آدمی ناکام و نامراد ہو گیا۔ اگر اس کے فرائض میں کسی شئے کی کمی ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، دیکھو کیا میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں؟ (اگر ہیں) تو ان سے فرائض میں کمی پوری کر دی جائے گی پھر اس کے سارے اعمال کا جائزہ اسی طرح لیا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے، پھر زکوٰۃ کا حساب بھی ایسے ہی ہوگا۔ اور اسی کے موافق دوسرے اعمال کو لیا جائے گا۔

(۹۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ الَّیْلِ فَصَلّٰی وَاَیْقَظَ امْرَاَتَهٗ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِیْ وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاَۃً قَامَتْ مِنَ الَّیْلِ فَصَلَّتْ وَاَیْقَظَتْ زَوْجَهَا فَاِنْ اَبیٰ نَضَحَتْ فِیْ وَجْهِهِ الْمَاءَ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب التحریض علی قیام اللیل)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھا اور اس نے اپنی بیوی کو بھی اٹھایا اور اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر بیوی نہ اٹھی تو خاوند نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھی اور جس نے نماز پڑھی اور جس نے اپنے خاوند کو اٹھایا۔ اور اگر وہ نہ اٹھا تو عورت نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا۔

(۹۶) عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَامِنْ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلٰى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ الَّيْلِ فَيَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ۔

(احمد، مشکوٰۃ۔ باب التحریض علی قیام)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان باوضو خدا کو یاد کرتے ہوئے سو جاتا ہے، پھر رات کو اٹھ کر خدا سے خیر و برکت کی دعا کرتا ہے تو اللہ اس کی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔

ذکر و تلاوت

(۹۷) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِىِّ ﷺ: فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِىْ قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهَا جِمَاعُ كُلِّ خَيْرٍ، وَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ فَاِنَّهٗ رَهْبَانِيَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْكَ بِذِكْرِاللّٰهِ وَتِلَاوَةِ كِتَابِهٖ فَاِنَّهٗ نُوْرٌ لَّكَ فِى الْاَرْضِ وَذِكْرٌ لَّكَ فِى السَّمَاءِ وَاخْزُنْ لِسَانَكَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّكَ بِذَالِكَ تَغْلِبُ الشَّيْطَانَ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے نصیحت فرمائیے! آپؐ نے فرمایا تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کرلو، اس لیے کہ وہ ہر خیر کا گنجینہ ہے اور جہاد کو لازم کرلو، اس لیے کہ وہ مسلمانوں کی رہبانیت ہے، اور اللہ کے ذکر اور اس کی کتاب کی تلاوت پابندی سے کرتے رہو اس لیے کہ وہ تمہارے لیے زمین میں نور اور آسمان میں ذکر (چرچے) کا باعث ہوگا۔ اور اپنی زبان کو خیر کے سوا ہر چیز سے روکے رکھو اس طرح تم شیطان پر غلبہ پاسکتے ہو۔

(۹۸) عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا

يَصْدَأُالْحَدِيْدُ إِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا جَلَاؤُهَا، قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ۔ (البیہقی، مشکوٰۃ: کتاب فضائل القرآن)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دلوں کو اس طرح زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگتا ہے، جب اس پر پانی پڑے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ پھر دل کو کیسے مانجھا جائے، آپؐ نے فرمایا کثرت سے موت کو یاد کیا جائے۔ اور قرآن کی تلاوت کی جائے۔

(۹۹) عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ مَاائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ فضائل القرآن)

ترجمہ: حضرت جندبؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھو جب تک تمہارے دلوں کا میلان اس کی طرف باقی رہے۔ اور جب اکتا جاؤ تو اٹھ کھڑے ہو۔

تشریح: قرآن مجید کو سرور و نشاط کی حالت میں پڑھنا چاہیے۔ اگر طبیعت پر انقباض کی حالت طاری ہو تو بہ جبر تلاوت قرآن پر اپنے آپ کو آمادہ کرنا مناسب نہیں ہے۔

کثرتِ ذکر

(۱۰۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ: فَقَالَ: اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ فَقَالَ: طُوْبٰى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ، قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (احمد، مشکوٰۃ: باب ذکر اللہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، لوگوں میں سے کون بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: بشارت ہے اس شخص کے لیے جس کی عمر لمبی ہو اور جس کا عمل اچھا ہو۔ اس نے عرض کیا، یارسول اللہ اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے، آپؐ نے فرمایا، یہ کہ تو دنیا کو اس حال میں چھوڑے کہ تو اللہ کی یاد میں رطب اللسان ہو۔

(۱۰۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ: باب ذکر اللہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایک نشست ایسی گزاری جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور جو شخص تھوڑی دیر اس طرح لیٹا رہا کہ اس دوران میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا۔ اس پر اللہ کی طرف سے تباہی مسلط ہوگئی۔

دعا اور آداب دعا

(۱۰۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ، مَالَمْ یَسْتَعْجِلْ، قِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاالْاِسْتِعْجَالُ: قَالَ: یَقُوْلُ دَعَوْتُ وَقَدْدَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَالِكَ وَیَدَعُ الدُّعَاءَ۔

(مسلم مشکوٰۃ: کتاب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے کی دعا قبول ہوتی ہے، جب تک کہ اس میں گناہ اور قطع رحمی کی کوئی بات نہ ہو اور جلدی نہ مچائی جائے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ جلدی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا بندہ کہتا ہے کہ ''میں دعا کرتا رہا کرتا رہا مگر دعا قبول نہیں ہوئی'' اس کے بعد آدمی اکتا جاتا ہے اور دعا چھوڑ دیتا ہے۔

(۱۰۳) عَنِ بْنِ الزُّبَیْرِ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَاسَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ، یَقُوْلُ: بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے بعد سلام پھیرتے تھے تو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ نہیں ہے کوئی اِلٰہ سوائے خدائے واحد کے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی اور اسی کے لیے ہے حمد اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ نہیں ہے کوئی طاقت اور قوت مگر اللہ کے بل پر۔ اور ہم نہیں عبادت کرتے مگر صرف اس کی۔ اسی کے لیے ہے نعمت اور اسی کے لیے ہے فضل اور اسی کے لیے ہے اچھی تعریف۔ نہیں ہے کوئی اِلٰہ سوائے اللہ کے (ہم عبادت کرتے ہیں) دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ خواہ یہ بات کافروں کو ناگوار ہو۔

(۱۰۴) عَنْ اَبِیْ اَیُّوبَ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَکَلَ اَوْشَرِبَ، قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَہٗ وَ جَعَلَ لَہٗ مَخْرَجًا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ کتاب الاطعمہ)

ترجمہ: حضرت ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کچھ کھاتے پیتے تھے تو فرمایا کرتے تھے۔حمد ساری اللہ کے لیے ہے جس نے کھلایا پلایا، خوراک کو خوش ذائقہ بنایا اور غیر مطلوب اجزاء کے اخراج کا انتظام فرمایا۔

(۱۰۵) عَنْ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، کَانَ اِذَااسْتَوٰی عَلٰی بَعِیْرِہٖ خَارِجًا اِلَی السَّفَرِ کَبَّرَ ثَلَاثًا، قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِ نَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی۔ اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَاھٰذَا وَاطْوِ لَنَا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِوَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْ ذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآ بَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَاِذَا رَ جَعَ قَالَھُنَّ وَزَادَ فِیْھِنَّ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے اونٹ پرسوار ہو جاتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور پھر پڑھتے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون۔ اے اللہ ہم اس سفر میں تجھ سے خیر اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور اس عمل کو طلب کرتے ہیں جو تجھے راضی کرے۔ اے اللہ ہمارے اس سفر کو ہمارے لیے آسان کر اور اس کی مسافت کو کم کر۔ اے اللہ تو سفر میں بھی ہمارا ساتھی ہے اور ہمارے گھروں میں بھی (ہمارے پیچھے) ہمارا جانشین ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے سفر کی سختی سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے اہل و عیال اور اپنے مال و منال میں خراب حالت میں واپس آؤں اور کوئی اندوہناک منظر دیکھوں۔ جب واپس تشریف لاتے تو یہی دعا لوٹاتے اور اس پر ان الفاظ کا اضافہ فرماتے: ہم آئے توبہ کرتے ہوئے، بندگی کرتے ہوئے اور اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے۔

(۱۰۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ! اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیَاةَ زِیَادَةً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ۔ (مسلم، مشکوٰۃ: باب جامع الدعاء)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے، اے اللہ! میرے لیے دین کو بہتر بنا، جو کہ میرے لیے بچاؤ ہے، اور میرے لیے میری دنیا کو بہتر بنا جس میں میرے لیے سامان زیست ہے، اور میرے لیے میری عاقبت کو بہتر بنا جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے اور میرے لیے زندگی کو ہر خیر کی زیادتی کا سبب بنا اور موت کو ہر شر سے مامون ہونے کا باعث بنا۔

(۱۰۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ اھُمُوْمٌ: لَزِمَتْنِیْ وَدُیُوْنٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: اَفَلَا اُعَلِّمُکَ کَلَامًا اِذَا قُلْتَہٗ اَذْھَبَ اللّٰہُ ھَمَّکَ وَقَضٰی عَنْکَ دَیْنَکَ، قَالَ: بَلٰی، قَالَ: قُلْ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَیْتَ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعِجْزِ وَ الْکَسْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ، قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَاَذْھَبَ اللّٰہُ ھَمِّیْ وَقَضٰی عَنِّیْ دَیْنِیْ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ: باب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا ''یارسولؐ اللہ افکار اور قرضے میری جان کے لاگو ہو گئے ہیں۔'' آپؐ نے فرمایا ''کیا میں تمہیں ایسا کلام نہ سکھاؤں کہ جب تو اسے کہے تو اللہ تعالیٰ تیری پریشانی کو دور کر دے اور تیرا قرض ادا کرا دے۔ اس نے عرض کیا'' کیوں نہیں'' آپؐ نے فرمایا کہ تم صبح اور شام کو یہ کہا کرو ''اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فکر وغم سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے عاجزی سے اور کسلمندی سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری بخل اور بزدلی سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری قرضے کے غلبے اور لوگوں کی بالادستی سے۔'' اس آدمی نے بتایا کہ میں نے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے اندیشے کو دور کر دیا اور میرے قرض کی ادائیگی کا سامان کر دیا۔

(۱۰۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَوْ اَنَّ اَحَدَ کُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَھْلَہٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا فَاِنَّہٗ اِنْ یُّقَدَّرْ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَضُرَّہٗ شَیْطٰنٌ اَبَدًا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ: باب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جاتے وقت یہ کہے ''بسم اللہ، اے اللہ ہمیں شیطان سے دور رکھ اور جو (اولاد) تو ہمیں عطا کرے اسے بھی شیطان سے دور رکھ۔'' تو اگر اللہ تعالیٰ میاں بیوی کو بچہ عطا فرمائے گا تو شیطان اسے کبھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

(۱۰۹) عَنْ اَبِیْ مَالِكِ نِ الْاَشْعَرِیِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَیْتَهٗ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا ثُمَّ یُسَلِّمْ عَلٰی اَھْلِهٖ۔ (ابوداؤد،مشکوٰۃ۔باب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اسے کہنا چاہیے "اے میرے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ گھر میں داخل ہونا اور نکلنا خیر کا ہو۔ ہم اللہ کے نام سے داخل ہوئے اور اللہ پر ہم نے بھروسا کیا۔ اس کے بعد گھر والوں کو سلام کرنا چاہیے۔

(۱۱۰) عَنْ اُمِّ مَعْبَدٍؓ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَا وَلِسَانِیْ مِنَ الْکَذِبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ۔ (البیہقی، مشکوٰۃ۔باب جامع الدعاء)

ترجمہ: اُمِ معبدؓ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، "اے میرے اللہ! میرے دل کو نفاق سے، میرے عمل کو ریا سے، میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک کر۔ یقیناً تو آنکھ کی خیانت اور دلوں کے بھید کو جانتا ہے۔

(۵)

اخلاقیات

اسلام میں اخلاق کی اہمیت

(۱۱۱) عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ۔ (موطا امام مالک)

ترجمہ: امام مالکؒ سے روایت ہے کہ ان کو یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل لیے بھیجا گیا ہے۔"

تشریح: مکارم اخلاق سے مراد وہ بہترین اخلاقی تصورات، اصول اور اوصاف ہیں جن پر ایک پاکیزہ انسانی زندگی اور ایک صالح انسانی معاشرے کی بنا قائم ہو۔

مکارم اخلاق کی تکمیل سے مراد یہ ہے کہ حضورؐ سے پہلے انبیاء علیہم السلام اور ان کے صالح متبعین مختلف اوقات میں اور مختلف قوموں اور ملکوں میں اخلاقی فضائل کے مختلف پہلوؤں کو اپنی تعلیم سے نمایاں کرتے رہے اور اپنی عملی زندگیوں میں ان کے بہترین نمونے بھی پیش کرتے رہے، مگر کوئی ایسی جامع شخصیت اس وقت تک نہ آئی تھی جس نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق اخلاق کے صحیح اصولوں کو مکمل طور پر بیان کیا ہو اور پھر ایک طرف خود اپنی زندگی میں ان کو برت کر دکھایا ہو اور دوسری طرف ایک سوسائٹی اور ریاست کا نظام بھی انہی اصولوں کی بنیاد پر بنا اور چلا کر دکھا دیا ہو۔ یہ کام باقی تھا جسے انجام دینے ہی کے لیے آپؐ بھیجے گئے۔

نبی ﷺ خود اس کام کو اپنی بعثت کا اصل مقصد بیان فرما رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ آپؐ کا کوئی ضمنی کام نہ تھا کہ آپؐ کا مشن تو کچھ اور ہو اور ضمناً آپؐ نے یہ کام بھی کیا ہو، بلکہ دراصل یہی کام تھا جس کے لیے آپؐ کو بھیجا گیا تھا۔

ایمان اور اخلاق کا تعلق

(۱۱۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب حسن الخلق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے ایمان میں کامل تر وہ ہے جو ان میں سے اخلاق میں بہتر ہے۔

اس روایت میں اخلاق حسنہ کو کمال ایمان کا مدار قرار دیا گیا ہے۔

(۱۱۳) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَ تْكَ سَیِّئَتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا الْاِثْمُ؟ قَالَ اِذَا حَاكَ فِیْ نَفْسِكَ شَیْئٌ فَدَعْهُ۔ (احمد، مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان)

ترجمہ: ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، ایمان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جب نیکی تمہیں مسرت بخشے اور بدی تمہیں غم میں مبتلا کر دے تب تم مومن ہو۔ اس نے کہا، یارسول اللہ! گناہ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا جب تمہارے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو اسے چھوڑ دو۔

تشریح: نیکی بدی کا یہ معیار اسی وقت معتبر ہو سکتا ہے جب کہ ضمیر زندہ ہو اور اصل فطرت ماحول کے غلط اثرات اور اپنی بداعمالیوں سے مسخ نہ ہوئی ہو۔

مکارم اخلاق کی بنیادیں ـــــ تقویٰ

(۱۱۴) عَنْ عَطِیَّةَ السَّعْدِیِّ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَالَا بَاْسَ بِهٖ حَذَرًا لِمَا بِهٖ بَاْسٌ۔ (ترمذی مشکوٰۃ، باب الکسب وطلب الحلال)

ترجمہ: عطیہ سعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ اہل تقویٰ کا مقام نہیں پا سکتا تاوقتیکہ وہ ان چیزوں کو ہی نہ چھوڑ دے جن میں (بظاہر) کوئی حرج نہیں ہے اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ ان چیزوں میں مبتلا نہ ہو جائے جن میں حرج (گناہ) ہے۔

تشریح: بعض اوقات جائز امور بھی حرام کاموں کا ذریعہ بن جاتے ہیں اس لیے ایک مومن کے سامنے صرف جواز کا ہی پہلو نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے اس لحاظ سے بھی چوکنا رہنا چاہیے کہ کہیں یہ جائز کام حرام کا ذریعہ نہ بن جائے۔

متّقیانہ زندگی

(۱۱۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : يَا عَائِشَةُ اِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ ، فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ۔ باب البکاء)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! حقیر گناہوں سے بچتی رہنا اس لیے کہ ان کے بارے میں بھی اللہ کے ہاں بازپُرس ہوگی۔

تشریح: جس طرح کبیرہ گناہ ایک مسلمان کی نجات کو خطرے میں ڈال دیتا ہے اسی طرح صغیرہ گناہ کا معاملہ بھی کم خطرناک نہیں۔ صغیرہ گناہ بظاہر ہلکا نظر آتا ہے لیکن اسے بار بار کیا جائے تو دل زنگ آلود ہو جاتا ہے اور کبائر سے نفرت ختم ہو جاتی ہے۔

حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ گناہ کو نہ دیکھو کہ وہ کتنا چھوٹا ہے، بلکہ اس خدا کی بڑائی کو سامنے رکھو جس کی نافرمانی کی جسارت کی جارہی ہے۔

اگر مالک یوم الدین کی عظمت اور اس کے عذاب کی ہولناکیاں پیش نظر ہوں تو پھر چھوٹے سے چھوٹے گناہ پر بھی انسان دلیر نہیں ہو سکتا۔

وسائل وذرائع کی پاکیزگی

(۱۱۶) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا اَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ، فَاِنَّهُ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَهُ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص بھی خدا کے مقرر کردہ رزق کو حاصل کیے بغیر موت کا لقمہ نہ بنے گا۔ سنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور رزق کے حصول میں جائز ذرائع و وسائل کام میں لاؤ۔ رزق کے حصول میں تاخیر تمہیں ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر آمادہ نہ کردے۔ اس لیے کہ اللہ کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ صرف اس کی اطاعت ہی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

تشریح: اس روایت میں چند دینی حقائق کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

(۱) اگر کبھی انسان کو رزق کے حصول میں ناکامی یا تاخیر محسوس ہو تو اسے مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ خدا نے رزق کی مقدار جو اس کے لیے مقرر کی ہوئی ہے وہ بہر حال دیر یا سویر اسے مل کر رہے گی۔

(۲) یوں تو انسان نافرمانی کرتے ہوئے بھی بظاہر خوشحالی اور آرام و راحت سے ہمکنار ہوتا ہے، لیکن یہ دراصل خدا کی طرف سے مہلت ہوتی ہے جس کے بعد خدائی عذاب کا تازیانہ برستا ہے۔ اصل خوش کامی اور راحت و سکون وہ ہے جو خدا کی اطاعت کرتے ہوئے حاصل ہو۔

(۱۱۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ فَيَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَيُقْبَلُ مِنْهُ فَيُبَارَكُ لَهٗ فِيْهِ وَلَا يَتْرُكُهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ اِلَّا كَانَ زَادَهٗ اِلَى النَّارِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُوا لسَّيِّئَ بِالسَّيِّئِ وَلٰكِنْ يَمْحُو السَّيِّئَ بِالْحَسَنِ، اِنَّ الْخَبِيْثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيْثَ۔ (احمد، مشکوٰۃ: باب الکسب)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی شخص حرام مال کمائے، پھر اس میں سے صدقہ دے تو وہ قبول کر لیا جائے اور پھر وہ اپنے مال میں برکت سے بھی نوازا جائے۔ اس کا متروکہ حرام مال اس کے لیے صرف جہنم کا توشہ بن سکتا ہے (اس سے آخرت کی سعادت و کامرانی حاصل نہیں کی جا سکتی) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو بھلائی سے ختم کرتا ہے (یہ ایک حقیقت ہے کہ) نجاست کو نجاست سے مٹا کر پاکیزگی نہیں حاصل کی جا سکتی۔

تشریح: اس روایت سے یہ بات واضح ہے کہ محض مقصد کا پاک ہونا ہی کافی نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وسائل و ذرائع کی پاکیزگی بھی ضروری ہے۔

مرکزِ تقویٰ

(۱۱۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ، اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ مَرْءٍ

مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ۔

(مسلم، مشکوٰۃ۔ باب الشفقہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے بے یارومددگار چھوڑے، تقویٰ یہاں ہے (تین بار) اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: انسان کو شر سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان اس کا خون، مال اور آبرو تمام مسلمانوں پر حرام ہے۔

تشریح: اس حدیث میں چند امور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(۱) اسلامی اخوت کا تقاضا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر نہ خود ظلم کرے، نہ ظالموں کے حوالے ہونے دے اور نہ اپنی مالی، خاندانی، جسمانی اور علمی برتری کی بنا پر دوسرے کو حقیر سمجھے۔

(۲) تقویٰ کا اصل مرکز دل ہے۔

اگر دل کی سرزمین میں تقویٰ کا بیج جڑ پکڑ جائے تو پھر انسان کا ظاہر بھی اعمال صالحہ کے برگ وبار سے سرسبز وشاداب ہوجاتا ہے، لیکن اگر دل میں تقویٰ کا نام ونشان ہی نہ ہو تو پھر ظاہری متقیانہ نقش ونگار سے نہ کردار میں خوشگوار تبدیلی آتی ہے اور نہ انسان کی آخرت ہی سنورتی ہے۔

(۳) مسلم معاشرہ میں کسی مسلمان کی جان، مال، آبرو پر حملہ کرنا بدترین معصیت ہے، اس کی سزا دنیا میں بھی سخت ہے اور آخرت میں بھی ایسا شخص خدا کے عذاب سے چھٹکارا نہیں پاسکتا۔

علامت تقویٰ

(۱۱۹) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمَانِيْنَةٌ وَالْكِذْبَ رِيْبَةٌ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ۔ باب الکسب)

ترجمہ: حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات یاد کرلیے ہیں۔ جو چیز شک میں مبتلا کرنے والی ہو اسے چھوڑ کر اس کام کو پسند کرلو

جو شک وشبہ سے بالاتر ہو۔اس لیے کہ سچائی سراپا سکون واطمینان ہے اور جھوٹ سراپا شک وتذبذب۔

تشریح: اگر کوئی معاملہ دلائل وقرائن کی بنا پر مشتبہ ہو اور حلت وحرمت کا کوئی واضح پہلو سامنے نہ آتا ہو تو پھر شک وتذبذب کی حالت میں مبتلا ہونے کے بجائے ایسا قدم اٹھایا جائے جس کی بنیاد یقین یا کم از کم گمان غالب پر ہو۔لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ خواہ مخواہ وہم میں مبتلا ہو کر شکوک وشبہات پیدا کیے جائیں۔

یہ حکم تو صرف اسی صورت میں ہے جب کہ واقعی معاملہ مشکوک ہو کر سامنے آئے۔

(۱۲۰) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِ كُمْ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِيَارُ كُمُ الَّذِيْنَ اِذَارُءُ وْاذُكِرَاللّٰهُ۔ (ابن ماجہ،مشکوٰۃ)

ترجمہ: اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے آں حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔کیا میں تمھیں بہتر انسان نہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا، کیوں نہیں؟ آپؐ نے فرمایا،تم میں بہتر لوگ وہ ہیں کہ انھیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔

تشریح: جب دل میں تقویٰ کی بہار آتی ہے تو اس کے اثرات ظاہر میں بھی نمایاں ہو جاتے ہیں۔ایک مومن کی فراست وذہانت تاڑ جاتی ہے کہ ہو نہ ہو یہ مردِ حق ہے کہ جس کی خشیت الٰہی نے اس کے گردوپیش کو متاثر کیا ہوا ہے۔

تقویٰ میں غلو

(۱۲۱) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: اِذَا دَخَلَ اَحَدُ كُمْ عَلٰى اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فَلْيَاكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَلَا يَسْئَالُ وَيَشْرَبُ مِنْ شَرَابِهٖ وَلَا يَسْئَالُ۔ (البیہقی،مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پاس پہنچے تو اس کے کھانے میں سے کھالے اور چھان بین نہ کرے،اور اس کے پینے کی چیزوں میں سے پی لے اور پوچھ گچھ نہ کرے۔

یعنی حسن ظن سے کام لیتے ہوئے کسی مسلمان کے ہدیے یا دعوت کے موقع پر حرام و حلال کی چھان بین کا سوال نہ اٹھایا جائے۔ایک مسلمان سے یہی توقع رکھنی چاہیے کہ وہ خود بھی حلال کھاتا ہے اور اپنے احباب ورفقاء کو بھی حلال طیب ہی کھلاتا ہے۔

توکّل

(۱۲۲) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْقِلُهَا وَاَتَوَكَّلُ اَوْ اُطْلِقُهَا وَاَتَوَكَّلُ؟ قَالَ اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آں حضورﷺ کی خدمت میں عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں اونٹ کو باندھ کر توکل اختیار کروں یا اسے چھوڑ کر؟ آپؐ نے فرمایا اسے باندھ لے اور پھر خدا پر توکل کر۔

(۱۲۳) عَنْ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جس طرح کہ توکل کرنے والوں کا حق ہے تو وہ تم کو روزی دے جس طرح کہ پرندے روزی دیے جاتے ہیں۔ صبح سویرے خالی پیٹ (آشیانوں سے) نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ ہو کر پلٹتے ہیں۔

تشریح: پرندوں کے ساتھ تشبیہ دے کر رسول اللہﷺ نے اس حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ توکل یہ نہیں ہے کہ انسان ہاتھ پیر توڑ کر گھر میں بیٹھا رہے، بلکہ توکل یہ ہے کہ خدا کے دیے ہوئے اسباب و وسائل کو کام میں لاتے ہوئے نتائج خدا کے حوالے کر دے۔

(۱۲۴) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ لَمَّا اَدْبَرَ قَالَ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَلُوْمُ عَلَى الْعِجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَاِذَا غَلَبَكَ اَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

(مشکوٰۃ۔ باب القضیہ)

ترجمہ: عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کیا، تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے پلٹتے ہوئے کہا حسبی اللہ و نعم الوکیل۔ آں حضورﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ہاں بے ہمتی قابل ملامت ہے، تمھیں تو بلند ہمتی اور عزم سے کام لینا چاہیے۔ (اس کے باوجود) جب تم مغلوب ہو جاؤ تو کہو حسبی اللہ و نعم الوکیل۔

توکل کانمونہ

(۱۲۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ، قَالَ: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ قَالَهَا اِبْرَاهِيْمُ حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: حِيْنَ قَالُوْا: اِنَّ النَّاسَ قَدْجَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْ هُمْ فَزَادَ هُمْ اِيْمَانًا، وَقَالُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ (صحیح البخاری)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل (کافی ہے ہم کواللہ اور وہ کیا خوب کارساز ہے) (یہ جملہ) حضرت ابراہیمؑ نے اس وقت کہا جب وہ آگ میں ڈالے گئے اور (یہی جملہ) حضرت محمدﷺ نے کہا جب کہ لوگوں نے (مسلمانوں سے) کہا لوگ (دشمن) تمہارے (مقابلہ کے) واسطے جمع ہو گئے ہیں ان سے ڈرو (اس دھمکی نے) مسلمانوں کے ایمان میں اوراضافہ کردیا۔ اورانھوں نے کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

شکر

(۱۲۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: شکر گزار بے روزہ انسان صبر کرنے والے روزے دار کی طرح ہے۔

تشریح: یعنی جو صبر کے ساتھ نفلی روزے رکھتا ہے اور جو شکر کے ساتھ خدا کی دی ہوئی حلال روزی کھا کر دن گزارتا ہے۔ دونوں خدا کے ہاں درجہ میں برابر ہیں۔

اس حدیث سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ شکر کا مقام خدا کے ہاں کتنا بلند ہے۔

(۱۲۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْ قَكُمْ فَهُوَاَجْدَرُ اَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اِذَا نَظَرَ اَحَدُ كُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَاَسْفَلُ مِنْهُ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: جو تم میں

سے (مال، جسم اور وجاہت کے اعتبار سے) بالاتر ہیں ان کو نہ دیکھو اور جو تم سے (اس لحاظ سے) فروتر ہیں ان کو دیکھو۔ اس طرح یہ صلاحیت پیدا ہو سکے گی کہ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے جب تم میں سے کسی کی نگاہ ایسے شخص کی طرف اٹھے جو مال اور جسمانی طاقت میں اس پر فضیلت دیا گیا ہے تو چاہیے کہ اسے دیکھے جو (اس لحاظ سے) فروتر ہے۔

صبر

(۱۲۸) عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : عَجَبًا لِاَمْرِالْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًالَهٗ۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ۔ باب التوکل)

ترجمہ: صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کے معاملہ میں تعجب ہے کہ اس کا سارا کام خیر ہے۔ یہ (سعادت) مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اگر اسے دکھ پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ سراپا شکر بن جاتا ہے، تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ یعنی وہ ہر حال میں خیر ہی خیر سمیٹتا ہے۔

مصائب پر صبر

(۱۲۹) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ تَبْكِیْ عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ اِتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ قَالَتْ اِلَیْكَ عَنِّیْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِیْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا اِنَّهُ النَّبِیُّ ﷺ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ ﷺ ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهٗ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ، فَقَالَ اِنَّمَاالصَّبْرُ عِنْدَالصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسی عورت کے پاس سے ہوا جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی، آپؐ نے فرمایا، اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور صبر سے کام لے۔ اس نے کہا، ''اپنی راہ لو یہ میری جیسی بپتا تم پر تو نہیں پڑی ہے۔'' وہ آپؐ کو پہچانتی نہ تھی۔ اس سے کسی نے کہا یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے، تو وہ (دوڑی ہوئی) آں حضرت ﷺ کے دروازے پر آئی، وہاں اس نے دربان چوکیدار نہ پائے۔ اس نے عرض کیا (حضورؐ) میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا بس صبر وہی ہے جو سینے پر پہلی چوٹ لگتے وقت کیا جائے۔

اطاعت کی راہ میں صبر

(۱۳۰) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ (مشکوٰۃ۔کتاب الرقاق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کو ایسی چیزوں نے گھیر رکھا ہے جنہیں انسان کا نفس ناپسند کرتا ہے اور جہنم کو ایسی چیزوں نے جو نفس کو مرغوب ہے۔

تشریح: یعنی خواہشات اور آرام وراحت کی قربانی دیے بغیر ایک مسلمان جنت کا حق دار نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح جو لوگ حرام و حال کی تمیز کیے بغیر نفس کے پجاری بن جاتے ہیں ان کے لیے دوزخ کے دروازے کھلے ہیں۔

اصول پر صبر اور با اصول زندگی

(۱۳۱) عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تَكُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا، وَاِنْ اَسَاءُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ ، اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا (مشکوۃ ج ۲۔باب الظلم)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! ''اِمَّعہ'' نہ بن جاؤ یہ کہتے ہوئے کہ اگر لوگ حسن سلوک سے پیش آئیں تو ہم بھی اچھا برتاؤ کریں گے اور اگر انھوں نے بدسلوکی اختیار کی تو ہم (بھی) ظلم کریں گے۔ بلکہ اپنے آپ کو اس بات کا خوگر بناؤ کہ اگر لوگ اچھا برتاؤ کریں تب بھی تم حسن سلوک سے پیش آؤ اور اگر وہ ظلم کی راہ پر چلیں تو تم ان کی تقلید نہ کرو۔

تشریح: یعنی تم کو بہر حال عدل واحسان کی روش اختیار کرنی چاہیے۔ خواہ سوسائٹی کسی ڈگر پر چل رہی ہو۔

دشمن کے مقابلے میں صبر

(۱۳۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی اَوْ فیٰ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِی

لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ، اِنْتَظَرَ حَتّٰی اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ، قَامَ فِیْهِمْ، فَقَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْ هُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ۔ (بخاری، مسلم۔ ریاض الصالحین)

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان بعض ایام میں جن میں آپؐ کا دشمن سے سامنا ہوا تھا۔ (کچھ دیر) انتظار فرمایا، یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپؐ (مسلمانوں کے درمیان) کھڑے ہو گئے اور خطاب فرمایا لوگو! دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی تمنا نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہو اور جب ان سے مقابلہ ٹھن جائے تو ثابت قدم رہو۔ اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن سے نبرد آزما ہونے کی تمنا کرنا اور اس کے لیے شیخی بگھارنا پسندیدہ نہیں ہے، ہاں اگر دشمن خود ہی آمادۂ پیکار ہو تو پھر پوری جواں مردی سے ڈٹ جانا چاہیے۔

تنگدستی اور فقر و فاقہ پر صبر

(۱۳۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، اَنَّ نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ سَئَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ، حَتّٰی نَفِدَمَاعِنْدَهٗ، فَقَالَ لَهُمْ: حِیْنَ اَنْفَقَ کُلَّ شَیْئٍ بِیَدِهٖ مَایَکُنْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْکُمْ، وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ یَتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَاءً خَیْرًا وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: باب من لاتحل له المسئلة ومن تحل لهٗ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ کچھ انصاریوں نے آپؐ کے سامنے اپنی ضرورت پیش کی، آپؐ نے پوری کردی، انھوں نے دوبارہ پھر سوال کیا، آپؐ نے پھر ان کو دے دلا دیا یہاں تک کہ آپؐ کے پاس کچھ نہ رہا، جب آپؐ سب کچھ خرچ کر چکے تو آپؐ نے ان سے فرمایا، جو کچھ میرے پاس مال ہوتا ہے وہ میں تم سے بچا کر جمع نہیں کرتا ہوں، جو شخص قناعت و خودداری کا دامن تھامتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے انہی اوصاف سے نوازتا ہے۔ جو بے نیازی کی راہ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے، اور جو صبر و ثبات اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے

اس راہ میں ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔ خدا کی طرف سے جن جن اخلاقی اوصاف سے بندہ نوازا جاتا ہے، ان میں سب سے بہتر اور (نتائج وثمرات کے لحاظ سے) وسیع تر صبر کا وصف ہے۔

انتقامی جذبات پر صبر

(۱۳۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ، قَالَ: دَخَلَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ عَلٰى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ، وَقَالَ: هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ ، وَلَا تَحْكُمُ فِيْنَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يُوْقِعَ بِهٖ، فَقَالَ الْحُرُّ: يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ خُذِالْعَفْوَ وَأْمُرْبِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۔ وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَا هَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًاعِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ۔ (صحیح بخاری، ریاض الصالحین)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ عیینہ بن حصن حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا، اے خطاب کے بیٹے! تم ہم کو بہت سامال نہیں دیتے ہو اور نہ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ حضرت عمر (اس پر) غضبناک ہوگئے یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس پر جھپٹ پڑیں حرُ (حصن کے بھتیجے) نے کہا امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہا ہے معافی اختیار کرو، بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو (راوی کا بیان ہے) کہ بخدا حضرت عمرؓ نے یہ آیت سن کر سرمو بھی تجاوز نہیں کیا۔ اور وہ اللہ کی کتاب کے سامنے یعنی خدا کا حکم سنتے ہی ٹھہر جانے والے تھے۔

(۱۳۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَيَاضٍ، اَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰى لِيَسْتَحِدَّبِهَا فَاَعَارَتْهُ فَاَخَذَابْنًا لِيْ وَاَنَا غَافِلَةٌ حَتّٰى اَتَاهُ، قَالَتْ: فَوَجَدْتُ مُجْلِسَهٗ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهٖ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِيْ وَجْهِيْ، فَقَالَ: تَخْشِيْنَ اَنْ اَقْتُلَهٗ مَاكُنْتُ لِاَفْعَلَ ذٰلِكَ، مَارَاَيْتُ اَسِيْرًا قَطُّ خَيْراً مِنْ خُبَيْبٍ۔ (بخاری مع فتح الباری۔ کتاب الجہاد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن عیاض نے بتلایا کہ بنت حارث نے ان کو خبر دی کہ جس وقت مشرکین جمع ہوئے تو حضرت خبیبؓ نے بنت حارث سے استرا طلب کیا، تاکہ اسے (صفائی کے لیے) استعمال کرسکیں، بنت حارث نے

انھیں استرا دے دیا (بنت حارث کا بیان ہے کہ) خبیبؓ نے میرے بچے کو گود میں لے لیا، مجھے خبر بھی نہ تھی، یہاں تک کہ بچہ ان کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے بچہ کو ان کی ران پر بیٹھے ہوئے پایا، اس حالت میں کہ استرا ان کے ہاتھ میں تھا، میں نے (یہ منظر دیکھ کر) ایسی گھبراہٹ اور بے چینی محسوس کی کہ خبیبؓ بھی اسے میرے چہرے سے تاڑ گئے۔ انھوں نے کہا۔ کیا تجھے یہ اندیشہ ہے کہ میں اسے قتل کر ڈالوں گا، میں یہ کام نہیں کروں گا، بنت حارث کا بیان ہے کہ خبیبؓ سے بہتر قیدی آج تک میں نے نہیں دیکھا۔

پس منظر : یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ بعض مشرکین دھوکہ دے کر مدینہ سے چند صحابہؓ کو لے آئے تھے اور مکہ کے مختلف گھروں میں انھیں قید کر ڈالا تھا۔ پھر بعد میں ان کو پھانسی دے دی گئی تھی۔

خبیبؓ نے یہ یقین رکھتے ہوئے بھی کہ مشرکین کچھ عرصہ بعد ان کو قتل کر ڈالیں گے، اس بات کو گوارا نہ کیا کہ جذبۂ انتقام سے مغلوب ہو کر ان کے بچے کو قتل کر دیں۔ اگر وہ ایسا کرتے تو یقیناً شریعت کی خلاف ورزی ہوتی، حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرو۔ حضرت خبیبؓ نے قیامت تک ہونے والے مسلم قیدیوں کے لیے اخلاق کا بہترین نمونہ پیش کر دیا۔

انفرادی اخلاق (ضبطِ نفس)

(۱۳۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِیْدُ مَنْ یَّمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ (صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الغضب والکبر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلوان وہ نہیں ہے جو (حریف کو میدان میں) پچھاڑ دے۔ بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔

(۱۳۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ : اَوْصِنِیْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آں حضور ﷺ سے

درخواست کی، مجھے نصیحت کیجیے، آپؐ نے فرمایا ''غصّہ نہ ہو'' یہ حکم آپؐ نے بار بار فرمایا، غصّہ نہ ہو

تشریح: آں حضرت ﷺ اس کمزوری کی طرف توجہ دلاتے تھے جس میں مخاطب زیادہ مبتلا ہوتا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بہت ہی زیادہ مغلوب الغضب تھا۔ اس لیے آپؐ نے بار بار اسی کمزوری سے بچنے کی اسے تاکید فرمائی۔

(۱۳۸) عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ثَلٰثٌ مِنْ اَخلَاقِ الْاِیْمَانِ، مَنْ اِذَا غَضِبَ لَمْ یُدْخِلْہُ غَضَبُہٗ فِیْ بَاطِلٍ ، وَمَنْ اِذَارَضِیَ لَمْ یُخْرِجْہُ رِضَاہُ مِنْ حَقٍّ وَمَنْ اِذَا قَدَرَ لَمْ یَتَعَاطَ مَالَیْسَ لَہٗ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین باتوں کا شمار ایمانی اخلاق میں ہوتا ہے (۱) جب غصہ آئے تو انسان (مغلوب ہوکر) باطل (کے جوہڑ) میں نہ ڈوب جائے (۲) جب خوشی ہو تو خوشی (کی بہتات) راہِ حق سے برگشتہ نہ کردے (۳) اور جب قدرت واقتدار پائے تو وہ چیز نہ لے لے جس پر اس کا کوئی حق نہیں ہے۔

تشریح: ''ایمانی اخلاق'' سے مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں امور ایمان کے بنیادی تقاضوں میں شامل ہیں، ان کے بغیر ایمان کا اصل جوہر ہی باقی نہیں رہتا۔

عفو وحلم

(۱۳۹) عَنْ عَائِشَۃَؓ، قَالَتْ: مَاانْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِنَفْسِہٖ فِیْ شَیْئٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَہَکَ حُرْمَۃُ اللّٰہِ، فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ۔ (بخاری، مسلم، ریاض الصالحین)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے معاملہ میں کسی سے کبھی بھی انتقام نہیں لیا، مگر یہ کہ اللہ کی حرمت (شعائر اللہ یا حدود اللہ) پامال ہوتیں، تو آپؐ اللہ کے لیے انتقام لیتے۔

وسعتِ ظرف

(۱۴۰) عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ الْجُشَمِیِّ، عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!

اَرَاَیۡتَ اِنۡ مَرَرۡتُ بِرَجُلٍ فَلَمۡ یَقۡرِنِیۡ وَلَمۡ یُضِفۡنِیۡ ثُمَّ مَرَّبِیۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ اَ اَقۡرِیۡهِ اَمۡ اَجۡزِیۡهِ قَالَ بَلۡ اِقۡرِہٖ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ۔ باب الضیافۃ)

ترجمہ: ابوالاحوص جشمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے آں حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، اگر میں کسی شخص کے پاس سے گزروں اور وہ میری ضیافت ومہمانی کا حق ادا نہ کرے اور کچھ عرصہ بعد اس کا گزر میرے پاس سے ہو تو کیا میں اس کی مہمانی کا حق ادا کروں یا اس کی (بے مروّتی اور روکھے پن) کا بدلہ لے لوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں، بلکہ تم اس کی مہمانی کا حق ادا کرو۔

حیا

(۱۴۱) عَنِ ابۡنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ مَرَّعَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الۡاَنۡصَارِ وَهُوَ یَعِظُ اَخَاهُ فِی الۡحَیَاءِ، فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: دَعۡهُ فَاِنَّ الۡحَیَاءَ مِنَ الۡاِیۡمَانِ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ باب الرفق)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو شرم وحیا کے معاملہ میں نصیحت کر رہا تھا یعنی ملامت کر رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، اس لیے کہ حیا ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔

(۱۴۲) عَنۡ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَرَادَ الۡحَاجَةَ لَمۡ یَرۡفَعۡ ثَوۡبَهٗ حَتّٰی یَدۡنُوَ مِنَ الۡاَرۡضِ۔ (مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ کرتے تو اپنا کپڑا نہ اٹھاتے تاوقتیکہ زمین سے قریب نہ ہو جاتے۔

(۱۴۳) عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: اِیَّاکُمۡ وَالتَّعَرِّیۡ فَاِنَّ مَعَکُمۡ مَنۡ لَایُفَارِقُکُمۡ اِلَّا عِنۡدَ الۡغَائِطِ وَحِیۡنَ یُفۡضِی الرَّجُلُ اِلٰی اَهۡلِهٖ فَاسۡتَحۡیُوۡهُمۡ وَاَکۡرِمُوۡهُمۡ۔

(الترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا برہنہ ہونے سے بچو، کیونکہ تمہارے ساتھ وہ ہیں جو تم سے کبھی جدا نہیں ہوتے اِلّا یہ کہ رفعِ حاجت یا صنفی تعلق قائم کرنے کا موقع ہو۔ ان (فرشتوں) سے شرماؤ اور ان کا احترام کرو۔

وقار و سنجیدگی

(۱۴۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَی الصَّلٰوةِ وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَةَ وَالْوَقَارَ وَلَا تُسْرِعُوْا (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اقامت سنو تو نماز (مسجد) کی طرف اس طرح چلو کہ وقار اور اطمینان کا انداز نمایاں ہو، اس موقع پر بھگدڑ مت مچاؤ۔

راز داری

(۱۴۵) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی اِنْجَاحِ حَوَائِجِکُمْ بِالْکِتْمَانِ، فَاِنَّ کُلَّ ذِیْ نِعْمَةٍ مَحْسُوْدٌ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی ضروریات کے حصول میں کامیابی کے لیے راز داری سے مدد لو، کیونکہ ہر صاحب نعمت محسود ہے۔ یعنی وہ رشک وحسد کا نشانہ بنتا ہے۔

تشریح: یعنی انسان کو ہلکے پیٹ کا نہیں ہونا چاہیے کہ اپنے تمام عزائم کو قبل از وقت لوگوں سے کہتا پھرے۔ اس طرح وہ حاسدوں کے زہریلے اثرات اور ریشہ دوانیوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

(۱۴۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ عَجِبْتُ مِنَ الرَّجُلِ یَفِرُّ مِنَ الْقَدْرِ وَهُوَ مُوَاقِعُهٗ، وَیَرَی الْقَذَاةَ فِیْ عَیْنِ اَخِیْهِ وَیَدَعُ الْجِذْعَ فِیْ عَیْنِهٖ وَیُخْرِجُ الضِّغْنَ مِنْ نَفْسِ اَخِیْهِ وَیَدَعُ الضِّغْنَ فِیْ نَفْسِهٖ وَمَا وَضَعْتُ سِرِّیْ عِنْدَ اَحَدٍ فَلُمْتُهٗ عَلٰی اِفْشَائِهٖ وَکَیْفَ اَلُوْمُهٗ وَقَدْ ضِقْتُ بِهٖ ذَرْعًا۔ (الادب المفرد۔ باب افشاء السر)

ترجمہ: عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھے اس آدمی پر تعجب اور حیرت ہوتی ہے جو تقدیر سے بھاگتا ہے، حالانکہ (ایک نہ ایک دن) وہ اس میں پھنس جانے والا ہے، اور اسے اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے، لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر بھول جاتا ہے اور اپنے بھائی کے دل سے کینہ نکالنے کی فکر میں رہتا ہے، لیکن خود اپنے دل میں دوسروں کی طرف

سے بغض وعداوت کو پالتا ہے۔(نیز انھوں نے کہا) کبھی ایسا نہیں ہوا ہے کہ میں نے اپنا راز کسی کو بتلایا ہو، پھر اس کے افشا (ظاہر کرنے) پر میں نے اسے ملامت بھی کی ہو، ظاہر ہے کہ جو راز خود میرے سینے میں نہیں سما سکا اس کے افشا پر میں کسی دوسرے کو کیسے ملامت کر سکتا ہوں۔

تواضع

(۱۴۷) عَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِي نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِي اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِي اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِي نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ وَخِنْزِيْرٍ۔ (مشکوٰۃ۔باب الغضب)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے انھوں نے ایک بار منبر پر سے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تواضع، انکساری اختیار کرو۔ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ جو اللہ کے لیے جھکتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے، حالانکہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہے اور جس نے تکبر کیا وہ لوگوں کی نگاہوں میں چھوٹا ہے، حالاں کہ وہ خود اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ ان کے سامنے کتے اور سور سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

(۱۴۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ مَارُاِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهٗ رَجُلَانِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔کتاب الاطعمہ)

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھے گئے اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپ ؐ کے پیچھے دو آدمی چلتے ہوئے دیکھے گئے ہوں۔

تشریح: تواضع اور انکساری کا یہ حال تھا کہ کبھی آپ ؐ نے تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا اور نہ یہ آپ ؐ کا طریقہ تھا کہ آپ ؐ آگے آگے ہوں اور عوام آپ ؐ کے پیچھے چل رہے ہوں۔ آپ ؐ کو تو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ دو آدمیوں سے بھی آگے ہو کر آپ شان بان کے ساتھ چلیں، یہ دونوں طریقے جاہ وجلال کے طالب اور کبر و نخوت کے رسیا لوگوں کی خصوصیات میں سے شمار ہوتے ہیں۔

تواضع وانکساری

(۱۴۹) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ رَأَى النَّبِيُّ ﷺ غُلَامًا لَنَا يُقَالُ لَهٗ اَفْلَحُ، اِذَا سَجَدَ

نَفَخَ فَقَالَ یَا اَفْلَحُ تَرِّبْ وَجْهَكَ (الترمذی، مشکوٰۃ۔باب مالا یجوز فی الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے افلح نامی غلام کو دیکھا، جب وہ سجدہ کرتا ہے تو پھونک مارتا ہے۔آپؐ نے فرمایا، اے افلح اپنے چہرے کو خاک آلود کر لے۔

شہرت سے پرہیز

(۱۵۰) عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ۔ (مشکوٰۃ۔باب استحباب المال)

ترجمہ: حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ متقی، غنی اور گمنام بندے کو پسند فرماتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں غنی کے معنی خودداری اور قناعت پسند کے بھی لیے جاسکتے ہیں۔اور اس کے معنی خوش حالی کے بھی ہو سکتے ہیں، اگر خوش حالی، تونگری، تقویٰ کے ساتھ ہو تو یہ بھی خدا کی طرف سے ایک بڑی نعمت ہے۔خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ ایسا شخص شہرت اور ناموری کا بھوکا نہ ہو۔الخفی سے یہی وصف ظاہر کرنا مقصود ہے۔

قناعت

(۱۵۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ کَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ۔ (مسلم، مشکوٰۃ۔کتاب الرقاق)

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اسلام لایا اور اسے گزارے کے مطابق روزی میسر آ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی دی ہوئی روزی پر قناعت کی توفیق بخشی تو وہ فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہوا۔

(۱۵۲) عَنِ بْنِ الْفَرَاسِیِ اَنَّ الْفَرَاسِیَ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَسْئَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "لَا" وَاِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَسْئَلِ الصَّالِحِیْنَ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

ترجمہ: ابن فراسیؓ سے روایت ہے کہ (ان کے باپ) فراسی نے کہا کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، کیا میں (لوگوں کے سامنے) دست سوال پھیلا سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں، اگر نا گزیر ہی ہو تو نیک لوگوں سے سوال کر سکتے ہو۔

تشریح: صالحین سے بوقت ضرورت سوال کرنے کی اس لیے اجازت دی کہ ایسے لوگ نہ تو اپنے لیے بدلہ چاہیں گے اور نہ احسان دھر کر سائل کی خودداری کو ٹھیس لگائیں گے۔

(۱۵۳) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ لِذِیْ فَقْرٍ مُّدْقِعٍ وَلِذِیْ غُرْمٍ مُّفْظِعٍ اَوْلِذِیْ دَمٍ مُّوْجِعٍ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب من لاتحل لہ المسئلۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوال جائز نہیں ہے مگر تین قسم کے لوگوں کے لیے۔ (۱) خاک نشین فقیر و نادار (۲) پریشان کن تاوان یا قرض تلے دب جانے والا۔ (۳) دردناک خون والا، یعنی جس کے ذمّے دیت ہو۔

پس منظر: ایک انصاریؓ نے آں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا، آپؐ نے فرمایا تیرے گھر میں کچھ سامان ہے؟ انصاری نے جواب دیا، ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم بچھاتے ہیں اور کچھ حصہ ہم اوڑھتے ہیں، اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔

آپؐ نے وہ دونوں چیزیں منگوا کر دو درہم میں نیلام کر دیں۔ آپؐ نے دونوں درہم انصاری کو دیتے ہوئے فرمایا ایک درہم کا کھانا اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید لو، اور کلہاڑی لے کر میرے پاس آؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے کلہاڑی میں لکڑی ڈالی اور فرمایا جاؤ جنگل جا کر لکڑیاں کاٹو اور پندرہ دن سے پہلے میرے پاس نہ آنا، وہ انصاری اسی طرح لکڑیاں کاٹتا اور بیچتا رہا۔

اور جب وہ پندرہ دن کے بعد آں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم کی پونجی تھی، جس سے اس نے کھانا اور کپڑا خریدا۔ آپؐ نے فرمایا یہ (محنت کا طریقہ) تمہارے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ سوال (کی ذلت) قیامت کے دن چہرے پر داغ دھبّے کی صورت میں نمودار ہو۔

(۱۵۴) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَا نَقَصَ مَالٌ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا عَفَا رَجُلٌ عَنْ مَظْلَمَةٍ اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَاعِزًّا فَاعْفُوْا يُعِزُّ كُمُ اللّٰهُ، وَلَا فَتَحَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهٖ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّافَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (۱) صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی۔ (۲) اور کوئی شخص ظلم وزیادتی کو معاف نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کی عزت میں چار چاند لگا دیتا ہے (۳) اور کوئی انسان سوال (بھیک مانگنے) کا دروازہ نہیں کھولتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر فقر و ناداری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں تین اہم اخلاقی امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

(۱) زکوٰۃ وصدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی، بلکہ جیسا کہ قرآن کی تشریح ہے۔ دولت میں اضافہ ہوتا ہے، فرمایا: وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔ اور جو تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہو تو یقیناً یہی لوگ اپنے سرمائے کو بڑھانے والے ہیں۔ صدقہ وزکوٰۃ سے بظاہر فرد کی دولت گھٹتی نظر آتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس طرح معاشرے کے اجتماعی سرمایہ میں اضافہ ہوتا ہے اور ساتھ ہی زکوٰۃ دینے والا شخص حرص، بخل اور خسّتِ نفس جیسے رذیل اخلاق سے پاک ہو جاتا ہے۔

(۲) عام طور پر دشمن سے انتقام نہ لینے کو اپنی توہین اور بزدلی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حدیث نے بتایا کہ ظلم وزیادتی کو معاف کرنے سے انسان کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگوں میں اخلاقی لحاظ سے برتری اور مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔

(۳) گداگری سے بظاہر فرد کی دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن اس طرح اس کی خودداری اور وقار کو ٹھیس لگتی ہے اور وہ لوگوں کی نگاہوں سے گر جاتا ہے۔

سادہ زندگی

(۱۵۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَتَّخِذُ وا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِى الدُّنْيَا۔ (الترمذی، مشکوٰۃ۔ کتاب الرقاق)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جائدادیں اور جاگیریں نہ بناؤ کہ پھر دنیا ہی کے ہو کے رہ جاؤ۔

دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز حدود میں رہتے ہوئے مکان بنانا، زمینیں رکھنا گناہ نہیں ہے، یہاں اس معاملے میں اُس افراط سے روکا گیا ہے، جس کی وجہ سے انسان

کے پیش نظر صرف زیستن برائے خوردن ہی نظریہ رہ جاتا ہے اور وہ اپنے اصل مقصد زندگی کو فراموش کر بیٹھتا ہے۔

(۱۵۶) عَنْ عَبْدِ الرُّوْمِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ طَلْقٍ، فَقُلْتُ مَا اَقْصَرَ سَقْفَ بُيَيْتِكَ هٰذَا، قَالَتْ: يَابُنَيَّ! اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اَنْ لَاتُطِيْلُوْا بِنَائَكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْ شَرِّ اَيَّامِكُمْ۔ (الادب المفرد)

ترجمہ: عبدرومیؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں اُمِ طلق کے پاس گیا، میں نے کہا کہ آپ کے مکان کی چھت کیا ہی چھوٹی ہے۔ اُمِ طلق نے جواب دیا۔ پیارے بچے! امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب نے اپنے عُمّال کو لکھا تھا، اپنی عمارتیں طول طویل (بلند) نہ بناؤ کیونکہ (یہ طرزِ عمل) بدترین زمانہ (کی نشانی) ہے۔

(۱۵۷) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ: کتاب اللباس)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بلاشبہ سادگی ایمان کی نشانی ہے۔ بلاشبہ سادگی ایمان کی نشانی ہے۔

تشریح: بذاذۃ سے مراد یہاں ایسی زندگی ہے جس میں تکلّف اور تصنع کی ملاوٹ نہ ہو۔ خوش پوشی اور زینت پسندی سے اسلام روکتا نہیں ہے۔ لیکن اگر یہی ذوق حد سے تجاوز کر جائے تو انسان اسراف، فضول خرچی اور فخر ونمایش میں اپنی ساری دولت کھپا دیتا ہے۔ اس بنا پر اسلام تنعّم (عیش پسندی) اور رہبانیت (ترک دنیا) کے درمیان ایک بیچ کی راہ اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس چیز کو اس روایت میں لفظ ''بذاذہ'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۱۵۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَااسْتَكْبَرَ مَنْ اَكَلَ مَعَهٗ خَادِمُهٗ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالْاَسْوَاقِ وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا شخص کبر وغرور سے پاک ہے جس کا خادم اس کے ساتھ ہی شریک طعام ہوتا ہے۔ بازار میں گدھے کی سواری بھی کر لیتا ہے۔ بکری پال کر اسے دُودھ بھی لیتا ہے۔

(۱۵۹) عَنْ جَدَّةِ صَالِحٍ قَالَتْ رَأَيْتُ عَلِيًّا اشْتَرَىٰ تَمراً بِدِرْهَمٍ فَحَمَلَهُ ، فِي مِلْحَفَةٍ ، فَقَالَتْ لَهُ اَوْ قَالَ لَهُ اَحَدٌ اَحْمِلُ عَنْكَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَ لَا اَبُو الْعِيَالِ اَحَقُّ اَنْ يَّحْمِلَ۔ (الادب المفرد۔ باب الكبر)

ترجمہ: صالح کی دادی روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ نے ایک درہم میں چھوہارے خریدے اور چادر میں رکھ کر انھیں اٹھایا، میں نے یا کسی دوسرے شخص نے ان سے کہا اے امیر المومنین! یہ بوجھ میں اٹھالیتا ہوں، حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں! بچوں کا باپ بوجھ اٹھانے کے لیے زیادہ موزوں ہے۔

(۱۶۰) عَنْ عَمْرَةَ قِيلَ لِعَائِشَةَ مَاذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ فِي بَيْتِهٖ، قَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَغْلِي ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ۔ (الادب المفرد۔ باب ما يعمل الرجل في بيته)

ترجمہ: عمرہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ آں حضور ﷺ کے گھر میں کیا کیا مشاغل تھے؟ انھوں نے کہا، آپؐ انسانوں میں سے ایک انسان تھے، کپڑوں میں سے جوئیں نکال لیا کرتے تھے اور بکری کا دودھ دُوہ لیا کرتے تھے۔

(۱۶۱) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : لَمَّا بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ اِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ، فَاِنَّ عِبَادَاللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ۔ (احمد، مشکوۃ۔ باب فضل الفقراء)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا (اے معاذ) دیکھنا عیش پسندانہ زندگی سے بچنا۔ اس لیے کہ اللہ کے بندے عیش پسندانہ زندگی نہیں گزارتے۔

تشریح: تجمل (صفائی، پاکیزگی، اور خوش پوشاکی کا اہتمام) اور تنعم (مسرفانہ اور عیش پسندانہ زندگی) دونوں میں فرق ہے۔ تجمل خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ جب آپؐ نیا لباس زیب تن فرماتے تو آپؐ کی دعا میں یہ الفاظ بھی ہوتے اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِي حَيَاتِي دوسری روایت میں ہے وَكَانَ يَتَجَمَّلُ لِلْوُفُوْدِ ۔ آپؐ مہمانوں کے لیے خوش وضع لباس پہنتے۔

لیکن تجمل میں غلو کیا جائے تو تنعم (عیاشانہ زندگی) کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ اگر تجمل میں تفریط (کمی) کی جائے تو راہبانہ زندگی کا سراسامنے آجاتا ہے۔ باقی رہا افراط وتفریط کی

ان دونوں سرحدوں کا تعین تو اس کو شریعت نے مومن کے اپنے زندہ اور صاحب بصیرت ضمیر پر چھوڑا ہے۔ (اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ) یہ ارشاد اسی قسم کے مواقع کے لیے ہے۔

(۱۶۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَالَمْ يُخَالِطْ اِسْرَافٌ وَلَا مَخِيْلَةٌ۔

(نسائی، مشکوٰۃ۔ کتاب اللباس)

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب اور شعیب عمرو کے دادا محمد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ پیو، پہنو اور صدقہ دو۔ جب تک کہ تکبر اور اسراف کی آمیزش نہ ہو۔

میانہ روی

(۱۶۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلسَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَةُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْأً مِّنَ النُّبُوَّةِ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: عبداللہ بن سرجس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن سیرت (نیک چال چلن) بردباری اور میانہ روی نبوت کے اجزاء میں سے چوبیسواں حصہ ہے۔

تشریح: (۱) یعنی یہ خصائل انبیاء کرام کی سیرت میں نمایاں مقام رکھتے ہیں جو شخص جس قدر ان کو اپنائے گا اسی لحاظ سے وہ انبیاء کرام کی پیروی میں کمال حاصل کرے گا۔

(۲) اقتصاد (میانہ روی) کی صورت یہ ہے کہ زندگی کے معاملات میں افراط وتفریط کے بجائے اعتدال کو اپنایا جائے، مثلاً اسراف اور بخل یہ دونوں افراط وتفریط کے پہلو ہیں۔ ان کے درمیان جود وسخاوت کا طریقہ اختیار کرنا معتدل طرز عمل ہے۔ شریعت نے زندگی کے ہر معاملہ میں اسے ملحوظ رکھا ہے۔

(۱۶۴) عَنْ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا۔ (مسلم، مشکوٰۃ۔ باب الخطبۃ)

ترجمہ: حضرت عمار ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں طوالت

اور خطبہ میں اختصار انسان کے فقیہہ (باسمجھ) ہونے کی نشانی ہے۔ نماز لمبی کرو، اور خطبہ میں کم سے کم وقت لگاؤ۔ بلاشبہ بعض خطبے جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔

مستقل مزاجی

(۱۶۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَى اللّٰهِ مَادَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ باب القصد فی العمل)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین کے کاموں میں سے پسندیدہ کام وہ ہے جس پر کام کرنے والا پابندی کرے اور مستقل مزاجی دکھائے۔

تشریح: استقلال کے ساتھ اگر تھوڑا سا بھی کام کیا جائے تو وہ نتائج کے لحاظ سے اس سے کہیں بہتر ہے کہ انسان وقتی جوش کے ماتحت کچھ ہنگامی کام کر ڈالے اور پھر طویل عرصے کے لیے خاموش ہو کر رہ جائے۔

(۱۶۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ الَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ الَّيْلِ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ باب التحریض علی قیام اللیل)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جاؤ۔ وہ رات کو تہجد کے لیے اٹھتا تھا پھر اس نے یہ عمل چھوڑ دیا۔

تشریح: فرائض و واجبات کی ادائی میں تو پابندی ناگزیر ہے ہی نوافل میں بھی اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

(۱۶۷) عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِذَا سَبَّبَ اللّٰهُ لِاَحَدِكُمْ رِزْقًا مِنْ وَجْهٍ فَلَا يَدَعْهُ حَتّٰى يَتَغَيَّرَ لَهٗ اَوْ يَتَنَكَّرَ لَهٗ۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ۔ باب الکسب)

ترجمہ: نافعؒ سے روایت ہے وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایک کے لیے روزی کی کوئی راہ نکال دے تو اسے نہ چھوڑے، یہاں تک کہ اس (سلسلہ میں) کوئی (نقصان دہ) تبدیلی یا تغیّر پیدا نہ ہو جائے۔

پس منظر: اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ نافع تجارت کے لیے شام اور مصر سامان بھیجا کرتے تھے۔ اس کے بعد بلا وجہ انھوں نے عراق کا رخ اختیار کرلیا، اس تبدیلی پر حضرت عائشہؓ نے ان کو ٹوکا اور مذکورہ بالا فرمان نبویؐ ان کو سنایا۔ اس حدیث سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ نہ صرف عبادات، بلکہ معاملات میں بھی ایک مومن کو مستقل مزاج ہونا چاہیے، تلوّن اور بار بار رائے کا بدلنا ان کو زیب نہیں دیتا۔

(۱٦۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِسْتِمَامُ الْمَعْرُوْفِ اَفْضَلُ مِنِ ابْتِدَائِهٖ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احسان کی تکمیل اس کو شروع کرنے سے بہتر ہے۔

تشریح: کسی کے ساتھ احسان وسلوک کیا جائے تو اسے تکمیل تک پہنچانا چاہیے، ورنہ ادھورا حسن سلوک اچھے اخلاق میں شمار نہیں ہوسکتا، بلکہ اس سے عام طور پر الٹی شکایت پیدا ہوجاتی ہے اور تھوڑے بہت کیے کرائے پر بھی پانی پھر جاتا ہے۔

فیاضی

(۱٦۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ مَا رَأَيْتُ امْرَأَتَيْنِ اَجْوَدَيْنِ مِنْ عَائِشَةَ وَاَسْمَاءَ وَجُوْدُهُمَا مُخْتَلِفٌ، اَمَّا عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَجْمَعُ الشَّيْءَ اِلَى الشَّيْءِ حَتّٰى اِذَا كَانَ اجْتَمَعَ عِنْدَهَا قَسَّمَتْ، وَاَمَّا اَسْمَآءُ فَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا لِغَدٍ۔

(الادب المفرد۔ باب سخاوت النفس)

ترجمہ: عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور اسماءؓ[1] سے بڑھ کر فیاض عورتیں نہیں دیکھیں، لیکن دونوں کی فیاضی کا رنگ مختلف تھا۔ حضرت عائشہؓ کا یہ حال تھا کہ وہ (اپنی آمدنی کی رقم) جمع کرتی رہتی تھیں، جب اچھی خاصی رقم جمع ہوجاتی تو مستحقین میں تقسیم کردیا کرتی تھیں، لیکن حضرت اسماءؓ کا طریقہ اس کے برعکس تھا، وہ کل کے انتظار میں کوئی چیز رکھتی ہی نہ تھیں، جو آیا اسی وقت تقسیم کردیا۔

---

[1] حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت اسماءؓ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ کی حقیقی بہن ہیں۔

امانت و دیانت

(۱۷۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَرْبَعٌ اِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَافَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا حِفْظُ اَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِيْثٍ، وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ۔ (احمد، مشکوٰۃ۔ کتاب الرقاق)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں تمہیں میسر ہوں تو دنیا کی کسی چیز سے محرومی تمہارے لیے نقصان دہ نہیں ہے۔ (۱) امانت کی حفاظت (۲) راست گفتاری (۳) خوش خلقی (۴) روزی میں پاکیزگی۔

(۱۷۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ باب الشرکۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ آں حضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جو تمہارے پاس امانت رکھے اسے اس کی امانت ادا کردو اور جو تم سے خیانت کرے تو تم اس سے خیانت نہ کرو۔

(٦)

رذائلِ اخلاق

خودپسندی

(۱۷۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ثَلٰثٌ مُنْجِیَاتٌ وَثَلٰثٌ مُهْلِکَاتٌ، فَتَقْوَی اللّٰهِ فِی السِّرِّوَالْعَلَانِیَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِی الرِّضَاوَالسَّخَطِ والْقَصْدُ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنَا وَاَمَّا الْمُهْلِکَاتُ فَهَوًی مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِیَ اَشَدُّ هُنَّ۔ (البیہقی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین باتیں نجات دینے والی ہیں اور تین باتیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔ نجات دینے والی تین باتیں یہ ہیں (۱) کھلے اور چھپے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا۔ (۲) خوشی اور ناخوشی (ہرصورت) میں حق بات کہنا۔ (۳) ناداری ہو یا خوشحالی (ہرحالت میں) اعتدال اور میانہ روی کی راہ چلنا۔ ہلاکت میں ڈالنے والی تین باتیں یہ ہیں (۱) ایسی خواہش جس کا انسان تابع اور غلام بن کر رہ جائے (۲) ایسی حرص جسے مقتدا اور پیشوا مان لیا جائے (۳) خودپسندی، فرمایا یہ بیماری تینوں میں زیادہ خطرناک ہے۔

تشریح: انسان کا اپنے علم، دولت، جسمانی توانائی یا زہد وتقویٰ پر اترانا ایک ایسا اخلاقی مرض ہے کہ جس میں مبتلا ہوکر انسان اس طرح خودفریبی میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ نہ تو وہ اپنی غلطی پر متنبہ ہوتا ہے اور نہ اس میں حق کی طلب کے لیے کوئی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

خودپسندی کی روک تھام

(۱۷۳) عَنِ الْمِقْدَادِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا رَاَیْتُمُ الْمَدَّا حِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: مقدادؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مدح سرائی کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں خاک جھونک دو۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ اس مدح سرائی اور چاپلوسی سے ان کا جو مقصد ہے اس میں ان کو ناکام بنادو۔

خود پسندی سے احتراز

(۱۷۴) عَنْ عَدِيٍّ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اِذَازُكِّيَ، قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْلِيْ مَالَا يَعْلَمُوْنَ۔

(الادب المفرد۔ باب ما یقول الرجل اذا زکی)

ترجمہ: عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے جب کسی کی منہ درمنہ تعریف کی جاتی تو وہ کہہ دیتے اے خدا! جو یہ لوگ کہتے ہیں اس پر میری گرفت نہ کرنا، اور جو (میری کمزوریاں) یہ جانتے نہیں ہیں ان کو معاف فرمانا۔

تشریح: انسان اپنی مدح سرائی سن کر عام طور پر غرور اور خود پسندی میں مبتلا ہو جاتا ہے اس لیے صحابہؓ کرامؓ ایسے موقع پر اس شر سے بچنے کے لیے خدا کے حضور دست بہ دعا ہو جاتے تھے۔

ایک طرف تو مدح سرائی کے مواخذہ سے بچنے کی دعا ہوتی اور دوسری طرف اس اندیشے سے کہ کہیں تعریف سننے سے نفس موٹا نہ ہونے پائے اپنی خامیوں اور کمزوریوں کو یاد کرتے ہوئے خدا کے سامنے معافی کے طالب ہوتے۔

شہرت پسندی

(۱۷۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ لَّبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ ثَوْبَ مَذِلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ کتاب اللباس)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے شہرت اور نمائش کا لباس زیب تن کیا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔

تشریح: شہرت اور نمائش کا لباس دو قسم کا ہو سکتا ہے۔

(۱) رئیسوں اور مالداروں کا زرق برق بھڑکیلا لباس پہنا جائے تا کہ اس طریقے سے عوام کے دلوں پر اپنی وجاہت اور سرداری کا سکہ جمایا جا سکے۔

(۲) مذہبی پیشواؤں یا راہبوں، سنیاسیوں اور تارک الدنیا درویشوں جیسا لباس پہن کر دینی تقدس اور روحانی پاکبازی باور کرانے کی کوشش کی جائے۔

ایک اسلامی معاشرہ میں نہ مالداروں کے لیے مخصوص لباس ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا مذہبی طبقہ ہی گوارا کیا جا سکتا ہے جو خاص قسم کی پوشاک کے ذریعہ اپنے روحانی تقدس کا اظہار کر سکے۔

تکبّر

(۱۷۶) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَ نَعْلُهٗ حَسَنًا، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَّيُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسا شخص داخل نہ ہو سکے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور و تکبر ہوگا، ایک آدمی نے دریافت کیا، انسان پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کے جوتے اچھے ہوں، آپؐ نے فرمایا، اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند رکھتا ہے۔ تکبر، (حق کے مقابلے میں) اترانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔

تشریح: جائز حدود میں رہتے ہوئے اگر کوئی شخص اپنی حیثیت کے مطابق لباس اور رہائش میں زیب و زینت اختیار کرتا ہے تو اس سے اس پر کبر و نخوت کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ کبر و نخوت تو یہ ہے کہ انسان دنیاوی لذتوں اور آسائشوں میں اس طرح ہو کہ نہ اللہ کے حقوق ادا ہو سکیں اور نہ بندوں کے حقوق کی پرواہ رہے۔

خست نفس

(۱۷۷) عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ، فَقَالَ لِيْ: اَلَكَ مَالٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ اَيِّ الْمَالِ؟ قُلْتُ: مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ، قَالَ: فَاِذَا اٰتَاكَ مَالًا فَلْيُرَ اَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ كَرَامَتُهٗ۔ (النسائی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: ابوالاحوصؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرا لباس بہت ہی معمولی تھا، آپؐ نے مجھ سے فرمایا، تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے جواب دیا، جی ہاں، آپؐ نے فرمایا، کس قسم کا مال؟ میں نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال سے نوازا ہے، اونٹ، گائے، بھیڑ، گھوڑے اور غلام، سب ہی کچھ میرے پاس موجود ہے، اس پر آپؐ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال و دولت سے نوازا ہے تو اس کی نعمت و کرم فرمائی کا نشان بھی تو بظاہر کچھ نظر آنا چاہیے۔

تشریح: اس حدیث میں خستِ نفس سے روکنا مقصود ہے، یہی خستِ نفس (سفلے پن کی ذہنیت) کفرانِ نعمت کا باعث بنتی ہے۔

لیکن اس اظہارِ نعمت میں اتنا غلو بھی نہ ہو کہ فخر و نمائش اور اسراف و تبذیر کی شکل پیدا ہو جائے۔

تنگ ظرفی

(۱۷۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِیْ قَيْئِهٖ لَيْسَ لَهَا مَثَلُ السَّوْءِ۔ (البخاری، مشکوٰۃ: باب العطایا)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عطیہ دے کر واپس لینے والے کی مثال اس کتے کی سی ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ اس بارے میں اس سے بدتر مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔

خود غرضی

(۱۷۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ مَا فِیْ اِنَائِهَا وَلِتَنْكِحَ فَاِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت اپنی مسلمان بہن (سوکن) کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے، تاکہ اس طرح جو کچھ اس کے برتن میں ہے اسے انڈیل دے، اسے چاہیے کہ نکاح کر لے، اسے وہی کچھ ملے گا جو اس کے مقدر میں ہے۔

تشریح: اگر کوئی شخص عقدِ ثانی کا ارادہ رکھتا ہے، تو دوسری (بننے والی) بیوی کا یہ مطالبہ نہیں ہونا چاہیے کہ پہلے سابقہ بیوی کو طلاق دے پھر مجھ سے نکاح رچائے۔

اس مطالبے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ اسے مل رہا ہے، وہ اس کے بجائے مجھے ملے۔ اس قسم کی گندی اور خودغرضانہ ذہنیت اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔

بخل اور تنگ دلی

(۱۸۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِىْ يَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهٖ۔ (البیہقی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آں حضور ﷺ نے فرمایا: مومن وہ نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھائے حالانکہ پڑوس میں اس کا ہمسایہ بھوکا تڑپ رہا ہے۔

بے غیرتی اور سفلہ پن

(۱۸۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ دُعِىَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيْرًا۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی تو اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی اور جو بن بلائے کسی دعوت میں پہنچ گیا تو وہ (درحقیقت) چور بن کر داخل ہوا، اور ڈاکو بن کر (وہاں سے) نکلا۔

تشریح: یعنی (۱) باہمی اسلامی رشتۂ اخوت کو برقرار رکھنے، بلکہ ترقی دینے کے لیے ضروری ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ تحفہ دیا جائے، دعوت وضیافت کا اہتمام کیا جائے۔ اب جو شخص مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے بلانے پر بھی اس کی دعوت قبول نہیں کرتا، تو وہ دراصل اس رشتۂ اخوت کو کاٹتا ہے جسے اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔

(۲) لیکن بن بلائے کسی کے ہاں پہنچ جانا تو خست نفس اور کمینہ پن کی علامت ہے۔ ہاں اگر بہت ہی زیادہ بے تکلفانہ مراسم ہیں تو پھر اس قسم کی آمد و رفت میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص شرعی عذر کی بنا پر کسی مسلمان بھائی کی دعوت قبول نہیں کرتا تو وہ اس وعید کا مستحق نہ ہوگا جو حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

حرص

(۱۸۲) عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ عَوۡفٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: فَوَاللّٰهِ لَا الۡفَقۡرَ اَخۡشٰی عَلَیۡکُمۡ وَلٰکِنۡ اَخۡشٰی عَلَیۡکُمۡ اَنۡ تُبۡسَطَ عَلَیۡکُمُ الدُّنۡیَا کَمَآ بُسِطَتۡ عَلٰی مَنۡ کَانَ قَبۡلَکُمۡ فَتَنَافَسُوۡهَا کَمَآ تَنَافَسُوۡهَا وَتُهۡلِکُکُمۡ کَمَا اَهۡلَکَتۡهُمۡ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ۔ کتاب الرقاق)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تم پر فقر و ناداری کا زیادہ اندیشہ نہیں ہے، بلکہ مجھے اندیشہ اس بات کا ہے کہ تم پر دنیاوی مال و متاع کے دروازے کھول دیے جائیں جس طرح کہ تم سے پہلوں پر کھول دیے گئے تھے، پھر تمہیں دنیا کی اس طرح چاٹ لگ جائے جس طرح کہ تم سے پہلوں کو لگی تھی (نتیجہ یہ نکلے) کہ دنیا تمہیں اس طرح تہس نہس کر کے رکھ دے جس طرح اس نے اگلوں کو برباد کیا۔

توضیح: اس بارے میں بھی اسلام میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔ نہ تو راہبوں اور سنیاسیوں کی مانند دنیا کی نعمتوں اور راحتوں سے کنارہ کش ہو جانا چاہیے اور نہ اتنا انہماک ہو کہ زندگی کا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے۔

اس روایت میں دولت کی بہتات کو فقر و فاقہ کی حالت سے زیادہ خطرناک قرار دیا گیا ہے، فقر و فاقہ کے غلط اثرات نسبتاً محدود ہوتے ہیں، ان کی وجہ سے وہ فاسقانہ اور مفسدانہ نظام نہیں پنپ سکتا جو دولت کی بہتات کی شکل میں پروان چڑھتا ہے، اور تہذیب و اخلاق کی تمام بنیادوں کو بیخ و بُن سے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔

تصنّع اور نقّالی

(۱۸۳) عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍؓ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَعَنَ اللّٰهُ الۡمُتَشَبِّهِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالۡمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔ (البخاری، مشکوٰۃ۔ باب الترجل)

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے مردوں پر لعنت برساتا ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور ایسی عورتوں پر لعنت کرتا ہے جو مردوں کا روپ دھارنا چاہتی ہیں۔

تشریح: یہاں جزوی اور عام معاملات میں تشبّہ کو ممنوع نہیں قرار دیا جا رہا ہے، بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ مرد یا عورتیں اپنا حلیہ اس طرح نہ بگاڑیں کہ اُن کے درمیان بظاہر امتیاز نہ کیا جا سکے۔

گفتگو میں تصنّع اور بناوٹ

(۱۸۴) عَنْ اَبِی ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ : قَالَ اِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبَکُمْ مِنِّی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا، وَاِنَّ اَبْغَضَکُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَ کُمْ مِنِّی مَسَاوِیُکُمْ اَخْلَاقًا، اَلثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَیْهِقُوْنَ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوثعلبہ خشنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب تم میں سے وہ ہوں گے جو اخلاق میں بہتر ہیں، اور مجھ سے زیادہ دور اور زیادہ ناپسندیدہ وہ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق میں بُرے ہیں۔ جن کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے، جو منہ پھلا پھلا کر تکلّف سے باتیں بناتے ہیں۔

تشریح: بداخلاق لوگوں کی جہاں اور بہت سی نشانیاں ہیں وہاں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ باتیں بنانے میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ اپنی چرب زبانی سے جھوٹ کو سچ بنا دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے۔

جھوٹا تکلّف

(۱۸۵) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ زَفَفْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بَعْضَ نِسَائِہٖ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَیْہِ اَخْرَجَ عُسًّا مِّنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ مِنْہُ ثُمَّ نَاوَلَہٗ اِمْرَأَتَہٗ فَقَالَتْ لَا اَشْتَھِیْہِ فَقَالَ لَا تَجْمَعِیْ جُوْعًا وَکِذْبًا۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت عمیسؓ کہتی ہیں کہ ہم نے ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کو دلہن بنا کر آپؐ کے پاس بھیجا، جب ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے دودھ کا پیالہ نکالا، پہلے آپؐ نے خود نوش فرمایا، پھر آپؐ نے اپنی دلہن کو پیش کیا، اس نے کہا مجھے خواہش نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا، بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔

تشریح: عام طور پر یہ بھی ایک فیشن ہو گیا ہے کہ جب کسی عزیز یا دوست کی طرف سے کھانے پینے کی کوئی چیز پیش کی جاتی ہے تو بھوک اور خواہش کے باوجود محض تکلّف کے طور پر یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا جاتا ہے کہ اس وقت بھوک نہیں ہے۔ مذکورہ بالا روایت میں اسی قسم کے پر تکلّف جھوٹ سے روکا گیا ہے۔

فضول مشاغل میں انہماک

(۱۸۶) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَ كُمْ يَضَعُ اِحْدىٰ رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرىٰ ثُمَّ يَتَغَنّٰى وَيَدَعُ اَنْ يَقْرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ کر گانے میں مشغول ہو جائے اور سورۂ بقرہ پڑھنے سے گریز کرے۔

تشریح: یعنی موسیقی اور گانا بجانا شیطانی کام ہے۔ اگر کسی کو کچھ پڑھنا ہی ہے تو قرآن جیسی کتاب میں کیوں نہ وقت صرف کرے۔ اس حدیث میں سورۂ بقرہ کا ذکر خاص طور پر بظاہر اس لیے کیا گیا ہے، کہ گانے بجانے سے نفاق کی آلائش انسان میں پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ گانا نفاق پیدا کرتا ہے اور سورۂ بقرہ میں پوری تفصیل کے ساتھ نفاق کی مذمت اور اس کا علاج بیان ہوا ہے۔

اسراف و تکلّف

(۱۸۷) عَنْ جَابِرٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِاِمْرَأَتِهٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطٰنِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ کتاب اللباس)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (گھر میں) بستر ایک مرد (صاحب خانہ) کے لیے ہوتا ہے، ایک بستر اس کی بیوی کے لیے ہوتا ہے اور تیسرا مہمان کے لیے، اور چوتھا شیطان کے لیے۔

تشریح: ایک مسلمان کے گھر میں فرنیچر، سامان بقدر ضرورت ہونا چاہیے۔ تکلّف اور ٹھاٹ باٹ کی غرض سے فرنیچر اور گھر کے سامان کی بہتات شیطانی طرز عمل ہے جو خدا کو انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

اس روایت میں بستروں کی متعین تعداد پر زور دینا مقصود نہیں ہے بلکہ اس ذہنیت پر ضرب لگانا مطلوب ہے جس سے عیش پسندانہ اور مسرفانہ زندگی وجود میں آتی ہے۔

(۱۸۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ

يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ يَا سَعُدُ، قَالَ اَفِي الْوُضُوْءِ سَرَفٌ قَالَ نَعَمْ وَاِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ۔ (احمد مشکوٰۃ باب سنن الوضوء)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) سعدؓ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کررہے تھے، آپؐ نے فرمایا، اے سعد! یہ کیا فضول خرچی کررہے ہو؟ سعدؓ نے کہا کیا وضو میں بھی فضول خرچی ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، خواہ تم بہتے دریا کے کنارے کیوں نہ بیٹھے ہو۔

تشریح: اس قسم کے اندازِ بیان سے مسرفانہ ذہنیت پر بند باندھنا مقصود ہے بعض حالات میں اسراف مضر اثرات نہ بھی رکھتا ہو تب بھی اس قسم کے عمل سے پرہیز ہی کرنا چاہیے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ اسراف کی یہ عادت دوسرے مواقع پر دنیا و آخرت میں خسارے کا باعث بنے۔

پھر یہاں یہ پہلو بھی واضح رہے کہ اسراف نہ صرف یہ کہ دنیاوی معاملات میں ممنوع ہے، بلکہ عبادات کی ادائی میں بھی ایسا کرنا معصیت ہے۔

(۱۸۹) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا۔ (مشکوٰۃ۔کتاب اللباس)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص کو نظر (رحمت) سے نہ دیکھے گا جو اپنا ازار (تہ بند، لنگی) متکبرانہ انداز میں زمین پر لٹکاتے ہوئے چلتا ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کو فخر و نمائش اور کبر و غرور قطعاً ناپسند ہے۔ اسی لیے اسلام میں ان تمام اعمال و حرکات پر پابندی لگادی گئی ہے جو کبر و غرور کے اظہار کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

اسراف و تعیّش

(۱۹۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ شَرِبَ فِي اِنَاءِ ذَهَبٍ اَوْفِضَّةٍ اَوْاِنَاءٍ فِيْهِ شَيْئٌ مِنْ ذٰلِكَ، فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ۔ (الدارقطنی، مشکوٰۃ۔باب الاشربہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سونے چاندی کے برتن میں یا ایسے برتن میں جس میں ان دونوں میں سے کسی کی ملاوٹ ہو، پانی پیا تو وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں جہنم کے انگارے ڈال رہا ہے۔

توضیح: منشا یہ ہے کہ اسلام عجمی تکلفات اور سرمایہ دارانہ مظاہر سے مسلم سوسائٹی کو پاک رکھنا چاہتا ہے۔

حدیث میں صرف پینے کا ذکر ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے کھانے پینے اور برتنے کی وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن سے امیرانہ ٹھاٹ باٹ کا مظاہرہ ہو۔

مایوسی اور پست ہمتی

(۱۹۱) عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُ كُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهُ ، فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَا عِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مَاكَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّیْ ۔ (بخاری، مشکوٰۃ: باب تمنی الموت)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دکھ تکلیف کے پہنچنے پر تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے (ہاں) اگر بہت ہی ناگزیر صورت حال پیش آجائے تو اسے یہ کہنا چاہیے۔ اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہو، اور مجھے وفات دے جب کہ موت میرے لیے بہتر ہو۔

توضیح: اسلام میں خودکشی تو کجا موت کی تمنا کرنا بھی جائز نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں میں سے زندگی بھی ایک بڑی نعمت ہے، اب اس نعمت کے ختم ہونے اور چھن جانے کی آرزو کرنا درحقیقت کفرانِ نعمت (نعمت کی ناقدری) کے ہم معنی ہے۔ اس لیے اس کا معصیت ہونا ظاہر ہے۔

وہمی مزاج

(۱۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا وَجَدَ اَحَدُ كُمْ فِیْ بَطْنِهٖ شَيْئًا فَاَشْكَلَ عَلَيْهِ اَخَرَجَ مِنْهُ شَیْءٌ اَمْ لَا ، فَلَا يَخْرُ جَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا۔ (مسلم، مشکوٰۃ: باب مایوجب الوضو)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے پیٹ میں کچھ (گڑبڑ) محسوس کرے اور معاملہ مشتبہ ہو جائے کہ آیا ریح (ہوا) خارج ہوئی ہے یا نہیں تو مسجد (نماز کی جگہ) سے نہ نکلے تاوقتیکہ آواز سنے یا بو محسوس کرے۔

یعنی محض شک اور وہم کی بنا پر نماز توڑنا جائز نہیں جب تک کہ یقینی صورت پیدا نہ ہو جائے۔

(۷)

پاکیزہ زندگی

فہم و دانائی

(۱۹۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَاالْقَاسِمِ ﷺ یَقُوْلُ: خَیْرُ کُمْ اِسْلَامًا اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا اِذَا فَقِهُوْا۔ (الادب المفرد: باب حسن الخلق اذا فقهوا)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تم میں سے اسلام میں بہتر وہ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں جب کہ وہ (دین میں) سمجھ رکھتے ہوں۔

(۱۹۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّؓ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوةِ وَیَقُوْلُ: اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ لِیَلِنِیْ مِنْکُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْ نَهُمْ۔ (مسلم، مشکوٰۃ: باب الامامۃ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت (صفیں سیدھی) کرنے کے لیے ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے برابر ہو جاؤ (صف بندی میں) انتشار و اختلاف نہ پیدا کرو، ورنہ تمہارے دلوں میں بھی پھوٹ پڑ جائے گی۔ تم میں سے جو عقل و فہم والے ہیں وہ مجھ سے قریب ہیں، پھر جو ان سے قریب ہیں، پھر جو ان سے قریب ہیں۔

یعنی عقل و فہم اور دینی شعور کے لحاظ سے جو لوگ ممتاز ہوں ان کو نماز میں امام سے قریب ہونا چاہیے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ لوگوں کی صف بندی کی جائے۔

(۱۹۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ الرَّجُلَ لَیَکُوْنُ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّکٰوةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَتّٰی ذَکَرَ سِهَامَ الْخَیْرِ کُلَّهَا وَمَا یُجْزٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِهٖ۔ (مشکوٰۃ: باب الحذر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وعمرہ اور دوسری تمام نیکیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: انسان یہ سب کچھ کرتا ہے، مگر قیامت کے دن عقل وفہم کے مطابق ہی اسے بدلہ ملے گا۔

تشریح: انسان جس قدر شعور اور عقل وفہم کے ساتھ مراسم عبادت ادا کرے گا، اسی قدر وہ عبادت کے اصل مقصد سے باخبر رہے گا اُسے وہ لذت حاصل ہوگی جو اللہ کے نیک بندوں کو اس موقع پر فی الواقع فرحت ومسرت سے ہم کنار کر دیتی ہے۔

اس مضمون کی تائید ذیل کی آیت سے ہوتی ہے:

"اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا۔"

یعنی رحمٰن کے بندے وہ ہیں کہ جب ان کو رب کی آیتوں کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے تو وہ اندھے بہرے ہو کر نہیں گرتے، یعنی عقل وفہم سے کام لیتے ہیں اور سوچے سمجھے بغیر محض تقلیدی خوش اعتقادی کی بنا پر کسی حکم کی پیروی نہیں کرتے۔

عقل وتجربہ

(۱۹۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَیْنِ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔

تشریح: مومن اتنا ہوشیار اور چوکنا رہتا ہے کہ اگر کبھی ایک بار دھوکا کھا بھی جاتا ہے تو دوبارہ کسی فریب میں نہیں آتا۔

لیکن چونکہ وہ خدا کے خوف سے صرف حلال کمائی پر خواہ وہ کتنی قلیل مقدار میں کیوں نہ ہو قناعت کرتا ہے اور اس کے مقابلے میں حرام مال کا انبار بھی لگا ہو تو اس کی نگاہ نہیں اٹھتی، دنیا

دارا سے بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اسی بنا پر بعض روایات میں مومن کو "غِرٌّ کَرِیْمٌ" (شریف سادہ لوح) اور منافق کو "خِبٌّ لَئِیْمٌ" (دھوکے باز کمینہ) کہا گیا ہے اور یہی معنی ہیں اس روایت کے جس میں آتا ہے "اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّةِ بُلْهٌ"۔ (بلاشبہ جنت والے سادہ لوح ہوتے ہیں)

(۱۹۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا حَلِیْمَ اِلَّا ذُوْ عُثْرَةٍ وَلَا حَلِیْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ۔ (احمد، مشکوٰۃ باب الحذر)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صاحب حلم (بردبار) وہی ہے جسے لغزشوں سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ اور حکیم و دانا وہی ہے جو تجربہ بھی رکھتا ہے۔

طہارت ونظافت

(۱۹۸) عَنْ اَبِیْ مَالِكِ نِ الْاَشْعَرِیِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب الطہارۃ)

ترجمہ: ابومالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طہارت و پاکیزگی ایمان کا نصف حصہ ہے۔

تشریح: اسلام صرف روحانی اور اخلاقی طہارت و پاکیزگی ہی کی تعلیم نہیں دیتا، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس نے ظاہری صفائی، پاکیزگی اور سلیقہ شعاری کی بھی تاکید کی ہے۔

اس بنا پر اس روایت میں ظاہری طہارت و پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔

(۱۹۹) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ کَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْیُمْنٰی لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَکَانَتْ یَدُهُ الْیُسْرٰی لِخَلَائِهٖ وَمَا کَانَ مِنْ اَذًی۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دایاں ہاتھ وضو اور کھانے پینے کے لیے استعمال فرماتے اور بائیں ہاتھ سے استنجا جیسے کاموں کو انجام دیتے۔

تشریح: مَاکَانَ مِنْ اَذًی کا مطلب یہ ہے کہ ناک کا فضلہ اور اس قسم کے دوسرے مواقع پر آپؐ بائیں ہاتھ سے کام لیتے تھے اور اس کے برعکس پاکیزہ امور دائیں ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔

(۲۰۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ مُسْتَحَمِّہٖ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْہِ اَوْیَتَوَ ضَّأُ فِیْہِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ ایک شخص غسل خانے میں پیشاب بھی کرے اور پھر وہیں غسل اور وضو میں مشغول ہو جائے۔

تشریح: یعنی پیشاب کے لیے الگ جگہ ہونی چاہیے اور غسل کے لیے الگ ورنہ اس بارے میں اگر بے احتیاطی برتی جائے تو طہارت و پاکیزگی کا معاملہ مشتبہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

(۲۰۱) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ فَاَرَادَ اَنْ یَّبُوْلَ فَاَتٰی دَمِثًا فِیْ اَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّبُوْلَ فَلْیَرْتَدْ لِبَوْلِہٖ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء)

ترجمہ: ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپؐ کو پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی، آپؐ ایک دیوار کی جڑ میں نرم جگہ پر پہنچے اور اپنی ضرورت پوری کی۔ پھر آپؐ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو نرم جگہ تلاش کر لے۔

(۲۰۲) عَنْ عُمَرَؓ قَالَ رَاٰنِیَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَنَا اَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ : یَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔ اس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر کبھی بھی پیشاب نہیں کیا۔

تشریح: کسی عذر یا مجبوری کی بنا پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکتا ہے، ویسے عام حالات میں مذکورہ بالا حکم کی پابندی لازمی ہے۔

(۲۰۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِلِوَلَدِہٖ اُعَلِّمُکُمْ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا وَاَمَرَ بِثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ وَّنَھٰی عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّۃِ وَنَھٰی اَنْ یَّسْتَطِیْبَ الرَّجُلُ بِیَمِیْنِہٖ۔

(ابن ماجہ مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے لیے ایسا ہی (شفیق) ہوں جیسے باپ اپنی اولاد کے لیے۔ میں تعلیم دیتا ہوں، جب تم میں سے کوئی رفع حاجت کے لیے جائے تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ۔

آپؐ نے تین پتھروں سے استنجا کرنے کی تاکید کی اور لید، ہڈی سے منع فرمایا، نیز آپؐ نے اس بات سے روکا کہ انسان دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔

تشریح: (۱) قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے کے بارے میں فقہاء اور ائمۂ دین میں اختلاف ہے۔

دلائل کے لحاظ سے امام شافعیؒ کا مسلک قوی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی یہ حکم کھلی فضا (جنگل) کے لیے ہے۔ آبادی میں یہ پابندی نہیں ہے۔

(۲) استنجا کی تین شکلیں ہیں۔

(الف) تین پتھر یا ڈھیلے استعمال کیے جائیں

(ب) پانی سے استنجا کیا جائے۔

(ج) مذکورہ بالا دونوں طریقوں کو جمع کر دیا جائے۔

(۲۰۴) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُه الْاَخْبَثَانِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ۔ باب الجماعۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا، کھانا سامنے آگیا ہو تو پھر نماز نہیں ہے اور نہ اس حال میں کہ جب اسے پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو۔

تشریح: (۱) بھوک لگ رہی ہو اور کھانا تیار ہو تو کھانا کھانے سے فارغ ہو لینا چاہیے تاکہ بعد میں پوری یکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ نماز ادا کی جاسکے۔

ہاں اگر کھانے کی خواہش زیادہ نہ ہو تو نماز کا پہلے ادا کر لینا بہتر ہے۔

(۲) حوائج ضروریہ کو روک کر نماز پڑھنا تو کسی شکل میں بھی مناسب نہیں ہے۔

(۲۰۵) عَنْ مَعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلٰثَةَ: اَلْبَرَازَ فِی الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَالظِّلِّ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء)

ترجمہ: حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین لعنت کے مقامات سے پرہیز کرو: (۱) دریاؤں کے گھاٹ (۲) عام راستہ (۳) سایہ کی جگہیں۔

یعنی ان تینوں مقامات پر رفع حاجت کرنے سے انسان خدا کے ہاں لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس حکم میں حکمت کے دو پہلو معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) اس قسم کی بدتمیزی سے ذوق طہارت گھن کرتا ہے۔

(۲) ایسے مقامات جہاں عام پبلک کی آمد و رفت رہتی ہو، رفع حاجت کے لیے بیٹھ جانا بے شرمی بھی ہے اور انتہائی خود غرضی کا ثبوت بھی۔

(۲۰۶) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْنِى الْبَصَلَ وَالثُّومَ، وَقَالَ مَنْ اَكَلَهَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ اٰكِلِيْهِمَا فَاَمِيْتُوْهُمَا طَبْخًا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ: باب المساجد)

ترجمہ: معاویہ بن قرہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو درختوں لہسن اور پیاز سے منع فرمایا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے جو ان کو کھائے وہ ہمارے مسجد کے قریب نہ آئے، پھر آپؐ نے فرمایا، اگر ان کا کھانا ناگزیر ہو تو ان کی بو کو پکا کر ختم کر دینا چاہیے۔

تشریح: اسلام میں نفاست و طہارت اور اجتماعی آداب کا اتنا اہتمام کیا گیا ہے کہ ایسی اشیاء جن کی بو عام طور پر ناگوار ہوتی ہے ان کو کھا کر مسجد میں داخل ہونے سے روک دیا گیا ہے۔ اس حکم سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہے:

(۱) جن اشیاء کی بو ناگوار حد تک ناپسندیدہ ہو ان کے کھانے اور استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۲) مجالس اور اجتماعی مواقع پر اس معاملے پر اپنے ساتھیوں کا بھی لحاظ ہونا چاہیے۔

آدابِ طعام

(۲۰۷) عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِى سَلَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِى حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِىْ تَطِيْشُ فِى الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ: بِسْمِ اللّٰهِ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: کتاب الاطعمہ)

ترجمہ: عمرو بن ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں لڑکپن میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں زیر تربیت (پرورش) تھا، (کھانے کے وقت) میرا ہاتھ پوری پلیٹ میں چکر کھایا کرتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا، بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور قریب سے کھاؤ۔ یعنی پلیٹ کا جو کنارا تمہارے سامنے ہے وہیں سے کھاؤ، ساری پلیٹ میں ہاتھ نہ گھماؤ۔

تشریح: عمرو بن ابی سلمہؓ کی یہ حرکت بظاہر ایک معمولی بات تھی لیکن اس کے باوجود آپؐ نے ان کو نصیحت کی اور کھانے کے ضروری آداب بتلائے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ معمولی معمولی باتوں میں بھی والدین کو یا سرپرستوں کو اولاد کی تربیت کا کتنا خیال رکھنا چاہیے۔

واضح رہے کہ عمروؓ بن ابی سلمہ آپؐ کے ربیب تھے۔ یعنی اُمّ المومنین اُمِ سلمہ کے پہلے شوہر ابو سلمہ کے لڑکے تھے۔ آپؐ اولاد کی طرح ان کی تربیت کا خیال رکھتے تھے۔

(۲۰۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ، قَالَ: قَالَ مَاعَابَ النَّبِیُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، اِنِ اشْتَهَاهُ اَکَلَهٗ وَاِنْ کَرِهَهٗ تَرَکَهٗ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: کتاب الاطعمہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کھانے پر نکتہ چینی نہیں کی، اگر خواہش ہوئی تو کھالیا اور اگر ناپسند ہوا تو چھوڑ دیا۔

یعنی اصل چیز تو خوردن برائے زیستن ہے نہ کہ زیستن برائے خوردن، اس لیے جس کے سامنے اعلیٰ مقصد ہو وہ نہ کھانے پینے کی چیزوں میں مین میخ نکالتا ہے اور نہ بات بات پر گھر والوں کو ٹوکنے اور ان سے الجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۲۰۹) عَنْ وَحْشِیِّ بْنِ حَرْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَاْ کُلُ ولا نَشْبَعُ، قَالَ فَلَعَلَّکُمْ تَفْتَرِ قُوْنَ، قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاجتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِکُمْ واذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ یُبَارَکْ لَکُمْ فِیْهِ۔ (ابو داؤد، مشکوٰۃ: باب الضیافۃ)

ترجمہ: وحشیؓ بن حرب نے اپنے باپ سے اور انھوں نے (وحشی) کے دادا سے روایت کی ہے کہ صحابۂ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم کھاتے ہیں اور سیری نہیں ہوتی۔ آں حضورؐ نے فرمایا: شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو۔'' صحابہؓ نے عرض کیا،''جی ہاں'' آپؐ نے فرمایا''مل کر کھانا کھاؤ اور اللہ کے نام کا ذکر بھی کرو، تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔''

تشریح: الگ الگ کھانا شرعاً جائز ہے، لیکن اجتماعی شکل میں زیادہ پسندیدہ ہے اور موجب خیر و برکت ہے۔

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جب کھانے کے معاملہ میں اجتماعی رنگ اتنا موثر ہوسکتا ہے تو اگر پوری زندگی ہی اجتماعی رنگ میں رنگ جائے تو اس کے ثمرات ونتائج کتنے دوررس ہوں گے، اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔

(۲۱۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ بَاتَ وَفِیْ یَدِهٖ غَمَرٌ لَمْ یَغْسِلْهُ فَاَصَابَهٗ شَیْءٌ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ: کتاب الاطعمہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہو وہ اسے دھوئے بغیر سو گیا، اور اسے کوئی نقصان پہنچا تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

یعنی کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ دھولینا ضروری ہے۔ خصوصاً جب کہ ہاتھ کو چکنائی لگی ہوئی ہو۔

متانت اور شائستگی

(۲۱۱) عَنْ یَّعْلَی بْنِ مَمْلَكٍ، اَنَّهٗ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِیِّ ﷺ، فَاِذَا هِیَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا۔ (الترمذی، مشکوٰۃ: کتاب فضائل القرآن)

ترجمہ: یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ام سلمہؓ سے آں حضور ﷺ کی قرأت کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ام سلمہؓ نے حرف حرف الگ کر کے پڑھتے ہوئے بتایا۔

یعنی آپؐ کی قرأت میں متانت، وقار اور ٹھیراؤ تھا۔ جلد بازی اور گھبراہٹ نہ تھی۔

جمال صوت

(۲۱۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ۔

(البخاری، مشکوٰۃ: کتاب فضائل القرآن)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

تشریح: بلا تکلف قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا پسندیدہ ہے، لیکن تکلف یا بد آوازی سے قرآن کی تلاوت اللہ کو ناپسند ہے۔

گفتگو میں متانت

(۲۱۳) عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْعَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ۔ (متفق علیه، مشکوٰۃ: باب اخلاق النبی ﷺ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح (تیزی سے) باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔ آپؐ بات اس طرح کیا کرتے کہ اگر گننے والا گنے تو اسے شمار کر سکتا ہے۔

طہارتِ زبان

(۲۱۴) عَنْ أَنَسٍؓ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا، كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ۔ (البخاری، مشکوٰۃ۔ باب اخلاق النبی ﷺ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان فحش گوئی، لعن طعن اور سب وشتم سے پاک تھی۔ ناراضی اور عتاب کے موقعے پر آپؐ فرمایا کرتے، اسے کیا ہوگیا ہے، اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

اصلاحِ فیشن

(۲۱۵) عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَبْصَرَ رَجُلًا ثَائِرَ الرَّأْسِ، فَقَالَ: لِمَ يُشَوِّهُ أَحَدُكُمْ نَفْسَهُ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ أَنْ يَّأْخُذَ مِنْهُ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک پراگندہ سر شخص کو دیکھا، آپؐ نے فرمایا، تم میں سے ایک اپنے آپ کو بدنما کیوں بناتا ہے۔ پھر آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کچھ بال ترشوالے۔

خوش مزاجی

(۲۱۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ، قَالَ: مَارَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (الترمذی، مشکوٰۃ: باب فی اخلاق النبی ﷺ)

ترجمہ: عبداللہ بن حارثؓ سے روایت ہے کہ میں نے آں حضور ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔

تشریح: آں حضرت ﷺ کے مزاج میں نہ تو تقشف (انتہائی خشکی) تھا، اور نہ ایسی خوش طبعی کہ ذرا ذرا سی بات پر فضا قہقہوں سے گونج اٹھے، بلکہ اس بارے میں آپؐ کا طرز عمل معتدل تھا۔

قہقہہ بازی سے پرہیز

(۲۱۷) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ مَارَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ وَاِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ۔ (البخاری، مشکوۃ۔ باب اخلاق النبی ﷺ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اس طرح کھل کھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپؐ کے حلق کا کوا تک نظر آ جائے۔ آپؐ صرف مسکراتے تھے۔

آدابِ سفر

(۲۱۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهٗ وَطَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ فَاِذَا قَضٰى نَهْبَتَهٗ مِنْ وَّجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ۔

(بخاری، مسلم، مشکوۃ۔ باب آداب السفر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو تمھیں کھانے پینے اور آرام لینے سے روکے رکھتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی اپنی ضرورت پوری کر لے تو اسے اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

معاشرت

(۲۱۹) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا اَطَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ اَهْلَهٗ لَيْلًا۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ۔ باب آداب السفر)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی ایک طویل عرصہ تک گھر سے غیر حاضر رہے تو گھر والوں کے پاس اس کی واپسی رات کے وقت نہ ہو۔

اس حدیث پر عمل کرنا اس وقت ضروری ہوگا جب ایک شخص طویل عرصہ گزارنے کے

بعد پیشگی اطلاع کے بغیر اچانک گھر واپس آ رہا ہو۔ لیکن اگر وہ پہلے سے اطلاع دے چکا ہے تو حدیث کا اصل منشا پورا ہو گیا، وہ جب چاہے حسب سہولت گھر پہنچ سکتا ہے۔

(۲۲۰) عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَقْدِمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِی الضُّحٰی فَاِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْهِ رَكْعَتَیْنِ۔ (البخاری، مشکوٰۃ۔ باب آداب السفر)

ترجمہ: کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے دن میں چاشت کے وقت ہی تشریف لاتے، جب آپؐ آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے۔

سفر خصوصاً طویل سفر سے صحیح سالم واپسی پر مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنا شکر گزاری کا بہترین اور مؤثر طریقہ ہے۔

احتیاطی تدابیر

(۲۲۱) عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، مَنْ بَاتَ عَلٰی اَنْجَارٍ فَوَقَعَ مِنْهُ فَمَاتَ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَمَنْ رَكِبَ الْبَحْرَ حِیْنَ یَرْتَجُّ فَهَلَكَ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ۔ (الادب المفرد۔ باب من بات علی سطح لیس لہ سترۃ)

ترجمہ: ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چھت کی منڈیر پر سویا اور پھر نیچے آگرا، تو اس کی ذمہ داری کسی پر نہیں ہے۔ اسی طرح جس نے طوفان کے وقت سمندر کا سفر کیا تو اس کی ذمہ داری کسی پر نہیں (یعنی اس قسم کی بے احتیاطی کرنے والا خود اپنے عمل کا ذمہ دار ہے)

تشریح: زندگی بھی خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اس کو غفلت یا بے احتیاطی سے ضائع کر دینا یا اس کو نقصان پہونچانا کسی مومن کے لیے جائز نہیں ہے۔

(۲۲۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِیْ جُحْرٍ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء)

ترجمہ: عبداللہ بن سرجسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی (جانوروں کے) بل میں پیشاب نہ کرے۔

سونے کے آداب

(۲۲۳) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ فِی الْمَسْجِدِ مُنْبَطِحًا لِوَجْهِهٖ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ قُمْ نَوْمَةٌ جَهَنَّمِیَّةٌ۔ (الادب المفرد۔ باب الضجعة علیٰ وجہ)

ترجمہ: ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو منہ کے بل اوندھا لیٹا ہوا تھا۔ آپؐ نے اسے اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا، اٹھ کھڑے ہو، یہ جہنمی لیٹنا ہے۔

حفظانِ صحت

(۲۲۴) عَنْ اَبِیْ قَیْسٍ اَنَّهٗ جَاءَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَخْطُبُ ، فَقَامَ فِی الشَّمْسِ فَاَمَرَهٗ فَتَحَوَّلَ اِلَی الظِّلِّ۔ (الادب المفرد۔ باب ما تجلس علیٰ حرف الشمس)

ترجمہ: ابوقیسؓ سے روایت ہے کہ وہ آں حضرت ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپؐ خطبہ دے رہے تھے۔ ابوقیسؓ دھوپ میں کھڑے ہوگئے تو آپؐ نے حکم دیا کہ وہ سایہ کی طرف ہٹ جائیں۔

اس روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ امت سے آپؐ کی محبت و شفقت کا کیا حال تھا؟ معمولی سی معمولی باتوں میں بھی آپؐ یہ خیال رکھتے تھے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچنے پائے۔

چلنے پھرنے کے آداب

(۲۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا یَمْشِ اَحَدُکُمْ فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدٍ لِیُحْفِهِمَا جَمِیْعًا اَوْ لِیُنْعِلْهُمَا جَمِیْعًا (بخاری، مشکوٰۃ۔ کتاب اللباس)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک جوتے میں نہ چلے، دونوں کو پہن لے یا دونوں کو اتار دے۔

(۸)

صالح معاشرہ

والدین کے حقوق

(۲۲۶) عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍؓ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ هَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْئٌ بَعْدَ مَوْتِهِمَا اَبَرُّ هُمَا فَقَالَ نَعَمْ خِصَالٌ اَرْبَعٌ: اَلدُّعَاءُ لَهُمَا، وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَاِنْفَاذُ عَهْدِ هِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِهِمَا ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ رَحِمَ لَكَ مِنْ قِبَلِهِمَا۔ (الادب المفرد)

ترجمہ: ابواسیدؓ سے روایت ہے کہ ہم آں حضورﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک آدمی نے دریافت کیا، والدین کی وفات کے بعد کیا ان سے بھلائی کرنے کی کوئی ایسی شکل باقی رہ گئی ہے جسے میں انجام دے سکوں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں چار باتیں ہوسکتی ہیں: (۱) ان کے لیے دعاء واستغفار۔ (۲) ان کے (کیے ہوئے) عہد (وعدہ، وصیت) کو پورا کرنا۔ (۳) ان کے دوستوں اور ملنے والوں سے احترام وتعظیم سے پیش آنا۔ (۴) اور اس رشتہ کو ملانا جو ان کی طرف (واسطہ) سے تمہارے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔

یعنی چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ جیسے رشتوں کا پورا پورا لحاظ رکھنا۔

(۲۲۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ یُبَایِعُهٗ عَلَی الْهِجْرَةِ وَتَرَكَ اَبَوَیْهِ یَبْکِیَانِ فَقَالَ اِرْجِعْ اِلَیْهِمَا وَاَضْحِکْهُمَا کَمَا اَبْکَیْتَهُمَا۔

(الادب المفرد۔ للبخاری)

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے والدین کو روتا ہوا چھوڑ

کر ہجرت پر بیعت کی غرض سے آں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا، ان کے پاس واپس جا اور ان کو اسی طرح خوش کر کے آ جس طرح کہ تو ان کو رلا کر آیا ہے۔

تشریح: اگر والدین ضعیف اور اولاد کی مدد کے محتاج ہوں تو ایسی صورت میں والدین کی رفاقت اور ان کی خدمت ہجرت جیسے افضل عمل سے بھی بہتر ہے۔

(۲۲۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ، اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اِسْتَفْتَى النَّبِیَّ ﷺ فِی نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ، فَاَفْتَاهُ اَنْ يَّقْضِيَهٗ عَنْهَا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ۔ باب فی النذر)

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعدؓ بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے نذر کے بارے میں دریافت کیا جو ان کی ماں نے مانی ہوئی تھی، وہ اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے فوت ہوگئیں۔ آپؐ نے فرمایا، ان کی طرف سے نذر پوری کردو۔

صلہ رحمی

(۲۲۹) عَنْ بَكَّارٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: كُلُّ ذُنُوْبٍ يُؤَخِّرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَا شَآءَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا الْبَغْىَ وعُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ اَوْ قَطِيْعَةَ الرَّحِمِ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهَا فِی الدُّنْيَا قَبْلَ الْمَوْتِ۔ (الادب المفرد۔ باب البغی)

ترجمہ: حضرت بکار اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہتا ہے (سزا کے واسطے) قیامت کے لیے مؤخر کردیتا ہے، ہاں تین قسم کے گناہ ایسے ہیں جن کی سزا انسان کو موت سے قبل ہی بھگتنی پڑتی ہے۔ (۱) بغاوت، سرکشی۔ (۲) والدین کی نافرمانی۔ (۳) قطع رحم۔

شوہر کی اطاعت

(۲۳۰) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَصُوْمُ امْرَاَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔

تشریح: اس حدیث میں نفلی روزہ مراد ہے۔

فرض روزہ تو عورت کو اپنے شوہر کی مرضی کے علی الرغم بھی رکھنا چاہیے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (خالق کی نافرمانی کی صورت میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوسکتی) (لیکن نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھا جاسکتا)۔

نیک بیوی

(۲۳۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ : لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ: کتاب النکاح)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت سے نکاح چار چیزوں کے لیے کیا جاتا ہے (۱) مال (۲) حسن و جمال (۳) خاندانی شرف (۴) دین۔ آپؐ نے فرمایا، دین والی کو اختیار کرو۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں (یعنی خوش و خرم رہو)۔

(۲۳۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ۔ (مسلم، مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ساری کی ساری متاع (فائدہ اٹھانے کا سامان) ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک کردار خاتون ہے۔

تشریح: یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی متقی اور پارسا کیوں نہ ہو اگر اس کی بیوی نیک سیرت نہیں ہے تو وہ کبھی بھی اس دنیا میں سکون و اطمینان سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔

صالح رشتہ کی اہمیت

(۲۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا خَطَبَ اِلَيْكُمْ مَّنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ۔

(الترمذی، مشکوۃ: کتاب النکاح)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے پاس نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین و اخلاق کو تم پسند رکھتے ہو تو اس سے شادی کردو، اگر تم ایسا نہ کروگے، تو فتنہ و فساد برپا ہوگا۔

تشریح: برادری اور رسم و رواج کی پابندیوں کی بنا پر موزوں رشتے کو رد کردینا یا

ٹالتے رہنا، زیادہ تر سوسائٹی میں شدید فتنہ کا موجب بن جاتا ہے۔ اس لیے حدیث میں اس کو فسادِ عریض سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حسنِ معاشرت

(۲۳۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : لَا یَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مومن مرد (شوہر) مومن عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک عادت اسے ناپسند ہے (تو ہوسکتا ہے کہ) اس کی کوئی دوسری خصلت اسے پسند آ جائے۔

تشریح: یہ ناممکن ہے کہ عورت ہر لحاظ سے بے عیب ہو، اگر اس میں کوئی خامی یا کمزوری موجود ہے، تو اس میں بعض اچھے پہلو بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ایک مومن کے سامنے تصویر کے دونوں رخ ہونے چاہئیں۔

حسنِ معاشرت کی اہمیت

(۲۳۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَفَّاَ الْاِنْسَانَ اِذَا تَزَوَّجَ، قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِیْ خَيْرٍ۔ (احمد، مشکوٰۃ۔ باب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو شادی کرنے پر مبارکباد دیتے تو فرماتے، اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے، تم دونوں پر اپنی برکتوں کی بارش نازل فرمائے اور تم دونوں کا ربط اور تعلق خیر اور بھلائی کے ساتھ ہو۔

بے تکلّف معاشرت

(۲۳۶) عَنْ عائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ، قَالَتْ: فَسَابَقْتُهٗ فَسَبَقْتُهٗ عَلٰی رِجْلَیَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهٗ فَسَبَقَنِیْ ـ قَالَ: هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، ایک بار وہ آں حضور ﷺ کے ساتھ سفر

میں تھیں، کہتی ہیں، میں نے آپؐ سے دوڑ میں مقابلہ کیا، میں پیادہ پا آپؐ سے آگے بڑھ گئی (لیکن) جب میرا بدن بھاری ہوگیا تو میں نے آپؐ کے ساتھ دوڑ لگائی، تو آپ سبقت لے گئے، آپؐ نے فرمایا یہ پہلی سبقت کا بدلہ ہے۔

اس روایت سے حسن معاشرت کا ایک اچھا نمونہ ملتا ہے، مرد کو اپنے گھر والوں سے محض خشک مزاجی سے ہی پیش نہیں آنا چاہیے، بلکہ بے تکلفی خوش مزاجی کا برتاؤ بھی کرتے رہنا چاہیے۔

بیوی کی دل جوئی

(۲۳۷) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيْ ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَخَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّ بُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيْ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ میری سہیلیاں (بھی) تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں، جب آپؐ تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں، آپ ان کو (ڈھونڈ ڈھونڈ کر) میرے پاس بھیجتے تاکہ وہ میرے ساتھ کھیل سکیں۔

بیویوں میں مساوات

(۲۳۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهٗ، (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے، ان میں سے جس کا نام نکل آتا اسے (سفر میں) ہمراہ لے جاتے۔

تشریح: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) جس شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اسے ان کے ساتھ منصفانہ اور مساویانہ سلوک کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ سفر میں بھی کسی بیوی کو بلاوجہ ترجیح نہ دی جائے۔

(۲) نزاعی معاملات میں یا جہاں غلط الزام اور تہمت کا اندیشہ ہو، قرعہ کے ذریعہ تصفیہ کی صورت نکالی جاسکتی ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ ازواجِ مطہرات کی تربیت اور دلجوئی کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ سفر میں بھی اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔ یہ حسن معاشرت کا بہترین نمونہ ہے۔

(۲۳۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حلال کاموں میں اللہ کو زیادہ ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔

تشریح: یہ اس لیے فرمایا گیا ہے کہ طلاق کا معاملہ مسلم معاشرے میں کھیل کود بن کر نہ رہ جائے، یہ تو اسی صورت میں جائز ہے جب کہ باہمی محبت والفت کے تمام امکانات ختم ہو جائیں۔

اہل وعیال کے حقوق

(۲۴۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: جُھْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب فضل الصدقۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نادار اور مفلس کی کوشش (سے جو حاصل ہو) اور پھر فرمایا، پہلے ان سے شروع کرو جن کے نان نفقہ کے تم ذمہ دار ہو۔

تشریح: اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(الف) صدقہ جو بھی اخلاص کے جذبہ سے دیا جائے خدا کے ہاں مقبولیت کا مقام رکھتا ہے۔ لیکن صدقہ کی وہ رقم جو ایک غریب مفلس مسلمان، محنت مزدوری کے بعد خرچ کرتا ہے، خدا کے ہاں افضلیت اور محبوبیت کا درجہ پاتی ہے۔

(ب) انسان پر پہلے ان لوگوں کی دیکھ بھال ضروری ہے جن کی کفالت کا بار اس نے اٹھایا ہوا ہے۔ عام طور پر ایسا بھی ہوتا ہے کہ شہرت ونامورى کی غرض سے قریبی مستحق رشتہ داروں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور غیروں پر صدقات وخیرات کی بارش برسائی جاتی ہے۔

(۲۴۱) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَؓ وحَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَیْرُ الصَّدَقَةِ مَا کَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنیً وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ (البخاری، مشکوٰة: باب فضل الصدقة)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ اور حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی خوشحالی برقرار رہے، اور اس پر پہلے صرف کرو جس کے تم کفیل ہو۔

توضیح: بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض اور ٹکراؤ معلوم ہوتا ہے لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ پہلی حدیث میں اس احساس کہتری کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس کی بنا پر ایک غریب آدمی یہ سوچتا ہے کہ مالداروں کے صدقات وخیرات کے مقابلہ میں اس کی حقیر رقم کیا حیثیت رکھتی ہے۔

مقصود یہ ہے اللہ تعالیٰ دل کے اخلاص کی بنا پر ثواب عطا فرماتا ہے نہ کہ صدقات کی ظاہری مقدار کی کثرت پر۔

دوسری حدیث کا منشا یہ ہے کہ انسان کو اس طرح اپنا مال نہیں لٹانا چاہیے کہ بعد میں اسے اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پڑیں۔

(۲۴۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ، اَنَّ رَجُلًا کَانَ عِنْدَهٗ وَلَهٗ بَنَاتٌ فَتَمَنّٰی مَوْتَهُنَّ فَغَضِبَ ابْنُ عُمَرَ، فَقَالَ: اَاَنْتَ تَرْزُقُهُنَّ۔ (الادب المفرد)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا، اس کے ہاں کئی لڑکیاں تھیں۔ اس نے تمنا کی کاش یہ سب مر جائیں، عبداللہ بن عمرؓ اس پر غضبناک ہوئے اور فرمایا، کیا ان کے رازق تم ہو؟

(۲۴۳) عَنْ نَبِیطِ بْنِ شُرَیْطٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، یَقُوْلُ: اِذَا وُلِدَ لِلرَّجُلِ ابْنَةٌ بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَ جَلَّ مَلَائِکَةً یَّقُوْلُوْنَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ یَکْتَنِفُوْ نَهَا بِاَجْنِحَتِهِمْ وَیَمْسَحُوْنَ بِاَیْدِیْهِمْ عَلیٰ رَاْسِهَا وَیَقُوْلُوْنَ ضَعِیْفَةٌ خَرَجَتْ مِنْ ضَعِیْفَةٍ اَلْقَیِّمُ عَلَیْهَا مُعَانٌ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: نبیط بن شریط سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاں فرشتے بھیجتا ہے جو کہتے ہیں اے گھر والو! تم پر

سلامتی ہو، وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سایہ میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں، یہ ایک ناتواں جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے، جو اس بچی کی پرورش کرے گا، قیامت تک خدا کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔

توضیح: عرب میں عام طور پر لڑکی کی پیدائش کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا بلکہ بعض قبیلے تو زندہ درگور دفنا دیا کرتے تھے۔ اب بھی کتنے ایسے ہیں جو لڑکی کے پیدا ہونے پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ اس ذہنیت کو بدلنے کے لیے احادیث میں کثرت سے لڑکیوں کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کی ترغیب دی گئی ہے۔

(۲۴۴) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: جَآءَ تْنِیْ اِمْرَأَةٌ وَّمَعَهَا اِبْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِیْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَآ اِيَّاهَا فَقَسَّمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهٗ، فَقَالَ: مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ: باب الشفقہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت اپنی دو لڑکیاں لے کر آئی اور اس نے سوال کیا (لیکن) اسے میرے ہاں سے صرف ایک کھجور ہی مل سکی۔ میں نے وہی اسے دیدی۔ اس نے اس کھجور کو ان دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دیا اور خود کچھ نہ کھایا، اس کے بعد وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور گھر سے نکل کر چلی گئی (اسی وقت) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے آپؐ سے یہ سارا ماجرا کہہ سنایا، آپؐ نے فرمایا، جو شخص اِن لڑکیوں کے بارے میں آزمایا جائے (یعنی اس کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں) اور پھر وہ ان سے اچھا سلوک کرے تو یہ لڑکیاں اس کے لیے دوزخ کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔

اولاد سے مُساویانہ سلوک

(۲۴۵) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: اَعْطَانِیْ اَبِیْ عَطِيَّةً، فَقَالَتْ: عُمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا اَرْضٰی حَتّٰی تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: اِنِّیْ اَعْطَيْتُ ابْنِیْ مِنْ عُمْرَةَ عَطِيَّةً فَاَمَرَتْنِیْ اَنْ اُشْهِدَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا، قَالَ لَا، قَالَ: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ وَرَدَّ عَطِيَّتَهٗ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنِّیْ لَا اَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: باب العطایا)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھے ایک عطیہ دیا (اس پر) میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے (میرے والد سے) کہا، جب تک آپ (اس معاملہ پر) آں حضرت ﷺ کو گواہ نہ بنالیں میں راضی نہ ہوں گی (راوی کا بیان ہے کہ) وہ (نعمان کے والد) آں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ کے بطن سے ہے ایک عطیہ دیا ہے، عمرہ نے مجھے تاکید کی ہے کہ (اس پر) آپؐ کو گواہ ٹھیرالوں۔ آپؐ نے فرمایا، کیا تو نے باقی بچوں کو بھی اسی طرح عطیہ دیا ہے؟ (نعمان کے والد نے) جواب دیا ''نہیں'' آپ نے فرمایا۔ اللہ سے ڈرو، اور اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ) نعمان کے والد واپس آئے اور اپنا عطیہ انھوں نے واپس لوٹا لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا، میں ظلم پر گواہی نہیں دے سکتا۔

توضیح: اولاد کا والدین پر یہ حق ہے کہ لین دین میں اولاد کے درمیان انصاف اور مساوات کا خیال رکھیں، اس بارے میں ائمہ دین کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا اس معاملے میں لڑکیوں اور لڑکوں کے درمیان بھی مساوات رکھنی چاہیے یا ان کے درمیان وراثت کے اصول کے مطابق لڑکے کو لڑکی سے دگنا ملنا چاہیے، لیکن یہ صحیح ہے کہ اس بارے میں کسی امتیاز کی ضرورت نہیں ہے، بیٹا، بیٹی سب کے درمیان مساویانہ تقسیم ہوگی۔

صلۂ رحمی

(۲۴۶) عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: باب العطایا)

ترجمہ: میمونہ بنت حارثؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے آں حضور ﷺ کے زمانے میں ایک لونڈی آزاد کی پھر اس کا ذکر انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا، آپؐ نے فرمایا اگر تو اپنے ماموؤں کو یہ لونڈی دے دیتی تو تیرے لیے بڑے اجر کا باعث ہوتا۔

تشریح: یعنی صدقہ اپنی جگہ اچھی عبادت ہے لیکن اس صدقہ سے مستحق خویش

اقارب فائدہ اٹھائیں تو اس طرح دوہرا ثواب ملتا ہے یعنی ایک ثواب صدقہ کی بنا پر اور دوسرا صلہ رحمی کی وجہ سے۔

کمزوروں سے حسن سلوک

(۲۴۷) عَنْ جَابِرٍؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ يَسَّرَ اللّٰهُ حَتْفَهُ وَاَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ رِفْقٌ بِالضَّعِيفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوكِ۔

(رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ: باب النفقات)

ترجمہ: حضرت جابرؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ پائی جائیں، اللہ اس کی موت کو آسان بنا دیتا ہے اور اسے جنت میں داخل کرتا ہے۔ (۱) کمزوروں سے نرمی، (۲) والدین سے محبت و شفقت اور (۳) غلاموں سے حسن سلوک۔

خدمتِ خلق

(۲۴۸) عَنْ اَنَسٍؓ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهِ۔ (رواہ البیہقی۔ مشکوٰۃ: باب الشفقۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ اور حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ تو مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کو وہ محبوب ہے جو اللہ کی عیال یعنی کمزوروں، ناتوانوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔

تشریح: عبادتِ خالق کے بعد اگر کوئی عمل اسلام میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے تو وہ خدمتِ خلق ہے، یعنی معاشرہ کے بے سہارا اور کمزور افراد کی اعانت اور دست گیری حقیقت میں یہ بھی عبادت کی ایک قسم ہے۔

(۲۴۹) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ فَمَنْ سَبَقَهُمْ بِخِدْمَةٍ لَمْ يَسْبِقُوهُ بِعَمَلٍ اِلَّا الشَّهَادَةَ۔ (رواہ البیہقی۔ مشکوٰۃ: باب آداب السفر)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سفر میں قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے، جو خدمت کر کے لوگوں پر سبقت لے جائے تو کوئی بھی شخص کسی عمل کی بنا پر اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہاں شہید کا درجہ خدمت خلق کے مجاہد سے بھی اونچا ہے۔

نیک پڑوسی

(۲۵۰) عَنْ نَافِعٍؒ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ الْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ وَالْجَارُ الصَّالِحُ وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيُّ۔ (الادب المفرد)

ترجمہ: حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسلمان کی سعادت اور خوش بختی کی علامت تین چیزیں ہیں (۱) کشادہ مکان (۲) اچھا پڑوسی (۳) موزوں سازگار سواری۔

(۲۵۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ وَاِذَا اَسَأْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَأْتَ فَقَدْ اَسَأْتَ۔

(رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ: باب الشفقۃ)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے یہ کیسے معلوم ہو کہ میں اچھے کام کرتا ہوں یا برے کاموں میں مبتلا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا، جب تم اپنے ہمسایوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم اچھا کام کررہے ہو، تو واقعی تم اچھا کام کررہے ہو، اور جب تم ان کو یہ کہتے سنو کہ تم بُرا کام کررہے ہو، تو واقعی تم برا کام کررہے ہو۔

تشریح: یہاں ہمسائے سے مراد وہ شخص ہے جو کسی نہ کسی نوعیت سے رفاقت کا تعلق رکھتا ہو، محلّہ کا پڑوسی، مکتب کا ساتھی اور سفر کا رفیق، سب کو یہ حدیث شامل ہے، یعنی جو لوگ قریب رہتے ہیں اور قریب سے ہر ہر عمل اور حرکت پر نگاہ رکھ سکتے ہیں، ان کی شہادت اس بارے میں زیادہ معتبر ہوسکتی ہے بشرطیکہ گواہی دینے والوں کی خود اپنی ذہنیت کافرانہ اور فاسقانہ تہذیب کے اثرات سے مسخ نہ ہوگئی ہو۔

مہمان کا حق

(۲۵۲) عَنْ اَبِیْ شُرَيْحٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتَهٗ

يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَالِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَثْوِیَ عِنْدَهٗ حَتّٰی يُخْرِجَهٗ۔ (الادب المفرد؟ باب لایقیم عندہ حتی یخرجہ)

ترجمہ: حضرت ابوشریحؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو تم میں سے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خموش رہے، اور جو اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے، مہمان کی خاطر مدارات (کی مدت) ایک دن ایک رات ہے، اور عام ضیافت (میزبانی) کی مدت تین دن ہے، اس کے بعد جو کچھ بھی ہے وہ صدقہ ہے۔ اور (مہمان) کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ میزبان کے ہاں اتنا ٹھیرے کہ اسے پریشانی میں مبتلا کردے۔

توضیح: اس حدیث میں ایمان باللہ اور ایمان بلآخرۃ کے دو تقاضے بیان کیے گئے ہیں:

(۱) زبان کی حفاظت، یعنی غیبت، بدکلامی اور فضول یاوہ گوئی سے پرہیز کرتے ہوئے اچھے مصرف میں زبان کا استعمال۔

(۲) فیاضی اور سخاوتِ نفس، اس کی ایک شکل یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر اس کے گھر میں ٹھہرنا چاہے تو بجائے انقباض اور تنگ دلی کے وسعت قلب کے ساتھ اس کے کھانے پینے اور قیام کا اہتمام کیا جائے۔

ساتھ ہی یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ مہمان کو بھی اتنا خوددار ہونا چاہیے کہ تین دن سے زیادہ کا بوجھ اپنے میزبان پر نہ ڈالے۔

اس طرح اگر میزبان کی طرف سے فیاضی کا برتاؤ اور مہمان کی جانب سے خودداری کا اظہار ہو تو اجتماعی زندگی میں ایک خوش گوار فضا پیدا ہو سکتی ہے۔

غلاموں اور خادموں کے حقوق

(۲۵۳) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ اَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهٗ فَاِنْ كَلَّفَهٗ مَا يَغْلِبُهٗ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: باب النفقات)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یہ غلام

لونڈی) تمہارے بھائی ہیں جن کو اللہ نے تمہارا دستِ نگر بنایا ہے، تو (یاد رہے) جس کے ماتحت لونڈی غلام ہوں اسے چاہیے جو خود کھاتا ہے اسی میں سے ان کو کھلائے، اور جو پہنتا ہے اسی میں سے ان کو پہنائے اور ان کو کسی ایسے کام پر مجبور نہ کرے جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو، اگر ایسی ضرورت پیش آجائے تو خود بھی ان کو سہارا دے۔

(۲۵۴) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَلصَّلٰوةُ اَلصَّلٰوةُ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ (الادب المفرد)

حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری کلمات یہ تھے (۱) نماز نماز (۲) جو تمہارے دست نگر ہیں ان کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو۔

تشریح: یعنی نماز کا خیال رکھو اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور ان پر ظلم وزیادتی نہ کرو۔

اس حدیث میں نماز کی تاکید اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کو یک جا بیان کیا گیا ہے۔

بظاہر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب نماز کے ذریعے خدا کی عظمت اور اس کا خوف انسان کے دل میں سما جاتا ہے تو اسے معاشرے کی کمزور سے کمزور مخلوق کے حقوق پر دست اندازی کی جرأت نہیں ہو سکتی ہے۔

قیدیوں سے اچھا برتاؤ

(۲۵۵) عَنْ اَبِيْ عَزِيْزِ بْنِ عُمَيْرٍ اَخِيْ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْاُسَارٰى يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَوْصُوْا بِالْاُسَارٰى خَيْرًا وَّكُنْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَكَانُوْا اِذَا قَدَّمُوْا غَدَائَهُمْ اَوْ عَشَائَهُمْ اَكَلُوا التَّمْرَ وَاَطْعَمُوْنِي الْخُبْزَ بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِيَّاهُمْ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بھائی ابوعزیز بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ میں جنگ بدر کے قیدیوں میں شامل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو'' میں انصار کے کچھ لوگوں کے پاس تھا۔ وہ جب صبح اور شام کا کھانا نکالتے تھے تو خود کھجور کھاتے اور مجھے چپاتی کھلاتے، یہ ارشاد نبویؐ کا نتیجہ تھا۔

تشریح: اس حدیث سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اسلام نے کمزوروں کے حقوق کا کتنا خیال رکھا ہے، نہ صرف یہ کہ مسلمان بلکہ دشمن کا فرقیدی بھی ایک مسلم معاشرے میں اچھے برتاؤ کے مستحق ہیں۔

(۲۵۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ لَا یُقَدِّسُ اُمَّةً لَا یُوْخَذُ لِلضَّعِیْفِ فِیْهِمْ حَقُّهٗ۔ (شرح السنة، مشکوٰة: باب احیاء الاموات)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسی امت کو پاکیزگی نہیں بخشتا جس کے ماحول میں ناتوانوں اور کمزوروں کو ان کا حق نہ دلوایا جائے۔

پس منظر: رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مدینہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کو کچھ زمین عطا کی، یہ زمین انصار کے مکانات اور نخلستان کے سامنے تھی۔ بنوعبد بن زہرہ (انصار کے ایک خاندان) نے کہا، ام سعید کے بیٹے! (یعنی عبداللہ بن مسعودؓ) یہاں سے ہٹ جاؤ۔ اس موقع پر آپؐ نے فرمایا: ''تب مجھے اللہ نے کیوں رسول بنا کر بھیجا ہے۔'' یعنی میری بعثت کا مقصد یہ ہے کہ کمزوروں اور زیردستوں کو توانائی اور طاقتوروں کے مظالم سے نجات دلاؤں، لیکن اگر میرے آنے کے بعد بھی کمزوروں پر ظلم ہو اور ان کو ان کی زمینوں سے بے دخل کیا جائے تو پھر میرے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

غرباء کی خاطرداری

(۲۵۷) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍؓ، قَالَ: رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰی مَنْ دُوْنَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَ تُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِكُمْ۔

(بخاری، مشکوٰة: باب فضل الفقراء)

ترجمہ: مصعب بن سعدؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ سعدؓ نے خیال کیا کہ انھیں اپنے سے کمتر لوگوں پر برتری حاصل ہے (اس پر) آں حضور ﷺ نے فرمایا: کہ تمھیں ضعیفوں اور کمزوروں کی وجہ سے ہی خدا کی طرف سے مدد اور روزی میسر ہوتی ہے۔

تشریح: یعنی معاشی یا جسمانی لحاظ سے کمزور افراد کو وہ لوگ حقیر نہ سمجھیں جن کو خدا نے جسمانی یا مالی توانائی بخشی ہے۔

یہ خوش حالی اور توانائی درحقیقت ایک آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کے خوش حال بندے نعمتوں سے مالا مال ہوکر بے آسرا کمزور انسانوں کو فراموش تو نہیں کرتے۔

اغنیاء کے اموال میں ناداروں کے حقوق

(۲۵۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ، قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ فِیْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذْ جَآءَہٗ رَجُلٌ عَلٰی رَاحِلَۃٍ فَجَعَلَ یَضْرِبُ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ کَانَ مَعَہٗ فَضْلُ ظَہْرٍ فَلْیَعُدْ بِہٖ عَلٰی مَنْ لَا ظَہْرَ لَہٗ وَمَنْ کَانَ لَہٗ فَضْلُ زَادٍ فَلْیَعُدْ بِہٖ عَلٰی مَنْ لَا زَادَلَہٗ، قَالَ: فَذَکَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ حَتّٰی رَاَیْنَا اَنَّہٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِیْ فَضْلٍ۔ (مسلم، مشکوٰۃ: باب آداب السفر)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں آپؐ کے ہمراہ تھے، اچانک ایک شخص سواری پر سوار آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کا حال یہ تھا کہ کبھی دائیں طرف جاتا اور کبھی بائیں طرف مڑتا، یعنی وہ اپنی سواری کے ناکارہ ہوجانے کی وجہ سے پریشان تھا۔ اس موقع پر آپؐ نے فرمایا، جس کے پاس فالتو سواری ہوتو وہ اس کو دیدے جس کے پاس سرے سے سواری ہی نہ ہو، اور جس کے پاس فالتو زادِ راہ ہوتو وہ اسے دے ڈالے جس کے پاس بالکل زادِراہ ہی نہ ہو۔ اس طرح آپؐ نے مال کی کئی قسمیں بیان فرمائیں یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ فالتو اشیاء میں ہمارا کوئی حق ہی نہیں ہے۔

تشریح: یہ جنگ کا موقع تھا، اس قسم کے ہنگامی حالات میں امیر وقت کو یہ اجازت ہے کہ وہ زکوٰۃ کے علاوہ خوش حال لوگوں پر ٹیکس لگا سکتا ہے یا ان کی فالتو چیزیں بے سروسامان مستحقین میں تقسیم کرسکتا ہے۔

مصیبت زدہ لوگوں کی مدد

(۲۵۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: لَمَّا جَآءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَقَدْ اَتَاھُمْ مَّا یُشْغِلُھُمْ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ: باب البکاء علی المیت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے، انھوں نے بتایا کہ جب حضرت

جعفرؓ کی شہادت کی خبر آئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”جعفرؓ کے گھر والوں کے لیے کھانا پکاؤ۔ ان پر ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جس نے انھیں اپنی گرفت میں لے کر (دنیا سے) بے خبر کر دیا ہے۔

کِبَرِ سِنّی کا لحاظ

(۲۶۰) عَنْ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَرَانِیُ فِی الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِمِسْوَاكٍ فَجَآءَ نِی رَجُلَانِ اَحَدُ هُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخرِ فَنَا وَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِیُ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهٗ اِلَی الْاَ كْبَرِ مِنْهُمَا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: باب السواک)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو خواب میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا، میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں سے ایک دوسرے سے (عمر میں) بڑا تھا، میں نے ان دونوں میں سے چھوٹے کو مسواک دے دی، مجھ سے کہا گیا، بڑے کو دو، پھر میں نے بڑے کو مسواک دے دی۔

اجتماعی آداب

(۲۶۱) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ: باب الشفقۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لوگوں سے ان کے مرتبے اور حیثیت کے مطابق پیش آؤ۔

تشریح: امیر ہو یا غریب، نیک ہو یا بد، چھوٹا ہو یا بڑا، قانون کی نگاہ میں سب برابر ہیں، حدوداللہ کے معاملہ میں ان میں سے کسی سے بھی ذرہ برابر رعایت نہیں کی جا سکتی، لیکن عام برتاؤ میں علم و تقویٰ اور دوسرے جائز امتیازات کا لحاظ بہر حال ضروری ہے۔ اسی بات کو ”اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ“ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

حقِّ رفاقت وصحبت

(۲۶۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِذَا وَدَّعَ رَجُلًا اَخَذَ بِيَدِهٖ فَلَا يَدَعُهَا حَتّٰی يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِیِّ وَيَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَاٰخِرَ

عَمَلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ: باب الدعوات)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو رخصت کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اسے نہ چھوڑتے یہاں تک کہ وہ خود آپ کا ہاتھ نہ چھوڑتا۔ (رخصت کرتے ہوئے فرماتے) میں تمہارا دین، امانت اور خاتمۂ عمل خدا کے حوالے کرتا ہوں۔

احباب سے بے تکلّفی

(۲۶۳) عَنْ بَكْرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَتَبَادَحُوْنَ بِالْبِطِّيْخِ فَاِذَا كَانَتِ الْحَقَائِقُ كَانُوْا هُمُ الرِّجَالُ۔ (الادب المفرد، باب المزاح)

ترجمہ: حضرت بکرؒ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام (ہنسی مذاق کے طور پر) ایک دوسرے کی طرف تربوز پھینکا کرتے تھے، لیکن جب لڑنے اور مدافعت کرنے کا وقت آتا تھا تو اس میدان کے شہسوار بھی صحابہ ہی ہوتے تھے۔

(۲۶۴) عَنْ مُحَمَّدِبْنِ زِيَادٍ قَالَ اَدْرَكْتُ السَّلَفَ اَنَّهُمْ لَيَكُوْنُوْنَ فِي الْمَنْزِلِ الْوَاحِدِ بِاَهَالِيْهِمْ فَرُبَّمَانَزَلَ عَلٰى بَعْضِهِمُ الضَّيْفُ وَقِدْرُاَحَدِ هِمْ عَلَى النَّارِ فَيَاْخُذُ هَا صَاحِبُ الضَّيْفِ لِضَيْفِهٖ فَيَفْقَدُ الْقِدْرَ صَاحِبُهَا فَيَقُوْلُ مَنْ اَخَذَالْقِدْرِ فَيَقُوْلُ صَاحِبُ الضَّيْفِ نَحْنُ اَخَذْنَا هَالِضَيْفِنَا فَيَقُوْلُ صَاحِبُ الْقِدرِبَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْهَا قَالَ مُحَمَّدٌ وَالْخُبْزُ مِثْلُ ذَالِكَ اِذَا خَبَزُوْا۔ (الادب المفرد۔ باب دالتۃ بعض اہل الاسلام علیٰ بعض)

ترجمہ: محمد بن زیادؒ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے سلف صالحین کو دیکھا ہے کہ ان کے کئی کنبے ایک ہی منزل (مکان) میں آباد ہوتے تھے، بارہا ایسا ہوتا جب ان میں سے کسی کے ہاں مہمان آتا اور کسی دوسرے رفیق کے ہاں ہنڈیا چولھے پر چڑھی ہوتی، تو مہمان والا ساتھی اپنے مہمان کے لیے ہنڈیا اتار کر لے جاتا (بعد میں) ہنڈیا والا ڈھونڈتا پھرتا اور (لوگوں سے) کہتا کہ ہنڈیا کون لے گیا، میزبان جواب دیتا کہ اپنے مہمان کے لیے ہم لے گئے تھے، اس وقت ہنڈیا والا کہتا خدا تمہارے لیے اس میں برکت دے۔ محمد (راوی) کہتے ہیں: جب روٹی پکتی تب بھی ایسی ہی صورت حال پیش آتی۔

توضیح: یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ باہمی اخلاص واعتماد زیادہ ہو، ورنہ عام حالات میں اس قسم کی بے تکلفی تلخیاں بھی پیدا کردیتی ہے۔

خوش مزاجی میں اعتدال

(۲۶۵) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ لَمْ یَکُنْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَحَزِّقِیْنَ وَلَا مُتَمَاوِتِیْنَ وَکَانُوْا یَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَفِیْ مَجَالِسِهِمْ وَیَذْکُرُوْنَ اَمْرَجَاهِلِیَّتِهِمْ فَاِذَا اُرِیْدَ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ اللّٰهِ دَارَتْ حَمَالِیْقُ عَیْنَیْهِ کَاَنَّهٗ مَجْنُوْنٌ۔

(الادب المفرد۔ باب الکبر)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نہ خشک مزاج تھے، اور نہ مُردوں کی سی چال چلتے تھے، وہ اپنی مجالس میں شعر پڑھ لیا کرتے تھے، اور دورِ جاہلیت کی باتوں کا بھی ذکر چھڑ جایا کرتا تھا (لیکن) جب اللہ کے حکم کے خلاف کوئی چیز ان میں سے کسی سے چاہی جاتی تو اس کی آنکھوں کی پتلیاں گھوم جاتیں، گویا وہ مجنون ہے۔

یعنی صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں ایسا معتدل مزاج پایا تھا کہ نہ تو وہ راہبوں اور تارک الدنیا لوگوں کی طرح بالکل خشک مزاج تھے اور نہ دنیا پرستوں کی طرح ظرافت اور قصہ بازی ان کا ہر وقت کا مشغلہ تھی بلکہ ظرافت کی چاشنی کے ساتھ دینی غیرت وحمیت سے بھی ان کے دل بھرپور تھے۔

کمزوروں اور ناتوانوں کی رعایت

(۲۶۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَالسَّقِیْمَ وَالْکَبِیْرَ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَذَاالْحَاجَةِ وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْیُطَوِّلْ مَاشَآءَ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: باب ماجاء علی الامام)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز ادا کرے، اس لیے کہ مقتدیوں میں کمزور، بیمار، بوڑھے (ایک روات میں ہے) اور ضرورت مند لوگ بھی ہیں اور جب تم میں سے کوئی خود (تنہا) نماز پڑھے تو جتنا چاہے اسے لمبا کردے۔

توضیح: نماز میں تخفیف کا مطلب یہ ہے کہ مسنون طریقہ سے زیادہ قرأت اور رکوع وسجود کو لمبا نہ کیا جائے۔ اس کا یہ منشا نہیں ہے کہ ارکان نماز کی ادائیگی میں اتنی جلد بازی سے کام لیا جائے کہ نماز کا وقار اور سکون واطمینان ہی غارت ہو کر رہ جائے۔

(۲۶۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ صَلَّیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوۃَ الْعِشَآءِ فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی مَضٰی نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ الَّیْلِ فَقَالَ خُذُوْا مَقَاعِدَکُمْ فَاَخَذْنَا مَقَاعِدَ نَا فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَاَخَذُوْا مَضَاجِعَھُمْ وَاِنَّکُمْ لَنْ تَزَالُوا فِیْ صَلٰوۃٍ وَلَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَسُقْمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اِلٰی شَطْرِ الَّیْلِ۔ (ابوداود، مشکوٰۃ: باب تعجیل الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء ادا کی، آپؐ (نماز کے لیے) باہر تشریف نہ لائے، یہاں تک کہ رات کا تقریباً نصف حصہ گزر گیا، آپؐ نے فرمایا، اپنی جگہوں پر بیٹھ جاؤ، ہم اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، آپؐ نے فرمایا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں اور اپنی خواب گاہوں میں آرام کر رہے ہیں، اور تم برابر نماز (کی حالت) میں شمار ہوگے جب تک کہ تم نماز کا انتظار کرتے رہوگے، اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کر دیتا۔

محنت پیشہ لوگوں کی رعایت

(۲۶۸) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ کَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ یُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یَاْتِیْ فَیَؤُمُّ قَوْمَہٗ فَصَلّٰی لَیْلَۃً مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْعِشَآءَ ثُمَّ اَتٰی قَوْمَہٗ فَاَمَّھُمْ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰی وَحْدَہٗ وَانْصَرَفَ فَقَالُوْا لَہٗ نَافَقْتَ یَافُلَانُ، قَالَ لَاوَاللّٰہِ لَاٰتِیَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّااَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّھَارِ وَاِنَّ مُعَاذًا صَلّٰی مَعَکَ الْعِشَاءَ ثُمَّ اَتٰی قَوْمَہٗ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی مُعَاذٍ فَقَالَ یَامُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ اِقْرَاْوَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا وَوَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ، وَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی۔ (بخاری، مسلم مشکوٰۃ: باب القراءۃ فی الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ معاذؓ بن جبل آں حضرت ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتے، پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور نماز پڑھاتے۔ ایک رات انھوں نے عشاء کی

نماز آپؐ کے ساتھ ادا کی، پھر اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کی امامت کی، انھوں نے (نماز میں) سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ ایک آدمی سلام پھیر کر (جماعت) سے الگ ہو گیا، اور تنہا نماز ادا کر کے (اپنے گھر) لوٹ آیا، لوگوں نے اس سے کہا، ارے میاں کیا تم منافق ہو گئے؟ اس نے جواب دیا نہیں، خدا کی قسم، میں آں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا (اور سارا قصہ آپ کو بتاؤں گا) (اس نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر) عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نواضح (کھیتوں کو سیراب کرنے والی اونٹنیاں) رکھتے ہیں۔ دن کے وقت ہم کام میں مشغول رہتے ہیں۔ معاذ کا حال یہ ہے کہ انھوں نے آپؐ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی، پھر وہ اپنی قوم میں آئے اور سورۂ بقرہ شروع کر ڈالی۔ آں حضور ﷺ معاذ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے معاذ کیا تم (لوگوں کو) فتنہ (آزمائش) میں ڈالنا چاہتے ہو، سورۂ شمس، سورۂ لیل اور سورۂ اعلیٰ (جیسی) سورتیں پڑھا کرو۔

نادار اور بے اثر افراد کا لحاظ

(۲۶۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ امْرَأَةً سَوْدَآءَ کَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابٌّ فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهَا اَوْ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ فَقَالَ اَفَلَا کُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ قَالَ فَکَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا اَوْ اَمْرَهٗ فَقَالَ دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهٖ فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰی عَلَیْهَا۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: باب المشی بالجنازہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک سیاہ فام عورت یا ایک نوجوان مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اسے نہ پایا تو اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ لوگوں نے کہا وہ تو فوت ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا، مجھے کیوں نہ اطلاع دی۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے اس کے انتقال کو ایک معمولی واقعہ سمجھتے ہوئے آپ کو اطلاع نہ دی، آپؐ نے فرمایا مجھے اس کی قبر بتلاؤ، لوگوں نے قبر بتلائی، آپؐ نے قبر پر پہنچ کر نماز جنازہ ادا کی۔

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) عام طور پر سوسائٹی میں جو لوگ اپنے علم، مال یا پیشے کی پستی کی وجہ سے نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ایسے لوگوں کا بھی بڑا خیال رکھتے اور لحاظ فرماتے تھے۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے جنازے میں شریک نہیں ہو سکا ہے تو وہ قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کر سکتا ہے۔

محتاجوں کی مدد

(۲۷۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِیْنِ كَالسَّاعِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ كَالْقَآئِمِ لَایَفْتُرُ وَاكَالصَّآئِمِ لَا یُفْطِرُ۔
(متفق علیہ، مشکوۃ: باب الشفقة)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، محتاج و نادار لوگوں کی مدد کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا، اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کی راہ (جہاد) میں سرگرمی دکھا رہا ہے۔ (راوی کا بیان ہے) میرا خیال ہے کہ آپؐ نے فرمایا، ایسا شخص اس شب زندہ دار کی طرح ہے جو نوافل کی ادائیگی سے تھکتا نہیں ہے۔ یا اس روزے دار کی طرح ہے جو اپنے روزوں کا تسلسل کبھی نہیں توڑتا۔

یتیموں سے حسن سلوک

(۲۷۱) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّا اَضْرِبُ یَتِیْمِیْ قَالَ مِمَّا كُنْتَ ضَارِبًا مِنْهُ وَلَدَكَ غَیْرَوَاقٍ مَالَكَ بِمَالِهٖ وَلَا مُتَأَثِّلًا مِّنْ مَّالِهٖ مَالًا۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے دریافت کیا کہ رسولؐ اللہ! میں اپنے زیر نگرانی یتیم کو کس صورت میں مار سکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا، جس بنا پر تم اپنے بچہ کو مارتے ہو، اسی بنا پر تم یتیم کے مارنے کا بھی حق رکھتے ہو، (لیکن تمہاری روش یہ نہ ہونی چاہیے) کہ اس کے مال کے بل بوتے پر تم اپنے مال کو بچانے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کرو۔ اور نہ اس کے مال میں سے کچھ سمیٹنے اور جمع کرنے کی کوشش کرو۔

خادموں سے حسنِ سلوک

(۲۷۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِكُمْ خَادِمُهٗ طَعَامَهٗ ثُمَّ جَآءَ بِهٖ وَقَدْ وَلِیَ حَرَّهٗ وَدُخَانَهٗ فَلْیُقْعِدْهُ مَعَهٗ فَلْیَاْكُلْ فَاِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِیْلًا فَلْیَضَعْ فِیْ یَدِهٖ مِنْهُ اُكْلَةً اَوْاُكْلَتَیْنِ۔ (مسلم، مشکوۃ: باب النفقات)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں

سے کسی کا خادم گرمی اور دھواں برداشت کرتے ہوئے کھانا تیار کر کے لائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ خادم کو بھی اپنے ہمراہ بٹھالے اور خادم کو بھی چاہیے کہ (وہ احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوتے ہوئے) کھانے میں شامل ہو جائے، ہاں اگر کھانا تھوڑا ہو تو (کم از کم) اس کے ہاتھ پر ایک دو لقمے ضرور ہی رکھ دے۔

حیوانات سے برتاؤ

(۲۷۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ مِّنَ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اِلَيْهِ تَعَالىٰ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِّنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: باب ما یحل اکلہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نبیوں میں سے ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹا، تو انھوں نے چیونٹیوں کی پوری بستی کو جلا ڈالنے کا حکم دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹا تھا، لیکن تم نے خدا کی حمد وثنا کرنے والی ایک امت ہی کو جلا ڈالا۔

توضیح: ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے آگ کا عذاب دینے سے منع فرمایا ہے، اس بنا پر بعض اہلِ علم کھٹمل وغیرہ جیسے موذی جانوروں کو کھولتے ہوئے گرم پانی سے مارنے کے قائل نہیں ہیں۔ اور اس حدیث سے جو طرزِ عمل ثابت ہوتا ہے، اسے امت محمدیہؐ کے لیے منسوخ قرار دیتے ہیں۔ اس بارے میں قرینِ صواب طرزِ عمل یہ ہے کہ عام حالات میں تو ممانعت والی حدیث ہی پر کاربند ہونا چاہیے، ہاں اگر کوئی ناگزیر صورت پیش آ جائے تو مذکورہ بالا حدیث پر بھی عمل ہو سکتا ہے۔

(۲۷۴) عَنْ سُهَيْلِ بْنِ الْحَنْظَلَةِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهٗ بِبَطْنِهٖ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَآئِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَّاتْرُكُوْهَا صَالِحَةً۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب النفقات)

ترجمہ: حضرت سہیل بن حنظلہؓ سے روایت ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایسے اونٹ پر سے ہوا جس کی پیٹھ پیٹ سے چپک گئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا۔ ان بے زبان

مویشیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان پر سواری کرو جب کہ یہ سواری کے قابل ہوں اوران کو چھوڑو جب کہ ان میں کچھ دم خم باقی رہ گیا ہو۔

تشریح: یعنی ان سے اتنا کام نہ لو کہ بالکل ادھ موا ہی کر کے ان کو چھوڑ دو۔ ایسی حالت میں فارغ کردو کہ دوبارہ بھی کام آسکیں۔

عام لوگوں پر رحم

(۲۷۵) عَنْ جَرِيْرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَايَرْحَمُ النَّاسَ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ۔ باب الشفقۃ)

ترجمہ: جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو خود لوگوں پر رحم نہیں کھاتا۔

(۹)

اجتماعی محاسن

مخلصانہ نصیحت

(۲۷۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ اَخُوا لْمُسْلِمِ لَا یَخْذُ لُهٗ وَلَا یَكْذِبُهٗ وَلَا یَظْلِمُهٗ وَاِنَّ اَحَدَكُمْ مِرْآةُ اَخِیْهِ فَاِنْ رَاٰی اَذًی فَلْیُمِطْ عَنْهُ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اسے بے یارومددگار چھوڑے، نہ اس سے جھوٹ بولے، نہ اس پر ظلم کرے، اور بے شک تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ اگر وہ کوئی عیب دیکھے تو اس سے دور کردے۔

توضیح: اس روایت میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے بہ منزلہ آئینہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک نہایت معنی خیز تشبیہ ہے۔ اس تشبیہ کو سامنے رکھتے ہوئے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان سے تعلق کی مندرجہ ذیل شکلیں سامنے آجاتی ہیں:

(۱) آئینہ چہرے کے داغ دھبّے اتنے ہی بتاتا ہے جتنے فی الواقع پائے جاتے ہیں، نہ ان میں کمی کرتا ہے اور نہ زیادتی۔

(۲) یہ داغ دھبّے بھی اسی وقت بتاتا ہے جب کہ چہرہ سامنے ہو، اگر چہرہ سامنے سے ہٹ جائے تو آئینہ کی زبان بھی خموش ہوجاتی ہے۔

(۳) آج تک کہیں یہ نہیں سنا گیا کہ کسی نے آئینہ میں اپنے داغ دھبّے دیکھ کر جھنجھلاہٹ

اور غصے کا اظہار کیا ہو، بلکہ اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ زبان حال سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کو بڑی احتیاط سے محفوظ جگہ رکھ دیا جاتا ہے تاکہ آئندہ ضرورت کے وقت کام آ سکے۔

(۴) آئینہ داغ دھبے اس وقت بتلاتا ہے، جبکہ وہ چہرے کے بالکل سامنے ہو، آئینہ اگر سر سے اونچا ہو، یا نیچے کی طرف ہو تو وہ اصل مقصد کے لیے مفید نہیں ہو سکتا اب تشبیہ اور استعارے کا انداز چھوڑ کر صاف لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ آئینہ کے ساتھ تشبیہ دے کر رسول اللہ ﷺ نے ہم کو چار ہدایات دی ہیں:

(۱) کسی مسلمان کا عیب بیان کرنا ہو تو اسی قدر بیان کرو جتنا فی الواقع موجود ہے۔

(۲) عیب سامنے بیان کیا جائے نہ کہ پیٹھ پیچھے۔

(۳) جو ہمارا عیب بتلائے یا تنقید کرے اس سے ناراض ہونے کے بجائے اس کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

(۴) ناصح اور ناقد کو چاہیے کہ تنقید کرتے ہوئے نہ تو اپنی بڑائی اور بلندی کا اظہار ہو، اور نہ تملق اور چاپلوسی کا رویہ اختیار کیا جائے۔

ظلم کی روک تھام

(۲۷۷) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ اَنْصُرُہٗ مَظْلُوْمًا فَکَیْفَ اَنْصُرُہٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذٰلِكَ نَصْرُكَ اِیَّاہُ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ: باب الشفقۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم، ایک آدمی نے دریافت کیا، یا رسول اللہ مظلوم ہونے کی حالت میں تو میں اس کی مدد کر سکتا ہوں، لیکن جب کہ وہ ظالم ہو تب اس کی مدد کیسے کر سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا اس کو ظلم سے روک دینا ہی اس کی مدد ہے۔

محبت و ہمدردی

(۲۷۸) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ: باب الشفقۃ)

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن، مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے۔ جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کے لیے سہارا بنتا ہے۔ پھر آپؐ نے مثال دیتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ یعنی مسلمانوں کو اس طرح مل کر رہنا چاہیے کہ وہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن سکیں۔

(۲۷۹) عَنِ النُّعْمَانِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ، اِنِ اشْتَكٰى رَأْسُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ۔ (مشکوٰۃ: باب الشفقۃ)

ترجمہ: نعمانؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمام مسلمان فرد واحد کی طرح ہیں، اگر آنکھ دکھتی ہے تو پورا بدن بے قرار ہو جاتا ہے، اگر سر میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم بے چینی اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔

باہمی میل جول

(۲۸۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ مَأْلَفٌ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ: باب الشفقۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن سراپا محبت و الفت ہے، اس میں کوئی خیر نہیں جو نہ کسی سے الفت رکھتا ہے اور نہ کوئی اِس سے مانوس ہے۔

حسنِ معاملہ

(۲۸۱) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَنْجَاهُ اللّٰہُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: ابوقتادہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اپنا حق اس سے معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی سختیوں سے اس کو نجات دے گا۔

(۲۸۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰى وَاِذَا اقْتَضٰى۔ (بخاری، مشکوٰۃ: باب المساہلہ)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس انسان پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت اور تقاضا کرتے وقت نرمی اور فیاضی سے کام لیتا ہے۔

(۲۸۳) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ

النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَآءِ۔ (ترمذی، مشکوۃ: باب المساہلہ)

ترجمہ: ابوسعیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، راست باز، امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

تشریح: اس روایت سے واضح ہوتا ہے، دین صرف چند مراسم عبادات ہی کا نام نہیں ہے، بلکہ معاملات میں دیانت وراستبازی بھی دین کا ایک اہم حصہ ہے اس کے بغیر مراسم عبادت کی بجا آوری خدا کے ہاں کوئی وزن نہیں رکھتی۔

باہمی مشورہ کی اہمیت

(۲۸۴) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ وَلَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔ (المعجم الصغیر)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہ ہوگا، جس نے کسی (اہم قدم اٹھانے سے قبل) مشورہ کرلیا وہ ندامت و پشیمانی سے دوچار نہ ہوگا اور جس نے میانہ روی اختیار کی وہ فقر و فاقہ میں مبتلا نہ ہوگا۔

مسلمان بھائی کی حمایت

(۲۸۵) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ اَخِيْهِ بِالْمَغِيْبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰہِ اَنْ يُّعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (بیہقی، مشکوۃ: باب الشفقۃ)

ترجمہ: اسماء بنت یزیدؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے مسلمان بھائی کے گوشت کی اس کی غیر حاضری میں مدافعت کی، تو اللہ پر لازم ہے کہ اسے جہنم کی آگ سے آزاد کردے۔

تشریح: یعنی اگر کسی مسلمان بھائی کی غیبت ہورہی ہو، تو دوسرے سننے والوں کو اس موقع پر خاموش نہیں رہنا چاہیے، بلکہ اس مظلوم بھائی کی (جس کی غیبت کی جارہی ہے) پوری پوری مدافعت کرنی چاہیے۔ یہاں 'لحم اخیہ' (اپنے بھائی کا گوشت) کا محاورہ قرآن کی اس آیت سے لیا گیا ہے اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا۔ (پ:۲۶، سورۃ الحجرات) ''کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت تناول کرے۔''

حسنِ ظن

(۲۸۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حسن ظن (خوش گمانی) عبادت ہی کی ایک شاخ ہے۔

تشریح: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق حسن ظن کی بنیاد پر ہونا چاہیے، اور یہ حسنِ ظن اس وقت تک قائم رہنا چاہیے جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو اس بارے میں نا اہل ثابت نہ کر دے۔

مجلسی آداب

(۲۸۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا یَتَنَا جَا اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ فَاِنَّهٗ یُحْزِنُهٗ فِیْ ذَالِكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قُلْنَا فَاِنْ کَانُوْا اَرْبَعَةً قَالَ لَا یَضُرُّهٗ۔

(الادب المفرد۔ باب اذا کانوا اربعة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم تین ہو تو تم میں سے دو تیسرے سے الگ ہو کر بات نہ کریں کیونکہ اسے یہ چیز رنج پہنچائے گی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے عرض کیا ''اگر چار ہوں تو؟'' آں حضورؐ نے فرمایا ''تب کچھ حرج نہیں۔''

(۲۸۸) عَنْ سَعِیْدِنِ الْمَقْبُرِیِّ قَالَ مَرَرْتُ عَلَی ابْنِ عُمَرَ وَمَعَهٗ رَجُلٌ یَّتَحَدَّثُ فَقُمْتُ اِلَیْهِمَا فَلَطَمَ فِیْ صَدْرِیْ فَقَالَ اِذَاوَجَدْتَّ اثْنَیْنِ یَتَحَدَّثَانِ فَلَا تَقُمْ مَعَهُمَا وَلَا تَجْلِسْ مَعَهُمَا حَتّٰی تَسْتَاذِ نَهُمَا فَقُلْتُ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ یَااَبَاعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّمَا رَجَوْتُ اَنْ اَسْمَعَ مِنْکُمَا خَیْرًا۔ (الادب المفرد، باب اذارای قومًا یتنا جون فلایدخل علیهم)

ترجمہ: سعید مقبری سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میرا گزر حضرت عبدؓاللہ بن عمر کے پاس سے ہوا، ان سے ایک شخص بات کر رہا تھا۔ میں ان کے پاس جا کھڑا ہوا۔ انھوں نے میرے سینے پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا، جب تم دو آدمیوں کو بات کرتے ہوئے پاؤ تو نہ ان کے پاس کھڑے ہو اور نہ ان کے ساتھ بیٹھو، تاوقتیکہ تم ان سے اجازت نہ لے لو، میں نے کہا، اے ابو عبدالرحمٰن! خدا آپ کو نیکی دے، میں نے تو صرف یہ توقع کی تھی کہ آپ دونوں سے کوئی بھلی بات سن لوں گا۔

(۲۸۹) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ اِذَا تَنَخَّعَ بَیْنَ یَدَیِ الْقَوْمِ فَلْیُوَارِ بِکَفَّیْهِ حَتّٰی تَقَعَ نُخَاعَتُهٗ اِلَی الْاَرْضِ وَاِذَا صَامَ فَلْیَدَّھِنْ لَایُرٰی عَلَیْهِ اَثَرُالصَّوْمِ۔

(الادب المفرد۔ باب اذا تنخع و ھومع القوم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا، جب مجلس میں کسی کو ناک صاف کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کی آڑ کر لے، یہاں تک کہ ناک کا فضلہ زمین پر گر جائے اور جب کوئی روزہ رکھے تو تیل لگا لے تا کہ بظاہر روزہ کا اثر معلوم نہ ہو سکے۔

گھروں میں آنے جانے کے آداب

(۲۹۰) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ یَسْتَاْذِنُ الرَّجُلُ عَلٰی وَلَدِہٖ وَاُمِّهٖ وَاِنْ کَانَتْ عَجُوزًا وَاَخِیْهِ وَاُخْتِهٖ وَاَبِیْهِ۔ (الادب المفرد۔ باب یستاذن علیٰ ابیه و ولده)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ انسان کو اپنی اولاد، ماں خواہ بوڑھی کیوں نہ ہو، بھائی، بہن، باپ، (ان سب کے) گھروں میں اجازت سے داخل ہونا چاہیے۔

دوستی کے آداب

(۲۹۱) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ، باب الحب)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ دوستی قائم کرنے سے پہلے تمہیں دیکھ لینا چاہیے کہ تم دوستی کس سے کر رہے ہو۔

(۲۹۲) عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرَبؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَلْیُخْبِرْهُ اَنَّهٗ یُحِبُّهٗ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب الحب)

ترجمہ: حضرت مقدام بن معدیکربؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی سے محبت رکھتا ہو، تو اسے چاہیے کہ اس کو بتلا دے کہ وہ اسے محبوب رکھتا ہے۔

(۲۹۳) عَنْ اَبِی سَعِیْدٍؓ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ۔ باب الحب)

ترجمہ: ابوسعیدؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، صرف مومن سے رفاقت اور دوستی اختیار کرو، اور تمہارے دسترخوان پر صرف پاکباز لوگ ہی بیٹھیں۔

توضیح: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بے ضرر قسم کے کفار و فساق سے بھی کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیے، بلکہ اصل منشا یہ ہے کہ دوستانہ گہرے روابط اور راز دارانہ تعلقات صرف انہی لوگوں سے ہونے چاہئیں جن کی سیرت و اخلاق پر پورا پورا اعتماد ہو۔

دوستی کے اثرات

(۲۹۴) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ كَحَا مِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ يُحْذِ يَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَمِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيْرِ اِمَّا اَنْ يُحَرِّقَ ثِيَابَكَ وَاِمَّااَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ۔ باب الحب)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مُشک وعنبر اٹھانے والے اور لوہار کی بھٹی دھونکنے والے جیسی ہے۔ مشک و عنبر والا یا تو تمہیں کچھ دے دے گا یا تم اس سے کچھ خرید لو گے یا (کم از کم) تم اس کے ہاں خوشبو سونگھ لو گے۔ (لیکن) بھٹی دھونکنے والا، تو وہ تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تم اس کے ہاں دماغ کو سزا دینے والی بدبو پاؤ گے۔

دوستی اور دشمنی میں میانہ روی

(۲۹۵) عَنْ اَسْلَمَ عَنْ عُمَرَؓ قَالَ لَا يَكُنْ حُبُّكَ كَلَفًا وَلَا بُغْضُكَ تَلَفًا فَقُلْتُ كَيْفَ ذَالِكَ قَالَ اِذَا اَحْبَبْتَ كَلِفْتَ كَلَفَ الصَّبِيِّ وَاِذَا اَبْغَضْتَ اَحْبَبْتَ لِصَاحِبِكَ التَّلَفَ۔ (الادب المفرد)

ترجمہ: اسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ سے روایت فرمایا، تمہاری محبت جنون کی شکل نہ اختیار کرنے پائے اور تمہاری دشمنی ایذا رسانی کا باعث نہ بننے پائے۔ میں نے کہا ''وہ کیسے؟'' آپؐ نے فرمایا ''(وہ یہ ہے کہ) جب تم محبت کرو تو طفلانہ حرکات کرنے لگو اور جب کسی سے ناراض ہو تو اس کی جان و مال تک کی تباہی اور بربادی کی آرزو کرو۔

(۲۹۶) عَنْ عُبَیْدِ ِ الْکِنْدِیِّؒ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ اَحْبِبْ حَبِیْبَكَ هَوْنًا مَّا عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ بَغِیْضَكَ یَوْمًا مَّا وَابْغِضْ بَغِیْضَكَ هَوْنًا مَّا عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ حَبِیْبَكَ یَوْمًا مَّا۔ (الادب المفرد: باب احبب حبیبک)

ترجمہ: عبید کندی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو سنا فرمارہے تھے، اپنے دوست سے دوستی میں نرمی (میانہ روی) اختیار کرو، ہوسکتا ہے کہ کسی وقت وہ تمہارا دشمن بن جائے۔ اسی طرح دشمن سے دشمنی کا برتاؤ کرنے میں بھی نرمی (اعتدال کی راہ) اختیار کرو، ہوسکتا ہے کہ کسی دن وہ تمہاری دوستی کا دم بھرنے لگے۔

خوش مزاجی

(۲۹۷) عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لِاِمْرَأَةٍ عَجُوْزٍ اِنَّهٗ لَا تَدْ خُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ فَقَالَتْ مَالَهُنَّ وَکَانَتْ تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَهَا اَمَاتَقْرَاِیْنَ الْقُرْاٰنَ اِنَّا اَنْشَاْنَا هُنَّ اِنْشَاءً فَجَعَلْنَا هُنَّ اَبْکَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا۔ (مشکوٰۃ۔ باب المزاح)

ترجمہ: حضرت انسؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ اس نے عرض کیا کہ بوڑھی عورتوں نے کیا گناہ کیا؟ یہ عورت قرآن پڑھا کرتی تھی، آپؐ نے فرمایا کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا کہ ''ہم انھیں دوبارہ پیدا کریں گے، (اس طرح کہ) وہ نوجوان ہوں گی، ہم عمر ہوں گی، اور ان کے دلوں میں اپنے شوہروں کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوگی۔

تشریح: بڑھیا جنت میں داخل تو ہوگی لیکن بڑھاپے کی ناتوانیوں اور چہرے کی جھریوں کے ساتھ نہیں بلکہ جوانی کی بہار سے لطف اندوز ہوتے ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کی اس ابدی نعمت سے سرفراز ہوگی۔

(۲۹۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَخَذَا النَّبِیُّ ﷺ بِیَدِ الْحَسَنِ اَوِالْحُسَیْنِ ثُمَّ وَضَعَ قَدَمَیْهِ عَلٰی قَدَمَیْهِ ثُمَّ قَالَ تَرَقَّ۔ (الادب المفرد۔ باب المزاح مع الصبی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے امام حسنؓ یا امام حسینؓ کے دونوں پاؤں اپنے دونوں قدموں پر رکھے پھر فرمایا، بچے! چڑھ جا۔

تشریح: بچوں کے ساتھ خوش مزاجی سے پیش آنا زہد وتقویٰ کے منافی نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ خوش مزاجی حد سے بڑھ جائے تو بچوں میں غلط اور خطرناک عادتیں پیدا ہوسکتی ہیں۔

(۱۰)

اجتماعی مفاسد

زبان کی بے احتیاطی

(۲۹۹) عَنْ سَھْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ یَّضْمَنْ لِّیْ مَابَیْنَ لِحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ ۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت سہلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مجھے (دو چیزوں) زبان اور عصمت کی ضمانت دے، میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں گا۔

غیر ذمّہ دارانہ گفتگو

(۳۰۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَاسَمِعَ۔ (مسلم مشکوٰۃ۔ باب الاعتصام)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ جو کچھ سنے اسے (بلا تحقیق) بیان کردے۔

(۳۰۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَۃِ الرَّجُلِ فَیَأْتِی الْقَوْمَ فَیُحَدِّثُھُمْ بِالْحَدِیْثِ مِنَ الْکَذِبِ فَیَتَفَرَّقُوْنَ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْھُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْھَہٗ وَلَآ اَدْرِیْ مَا اسْمُہٗ یُحَدِّثُ۔ (مسلم، مشکوٰۃ: کتاب الآداب)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ شیطان انسانی شکل بنا کر لوگوں کے پاس پہنچتا ہے اور ان کو جھوٹی افواہیں سناتا ہے۔ (اس کے بعد) لوگ منتشر

ہوجاتے ہیں۔ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میں نے ایسے شخص کو باتیں کرتے ہوئے سنا تھا جس کا حلیہ تو میں جانتا ہوں (لیکن) معلوم نہیں اس کا نام کیا ہے۔

توضیح: اس روایت سے معلوم ہوا کہ جھوٹی افواہیں اڑانا اور بلا تحقیق اس قسم کی افواہوں پر یقین کر لینا دونوں شیطانی کام ہیں۔

(۳۰۲) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِى قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، آپ کو صفیہ کی طرف سے ایسا اور ایسا ہونا یعنی پستہ قد ہونا کافی ہے، یعنی اس کی مذمت میں یہی بات کیا کم ہے کہ وہ ناٹے قد کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا، تم نے ایسی بات کہہ دی ہے کہ اگر وہ سمندر میں ملادی جائے تو اس پر بھی غالب آجائے یعنی اسے بھی کڑوا کر دے۔

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) سوکنوں سے باہمی رشک کا معاملہ ایسا طبعی تقاضا ہے کہ عورت خواہ تقویٰ کی انتہائی بلندی پر کیوں نہ ہو کسی نہ کسی حد تک اسے پورا کیے بغیر نہیں رہ سکتی، اس جذبے کو بالکل فنا نہیں کیا جاسکتا، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اس کی تلخیوں کو تعلیم و تربیت کے ذریعے کم سے کم کر دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر بروقت رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ فرمائی۔

(۲) شوہر کی یہ بڑی بھاری ذمہ داری ہے کہ وہ گھر والوں کی دینی تربیت اور اخلاقی اصلاح سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہ ہو۔

(۳) زبان کے استعمال کے معاملہ میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، اس بارے میں ذرا سی بے احتیاطی دنیا و آخرت میں نہایت خطرناک نتائج سامنے لاسکتی ہے۔

خصوصاً خواتین کو تو اپنی زبان پر کڑی نگرانی رکھنی چاہیے۔ عام طور پر گفتگو میں ان سے بہت زیادہ بے احتیاطی ہوجاتی ہے اور غیبت، بدگوئی کی شراب میں جب وہ مدہوش ہوتی ہیں تو نہ اپنے ان کی زبان سے محفوظ رہتے ہیں اور نہ پرائے ان کی زد سے بچ سکتے ہیں۔

فحش کلامی

(۳۰۳) عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَاْذَنَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ بِئْسَ اَخُوا لْعَشِیْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطَ اِلَیْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ لَهٗ کَذَا وَکَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ، فِیْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَتٰی عَاهَدْتِّنِیْ فَحَّاشًا، اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ تَرَکَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهٖ اَوِ اِتِّقَاءَ فُحْشِهٖ۔ (بخاری، مشکوٰۃ: کتاب الآداب)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک شخص نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے گھر والوں سے کہا، اسے اندر آنے دو، یہ اپنے قبیلے کا کیا ہی بُرا شخص ہے، جب وہ آپؐ کے روبرو آکر بیٹھا، تو بہت ہی خندہ پیشانی سے پیش آئے، جب وہ آدمی چلا گیا، تو حضرت عائشہؓ نے کہا، یارسول اللہ! آپؐ نے اس شخص کے بارے میں (پہلے تو) ایسا اور ایسا فرمایا، لیکن بعد میں ملاقات کے وقت آپؐ اس سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ آپؐ نے فرمایا، تم نے مجھے فحش گو کب پایا ہے۔ قیامت کے دن بدترین انسان وہ ہوگا جس سے لوگ اس کی شرارت یا فحش کلامی کی بنا پر کتراتے ہوں۔

توضیح: عام طور پر ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے ہنس مکھ چہرے کے ساتھ ملنا چاہیے۔ چڑچڑا پن، بدمزاجی اور فحش کلامی اللہ تعالیٰ کو بہت ہی ناپسند ہے۔

(۲) اگر معاشرہ میں کوئی شخص فساد پھیلانا چاہتا ہے تو اس کے شر سے لوگوں کو بچانے کے لیے اس کی غیر حاضری میں اس کی مذمت کی جاسکتی ہے۔

حلف بازی

(۳۰۴) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِیَّاکُمْ وَکَثْرَةَ الْحَلْفِ فِی الْبَیْعِ فَاِنَّهٗ یُنَفِّقُ ثُمَّ یَمْحَقُ۔ (مسلم: باب المساہلۃ فی المعاملہ)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے اور حلف اٹھانے سے پرہیز کرو، اس لیے کہ یہ حلف بازی (پہلے پہل) کاروباری چلا دیتی ہے اور پھر (برکت کو) مٹا ڈالتی ہے۔

تحقیر آمیز ہنسی مذاق

(۳۰۵) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ مَرَّرَجُلٌ مُّصَابٌ عَلٰی نِسْوَةٍ فَتَضَاحَکْنَ بِهٖ یَسْخَرْنَ فَاُصِیْبَ بَعْضُهُنَّ۔ (الادب المفرد، باب الجزیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک مصیبت زدہ شخص چند عورتوں کے پاس سے گزرا وہ اس کا مذاق اڑانے لگیں، نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں سے ایک عورت اسی بیماری میں مبتلا ہوگئی۔

تشریح: غالباً اس روایت میں رَجُلٌ مُصَابٌ سے مُراد مِرگی زدہ شخص ہے۔

سوءِ ظن

(۳۰۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ۔ (مشکوٰۃ: کتاب الاداب)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گمان، اٹکل اور بے بنیاد قیاس آرائیوں سے بچو۔ اس لیے کہ گمان بڑا جھوٹ ہے۔

(۳۰۷) عَنْ بِلَالِ بْنِ سَعْدٍؓ اَنَّ مُعَاوِیَةَؓ کَتَبَ اِلٰی اَبِی الدَّرْدَاءِ اُکْتُبْ اِلَیَّ فُسَّاقَ دِمَشْقَ، فَقَالَ مَالِیَ وَفُسَّاقُ دِمَشْقَ وَمِنْ اَیْنَ اَعْرِفُهُمْ ، فَقَالَ ابْنُهٗ بِلَالٌ اَنَا اَکْتُبُهُمْ، فَکَتَبَهُمْ قَالَ مِنْ اَیْنَ عَلِمْتَ مَا عَرَفْتَ اَنَّهُمْ فُسَّاقٌ اِلَّا وَاَنْتَ مِنْهُمْ اِبْدَءْ بِنَفْسِكَ وَلَمْ یُرْسِلْ بِاَسْمَآئِهِمْ۔ (الادب المفرد۔ باب الظن)

ترجمہ: بلال بن سعدؒ سے روایت ہے کہ امیر معاویہؓ نے ابوالدرداءؓ کو خط لکھا کہ مجھے دمشق کے فساق (اوباش) لوگوں کے نام لکھ بھیجو، ابوالدرداءؓ نے کہا، میرا دمشق کے اوباشوں سے کیا تعلق؟ میں کس طرح ان کو پہچان سکتا ہوں؟ ان کے صاحبزادے بلالؒ نے کہا، میں ان کے نام لکھ دیتا ہوں (اس کے بعد) بلالؒ نے ان کے نام لکھ ڈالے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے کہا، یہ نام تمہیں کہاں سے معلوم ہوئے؟ اوباشوں کے نام اسی صورت میں معلوم ہو سکتے ہیں جب کہ خود تمہارا تعلق بھی ان سے رہا ہو، (اس لیے) سرفہرست اپنا نام لکھو، ابوالدرداءؓ نے ناموں کی یہ فہرست امیر معاویہؓ کے پاس نہ بھیجی۔

تجسّس اور عیب جوئی

(۳۰۸) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتٰی بَیْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاَلْقَمَ عَیْنَہٗ خَصَاصَ الْبَابِ فَاَخَذَ سَھْمًا اَوْ عُوْدًا مُحَدَّدًا فَتَوَخَّی الْاَعْرَابِیَّ لِیَفْقَأَ عَیْنَ الْاَعْرَابِیِّ فَذَھَبَ فَقَالَ اَمَا اِنَّکَ لَوْ ثَبَتَّ لَفَقَأْتُ عَیْنَکَ۔ (الادب المفرد۔ باب النظر فی الدور)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) آں حضور ﷺ کے پاس آیا، اور (اندر دیکھنے کے لیے) اس نے اپنی آنکھ دروازے کے شگاف میں گھسادی، آپؐ نے تیر یا نوک دار لکڑی ہاتھ میں لی اور اس اعرابی کی طرف قصد کیا تاکہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔ یہ دیکھ کر وہ چلتا بنا۔ تب آپؐ نے فرمایا، اگر تو یہاں ٹھہرا رہتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا۔

توضیح: اسلام میں تجسّس منع ہے، اس قسم کی حرکت جو اس حدیث میں بیان ہوئی ہے، وہی لوگ کرتے ہیں جن کو دوسروں کی عیب ٹٹولنے میں لذت محسوس ہوتی ہے۔

چغلی

(۳۰۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ عَنْ اَحَدٍ شَیْئًا، فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَیْکُمْ وَاَنَا سَلِیْمُ الصَّدْرِ۔

(ترمذی، باب حفظ اللسان، ریاض الصالحین۔ باب النہی عن نقل الحدیث وکلام الناس)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب میں سے کسی کے بارے میں مجھے کوئی بات نہ پہنچائے۔ اس لیے کہ میں چاہتا ہوں کہ میری ملاقات تم لوگوں سے اس حال میں ہو کہ میرا سینہ ہر ایک سے صاف ہو۔ یعنی کسی کی طرف سے میرے دل میں کوئی کینہ یا رنجش موجود نہ ہو،

(۳۱۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَۃُ قَالُوْا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَہُ قَالَ اَفَرَأَیْتَ اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ، قَالَ اِنْ کَانَ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَہٗ، وَاِذَا قُلْتَ مَا لَیْسَ فِیْہِ فَقَدْ بَھَتَّہٗ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ باخبر ہیں، آپؐ نے

فرمایا، تمہارا اپنے (مسلمان) بھائی کے بارے میں ایسی باتیں بیان کرنا جنہیں وہ ناپسند کرتا ہے غیبت ہے۔ سوال کیا گیا اگر واقعی کوئی عیب موجود ہو اور اس کا اظہار کیا جائے تو کیا یہ بھی غیبت ہے، آپؐ نے فرمایا ہاں، اگر کسی واقعی عیب کو بیان کیا جائے تو یہ غیبت ہے، اور اگر یہ عیب موجود نہیں ہے تو پھر اس قسم کا طرزِ عمل بہتان تراشی ہے۔

(۳۱۱) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَاالْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطَبَانِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهٗ وَاَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ الْعَصَاعَنْ عَاتِقِهٖ۔ (بخاری۔ ریاض الصالحین مصری۔ باب بیان مایباح من الغیبہ)

ترجمہ: فاطمہؓ بنت قیس سے روایت ہے کہ میں آں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے پاس ابوجہمؓ اور معاویہؓ نے پیغامِ نکاح بھیجا ہے (آپؐ کی کیا رائے ہے؟) آپؐ نے فرمایا، معاویہ تو نادار مفلس آدمی ہے اس کے پاس مال نہیں ہے، اور ابوجہم اپنی لاٹھی اپنے کندھے سے ہٹاتا ہی نہیں ہے (یعنی بڑا مرکھنا ہے)

توضیح: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ذمہ دار شخص سے مشورہ لیتے وقت اگر کسی متعلقہ شخص کا عیب بیان کر دیا جائے تو یہ غیبت میں شمار نہ ہوگا۔ ایسا کرنا اجتماعی مصالح کی بنا پر نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ بعض حالات میں ضروری ہوتا ہے۔

(۳۱۲) عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ هِنْدُ اِمْرَأَةُ اَبِيْ سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَ وَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ ؟ قَالَ: خُذِيْ مَايَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (بخاری۔ ریاض الصالحین: باب بیان مایباح من الغیبۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ابوسفیانؓ کی بیوی ہندہؓ نے آں حضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ابوسفیانؓ بخیل آدمی ہے، وہ مجھے اتنا (خرچ) نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو سکے، الّا یہ کہ میں خود ہی اس کی لاعلمی میں کچھ لے لوں، آپؐ نے فرمایا، جو تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو سکے اتنا معروف (دستور) کے مطابق لے لو۔

توضیح: (۱) غیبت عام حالات میں ناجائز ہے لیکن اگر کسی صاحب علم سے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے اصل واقع کی نوعیت سمجھانے کے لیے کسی متعلقہ شخص کے عیب کا اظہار ہو جائے تو اس کا شمار ممنوع غیبت میں نہ ہوگا۔

(۲) اگر شوہر، بیوی اولاد کے ضروری مصارف پورے کرنے میں بھی کوتاہی کرتا ہے تو عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ بقدر ضرورت شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے لے سکتی ہے۔

(۳) ''بالمعروف'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے معاشرتی معاملات میں عرفِ عام اور رواج کا لحاظ کیا جائے گا، الّا یہ کہ کوئی ایسی صورت ہو جس سے شریعت کی کسی نص سے انحراف لازم آئے۔

غیبت کے حدود

(۳۱۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَظُنُّ فُلَا نًا وَفُلَا نًا يَّعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا۔ (بخاری۔ ریاض الصالحین: باب بیان ما یباح من الغیبۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نہیں گمان کرتا کہ فلاں فلاں اشخاص ہمارے دین کے بارے میں کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں۔

توضیح: بظاہر یہاں غیبت کا انداز (معلوم ہوتا ہے) لیکن مصلحتِ دین کی بنا پر کسی مسلمان کی پیٹھ پیچھے ایسی خامی یا کمزوری بیان کی جاسکتی ہے جس سے ذاتی انتقام کے جذبہ کی تسکین یا لذتِ نفس مقصود نہ ہو بلکہ اس لیے کہ دوسرے مسلمان اس کے شر سے محفوظ رہیں یا اس کے علم وتقویٰ کے بارے میں غلط اندازے کی بنا پر دھوکہ نہ کھائیں۔

مُردوں کی غیبت

(۳۱۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا۔ (بخاری، مشکوٰۃ: باب المشی بالجنازہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مُردوں کو برا بھلا مت کہو، اس لیے کہ جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا ہے اسے پاچکے ہیں۔

یعنی کسی کے مرنے کے بعد اس کی برائی کرنا جائز نہیں، جو کچھ اس نے برے عمل کئے ہیں ان کی سزا وہ خدا کے ہاں بھگت رہا ہے، اب اس کی مذمت کرکے خواہ مخواہ اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنے سے کیا فائدہ؟

دو رُخا پن

(۳۱۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَجِدُوْنَ شَرَّالنَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ذَاالْوَجْهَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ هٰٓؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰٓؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب الآداب)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن لوگوں میں بدترین انسان دو چہروں والے (دو غلے) کو پاؤ گے، جو ان لوگوں کے پاس ایک چہرے سے آتا ہے اور دوسروں کے پاس دوسرے چہرے سے آتا ہے۔

تشریح: یعنی یہاں کچھ رنگ ہے اور وہاں کچھ اور رنگ، یعنی جیسا موقع ہوتا ہے اس کے لحاظ سے اپنی منافقانہ چال ڈھال بدلتا رہتا ہے۔

حسد، کینہ

(۳۱۶) عَنِ الزُّبَیْرِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَبَّ اِلَیْکُمْ دَآءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمْ اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَآءُ هِیَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ۔

(احمد، مشکوٰۃ۔ کتاب الآداب)

ترجمہ: حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں (غیر محسوس طور پر) پہلی قوموں کی بیماری سرایت کر گئی ہے (یعنی) کینہ، حسد (فرمایا) حسد کی بیماری یہی مونڈنے والی ہے، میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈ کر رکھ دیتی ہے۔

(۳۱۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ کتاب الآداب: باب ماینھیٰ عن التحاسد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حسد سے بچو، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو ہڑپ کر جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو نگل جاتی ہے۔

باہمی قطعِ تعلق

(۳۱۸) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ

اَنْ یَھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُ ھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ۔ کتاب الآداب: باب النھی عن التھاجر)

ترجمہ: حضرت ابو یوبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بے تعلقی اختیار کرے (حالت یہ ہو) کہ جب دونوں کی مڈبھیڑ ہوتو ایک ادھر منہ پھیر لے اور دوسرا کسی اور طرف کٹی کاٹ جائے، دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

تشریح: ایک دوسرے موقع پر آپؐ نے فرمایا، اَلْبَادِی بِالسَّلَامِ بَرِیْءٌ مِّنَ الْکِبْرِ۔ سلام میں پہل کرنے والا کبر و غرور سے پاک ہے۔

(۳۱۹) عَنِ الْوَلِیْدِ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ اَبِیْ اَنَسٍ حَدَّثَہٗ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ حَدَّثَہٗ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ھِجْرَۃُ الْمُؤْمِنِ سَنَۃً کَسَفْكِ دَمِہٖ۔

(الادب المفرد۔ باب من ھجر اخاہ سنۃً)

ترجمہ: ولید سے روایت ہے کہ ان سے عمران بن ابی انسؓ نے بیان کیا کہ قبیلہ اسلم کے ایک شخص جو صحابی ہیں، انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (گناہ میں) کسی مسلمان سے سال بھر بے تعلق رہنا اس کے خون بہانے کے ہم پلہ ہے۔

رعونت

(۳۲۰) عَنْ جَابِرٍؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنِ اعْتَذَرَ اِلٰی اَخِیْہِ فَلَمْ یَعْذِرْہُ اَوْلَمْ یَقْبَلْ عُذْرَہٗ کَانَ عَلَیْہِ مِثْلُ خَطِیْئَۃِ صَاحِبِ مَکْسٍ۔

(بیہقی، مشکوٰۃ، کتاب الاداب: باب ماینھی عنہ من التھاجر)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کسی مسلمان نے (اپنی غلطی پر) اپنے مسلمان بھائی سے معذرت کی اور اس نے اسے قبول نہ کیا تو اسے چنگی والے کی طرح سزا بھگتنی پڑے گی۔

تشریح: یہا ''صاحب مکس'' سے مراد وہ سرکاری اہل کار ہے جو ٹیکس اور چنگی وصول کرنے میں ظلم و زیادتی کرتا ہے یا رشوت سے اپنی جیب گرم رکھتا ہے۔

مُداہنت

(۳۲۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْ شَرِّالنَّاسِ مَنْزِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ عَبْدٌ اَذْهَبَ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْیَا غَیْرِهٖ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ، کتاب الآداب: باب الظلم)

ترجمہ: ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، (خدا کے ہاں) قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے بدترین انسان وہ ہوگا، جو دوسروں کی دنیا بنانے میں اپنی آخرت برباد کردے۔

تشریح: یعنی دوسروں کو خوش کرنے اور ان کو دنیاوی فائدہ پہنچانے کے لیے ہر جائز و ناجائز حرکت کر ڈالے، جس کے نتیجہ میں خود اسے آخرت کے عذاب کا نشانہ بننا پڑے۔

بے مقصد شاعری

(۳۲۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ یَّمْتَلِیَٔ جَوْفُ رَجُلٍ قَیْحًا خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّمْتَلِیَٔ شِعْرًا۔ (الادب المفرد۔ باب من الشعر حکمۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی شخص کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا اس سے بہتر ہے کہ شعر و شاعری کی (آلائش) سے آلودہ ہو۔

تشریح: یہاں مخرب اخلاق اور بے مقصد شاعری کی مذمت کی جارہی ہے، ہاں اگر نیک مقصد کے لیے بقدرِ ضرورت اس کا شغل رکھا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وعدہ خلافی

(۳۲۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَا یَصْلُحُ الْكَذِبُ فِیْ جِدٍّ وَّلَا هَزْلٍ وَّلَا اَنْ یَّعِدَ اَحَدُكُمْ وَلَدَهٗ شَیْئًا ثُمَّ لَا یُنْجِزُلَهٗ۔ (الأدب المفرد للبخاریؒ)

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جھوٹ نہ سچ مچ جائز ہے، اور نہ ہنسی مذاق کے انداز میں، اور نہ یہ جائز ہے کہ تم میں سے ایک اپنے بچے سے کسی چیز کا وعدہ کرلے اور پھر اسے پورا نہ کرے۔

فسادِ نفاق

(۳۲۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِی الدِّیْنِ۔ (مشکوٰۃ: کتاب العلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دو خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں جمع نہیں ہوسکتیں (۱) خوش خلقی (۲) دین کا صحیح فہم۔ یعنی نفاق کی نحوست ایسی بلا ہے کہ جو لوگ اس میں مبتلا ہوں گے وہ کبھی بھی خوش خلقی اور فہم دین کی نعمتوں سے نہیں نوازے جاسکتے۔

(۳۲۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ کَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ کَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا اِذَا ائْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

(مشکوٰۃ: کتاب الایمان)

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس میں چار باتیں پائی جائیں وہ کھرا منافق ہے، اور جس میں ان میں سے ایک بات پائی جائے تو اس میں منافقت کی ایک خصلت موجود ہے، یہاں تک کہ وہ اس سے باز آجائے۔ (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت و بددیانتی کا مرتکب ہو۔ (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) جب عہد و پیمان کرے تو توڑ ڈالے۔ (۴) جب کسی سے جھگڑا ہو تو فحش کلامی اور گالی گلوچ پر اتر آئے۔

زبان و عمل کا تضاد

(۳۲۶) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی هٰذِهِ الْاُمَّةِ کُلَّ مُنَافِقٍ یَتَکَلَّمُ بِالْحِکْمَةِ وَیَعْمَلُ بِالْجَوْرِ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ۔ باب الریاء)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مجھے بس اس امت پر ہر ایسے منافق سے اندیشہ ہے جو باتیں تو بناتا ہے حکیمانہ لیکن کارنامے انجام دیتا ہے ظالمانہ۔

تشریح: یہاں ایسے قائدین کی نشاندہی کی گئی ہے جو بات بات پر اسلام اسلام

پکارتے ہیں لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو ان سے بڑھ کر اسلام کی حدود پامال کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

(۳۲۷) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَآئَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُم۔ (مسلم، مشکوٰۃ: باب النفاق)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا، ظلم سے بچو اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن ظلمتوں (تاریکیوں) کا باعث ہوگا، اور شح (بخل، حرص کی ملی جلی شدید حالت) سے بچو، اس لیے کہ ''شح'' نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے (اور یہ اس طرح پر کہ) اس نے انسانوں کے خون بہانے اور عزتوں کو پامال کرنے پر ابھارا ہے۔

اعانتِ ظالم

(۳۲۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا بِبَاطِلٍ لِّيَدْحِضَ بِبَاطِلِهٖ حَقًّا فَقَدْ بَرِئَ مِنْ ذِمَّةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ ﷺ وَمَنْ اَكَلَ دِرْهَمًا مِنْ رِّبًا فَهُوَ مِثْلُ ثَلَاثَةٍ وَّثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً وَمَنْ نَبَتَ لَحْمُهٗ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ۔

(المعجم الصغير للطبراني)

ترجمہ: عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے ظالم کی مدد کی تاکہ اس کے باطل کے ذریعہ حق کو مغلوب کردے تو وہ اللہ کی حفاظت سے اور اس کے رسول کی حفاظت سے الگ ہوگیا، اور جس نے ایک درہم بھی سود کا کھایا، تو اس کا گناہ ۳۳ بار زنا کے برابر ہے، اور جس گوشت پوست کی پرورش حرام سے ہوئی ہے تو آگ اس کے لیے زیادہ موزوں ہے۔

توضیح: یہاں ذمۃ اللہ اور ذمۃ رسولہ سے اسلامی حکومت کی ذمہ داری مراد ہے۔

حق تلفی

(۳۲۹) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا يَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى حَقَّهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهٗ۔ (مشکوٰۃ کتاب الآداب۔ باب الظلم)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مظلوم کی آہ و پکار سے بچتے رہو کیونکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ (کی سنت یہ ہے کہ) وہ کسی کا حق نہیں روکتا۔

غصب اور چیرہ دستی

(۳۳۰) عَنْ سَعِيْدِبْنِ زَيْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب البیوع۔ باب الغصب)

ترجمہ: سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کسی نے ظالمانہ طور پر بالشت بھر زمین لی، قیامت کے دن اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

(۳۳۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّؤْتىٰ مَشْرُبَتُهٗ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهٗ ، فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهٗ وَاِنَّمَا يَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ۔ (مسلم، مشکوٰۃ، کتاب البیوع، باب الغصب)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی آدمی کسی کے مویشی اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کا نعمت خانہ (کھانے پینے کی اشیاء رکھنے کی الماری) کے پاس کوئی آئے، اس کے نعمت خانے کو توڑ ڈالے اور اس کا کھانا اٹھا کر لے جائے (سنو!) ان کے مویشیوں کے تھن ان کے لیے ان کی خوراک جمع کرتے ہیں۔

خیانت

(۳۳۲) عَنْ عُبَادَةَؓ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اَدُّوْ الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ وَاِيَّاكُمْ وَالْغُلُوْلَ فَاِنَّهٗ عَارٌ عَلٰى اَهْلِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(النسائی، مشکوٰۃ، کتاب الجہاد، باب قسمۃ الغنائم)

ترجمہ: عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے،

دھاگا اور سوئی (تک) ادا کردو، اور خیانت سے بچو، اس لیے کہ یہ خیانت قیامت کے دن عار اور ندامت کا باعث ہوگی۔

(۳۳۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ کَانَ عَلٰی ثِقْلِ النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ کَرْکَرَہ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُوَ فِی النَّارِ فَذَھَبُوْا یَنْظُرُوْنَ فَوَجَدُوْا عَبَائَۃً قَدْ غَلَّھَا۔ (بخاری، مشکوٰۃ، کتاب الجہاد، باب قسمۃ الغنائم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامان پر پہرہ دینے کے لیے کرکرہ نامی ایک آدمی مقرر تھا۔ (اسی دوران میں) وہ مرگیا۔ آپؐ نے فرمایا، وہ آگ میں ہے (لوگ اصل حقیقت معلوم کرنے کے لیے) اسے دیکھنے گئے، تو انھوں نے ایک عباء (اوورکوٹ) پایا جسے اس نے چرالیا تھا۔

تشریح: یہ واقعہ ایک غزوہ کے موقع پر پیش آیا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ جہاد جیسی اہم عبادت بھی خیانت اور بددیانتی کی وجہ سے خدا کے ہاں کوئی وزن نہیں رکھتی، بلکہ ایسا شخص سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔

رشوت

(۳۳۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلرَّاشِیَ وَالْمُرْتَشِیَ۔ (ابوداوٗد، مشکوٰۃ۔ باب الولایا وہدایاہم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے۔

(۳۳۵) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ قَوْمٍ یَظْھَرُ فِیْھِمُ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَۃِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ یَظْھَرُ فِیْھِمُ الرِّشَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ۔

(احمد، مشکوٰۃ، کتاب الحدود)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، کوئی قوم ایسی نہیں ہے کہ اس میں بدکاری عام ہو مگر یہ کہ وہ قحط سالی میں گرفتار

ہوجاتی ہے، اور کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں رشوت پھیل جائے مگر یہ کہ اس پر خوف و دہشت طاری ہوجاتی ہے۔

رِشوت کے چور دروازوں کی بندش

(۳۳۶) عَنْ اَبِی حُمَیْدِ ن السَّاعِدِیِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِیُقَالُ لَہٗ اِبْنُ اللُّتْبِیَّۃِ عَلَی الصَّدَقَۃِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ ھٰذَا لَکُمْ وَھٰذَا اُھْدِیَ لِیْ فَخَطَبَ النَّبِیُّ ﷺ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَسْتَعْمِلُ رَجُلًا عَلٰی اُمُوْرٍ مِّمَّا وَلَّا نِیَ اللّٰہُ فَیَاْتِیْ اَحَدُ ھُمْ فَیَقُوْلُ ھٰذَا لَکُمْ وَھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ اُھْدِیَتْ لِیْ فَھَلَّا جَلَسَ فِیْ بَیْتِ اَبِیْہِ وَاُمِّہٖ، فَیَنْظُرَاَ یُھْدیٰ لَہٗ اَمْ لَا، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَاْخُذُ اَحَدٌ مِّنْہُ شَیْئًا اِلَّا جَآءَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَحْمِلُہٗ عَلٰی رَقَبَتِہٖ اِنْ کَانَ بَعِیْرًا لَہٗ رُغَآءٌ اَوْبَقَرٌ لَہٗ خُوَارٌ اَوْشَاۃٌ تَیْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی رَاَیْنَا عُفْرَۃَ اِبِطَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ۔

(بخاری، مسلم مشکوٰۃ۔ کتاب الزکوٰۃ)

ترجمہ: ابوحمید ساعدی سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقات (کی وصولی) پر ابن اللتبیہ نامی شخص کو عامل مقرر فرمایا، جب وہ (زکوٰۃ وصول کر کے واپس) آیا تو اس نے (آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر) کہا، یہ تمہارے لیے ہے (بیت المال کا حق ہے) اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے (اس موقع پر) آپؐ نے خطبہ دیتے ہوئے حمد و ثنا کے بعد فرمایا، میں لوگوں کو ایسے کاموں پر عامل (تحصیلدار) مقرر کرتا ہوں جن کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ڈال دی ہے۔ (پھر میں دیکھتا ہوں) کہ ان مقرر کردہ عاملوں میں سے ایک میرے پاس آ کر کہتا ہے کہ "یہ مال تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے۔" وہ اپنے میّا باوا (ماں باپ) کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ ملتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، جو کوئی بھی اس مال میں سے کچھ لے گا وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر (خدا کے حضور میں) پہنچے گا۔ اگر وہ اونٹ ہے تو اس کے منہ سے ویسی ہی آواز نکلے گی، اگر گائے ہے تو اسی قسم کی آواز ہوگی، اور اگر بکری بھیڑ ہے تو اسی طرح منمنائے گا۔ پھر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے

یہاں تک کہ ہم نے آپؐ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھ لی، آپؐ نے فرمایا، اے اللہ (گواہ رہیو) میں نے (تیرا حکم) پہنچادیا، اے اللہ میں نے تیرا حکم پہنچادیا۔

(۳۳۷) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ شَفَعَ لِاَحَدٍ شَفَاعَۃً فَاَھْدٰی لَہٗ ھَدِیَّۃً عَلَیْھَا فَقَبِلَھَا فَقَدْاَتٰی بَابًا عَظِیْمًا مِّنْ اَبْوَابِ الرِّبَا۔

(ابو دائود، باب الولاۃ وھدایاھم)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کسی شخص نے کسی کے لیے سفارش کی پھر (اس سفارش کرانے والے نے) اسے ہدیہ دیا اور اس نے قبول کرلیا تو یقیناً وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے میں داخل ہوگیا۔

سود کے چور دروازوں کی بندش

(۳۳۸) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَقْرَضَ اَحَدُکُمْ قَرْضًا فَاَھْدٰی اِلَیْہِ اَوْحَمَلَہٗ عَلَی الدَّابَّۃِ فَلَا یَرْکَبْہُ، لَا یَقْبَلْھَا اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ جَرٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ ذَالِکَ۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ باب الربا)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی کسی کو قرض دے، پھر وہ (قرض لینے والا) اسے تحفہ دے یا سواری پیش کرے تو نہ سواری پر سوار ہو اور نہ ہدیہ قبول کرے، مگر یہ کہ پہلے سے یہ (لین دین) جاری ہو۔

اسلام نے جہاں سود کو حرام قرار دیا ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ اس کے چور دروازے بھی بند کردیے ہیں، تاکہ مسلم معاشرہ میں اس کی ذراسی بھی آلائش باقی نہ رہنے پائے۔

جنگ وجدال کے اسباب

(۳۳۹) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا مَرَّ اَحَدُکُمْ فِیْ مَسْجِدِنَا وَفِیْ سُوْقِنَا وَمَعَہٗ نَبْلٌ فَلْیُمْسِکْ عَلٰی نِصَالِھَا اَنْ یُّصِیْبَ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْھَا بِشَیْئٍ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ۔ باب مایضمن من الجنایات)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم

میں سے کوئی تیر لے کر ہماری مسجد اور بازار میں سے گزرے تو اسے چاہیے کہ اس کی نوک کو قابو میں رکھے، ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کو اس کی وجہ سے چوٹ لگ جائے۔

تشریح: جن مقامات پر عام اجتماع یا بھیڑ ہو وہاں دھار دار آلات کو ساتھ رکھنے میں پوری احتیاط کرنی چاہیے۔

نزاع وجدال

(۳۴۰) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ مِنْ اَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ۔

(مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الایمان، باب فی الوسوسۃ)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ مسلمان جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کریں، ہاں مسلمانوں کے درمیان دشمنی کی آگ بھڑکانے سے (وہ ناامید نہیں ہوا ہے)

توضیح: یہاں ''عبادت'' سے مراد پرستش نہیں ہے کیونکہ آج تک کہیں یہ نہیں سنا گیا کہ کسی نے اس کی مورت یا تصویر بنا کر پوجی ہو، بلکہ یہاں وسیع معنیٰ مراد ہیں۔ (زندگی کے تمام شعبوں میں اس کی خواہشات پر چلنا) اس مفہوم کی تائید قرآن حکیم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ يَآ اَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا۔ (سورۂ مریم:۴۴)

واضح رہے کہ یہاں ''المصلون'' فرمایا گیا ہے یعنی ایسے لوگ جو نماز کے پابند ہیں، اور اس کی وجہ سے ان کے دل خدا کی محبت اور خشیت سے بھرپور ہیں، ایسے لوگوں پر شیطان کا جادو نہیں چل سکتا اور نہ وہ اس کی خواہش کے سامنے سپر ڈال سکتے ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ باہمی غلط فہمیاں پیدا کر کے ان نمازیوں میں بھی اختلاف ونزاع کو ابھار دے۔

قتلِ مسلم

(۳۴۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ زَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ۔ کتاب القصاص)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ساری دنیا کی تباہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کے بالمقابل ہلکی ہے۔

(۳۴۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ ثَلٰثَۃٌ مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِأٍ مُّسْلِمٍ بِغَیْرِ حَقٍّ لِیُھْرِیْقَ دَمَہٗ۔ (بخاری، مشکوٰۃ۔ باب الاعتصام)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ تین قسم کے افراد ہیں:

(۱) حرم میں الحاد پھیلانے والا (۲) اسلام میں جاہلی طور طریقے تلاش کرنے والا (۳) ناحق طور پر کسی مسلمان کا پیچھا کرنے والا تاکہ اس کا خون بہائے۔

توضیح: الحاد پھیلانا یوں تو ہر جگہ گناہ کبیرہ ہے، لیکن حرم (مکہ مکرمہ) میں جو کہ اسلام کا مرکز ہدایت ہے الحاد پھیلانا ایک سنگین جرم ہے جس کی سزا کئی گنا ہو سکتی ہے۔ اسی طرح اسلام میں کافرانہ، فاسقانہ تہذیب کا پیوند لگانا بھی ایک بہت بڑا جرم ہے۔

فریب کاری اور بددیانتی

(۳۴۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَرَّ عَلٰی صُبْرَۃِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْھَا فَنَالَتْ اَصَابِعُہٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا ھٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَتْہُ السَّمَآءُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَہٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰی یَرَاہُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلّہ کے ایک ڈھیر پر سے گزرے، آپؐ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر کے اندر ڈال دیا، آپؐ کی انگلیوں نے تری اور گیلا پن محسوس کیا، آپؐ نے فرمایا، اے غلّے والے! یہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا۔ اس ڈھیر پر بارش پڑ گئی تھی، آپؐ نے فرمایا، تم نے بھیگے ہوئے غلّے کو اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے۔ جو دھوکا دے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

ذخیرہ اندوزی

(۳۴۴) عَنْ مَعْمَرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنِ احْتَکَرَ فَھُوَ خَاطِئٌ۔

(مسلم، مشکوٰۃ۔ باب الاحتکار)

ترجمہ: حضرت معمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے غلّہ روکا وہ خطا کار ہے۔

توضیح: احتکار کہتے ہیں کہ غلّہ کو اس نیت سے روکے رکھنا کہ جب دام بہت زیادہ چڑھ جائیں تو اس وقت اسے فروخت کیا جائے۔ اس قسم کے تاجر دراصل ملک کے باشندوں کی ضرورت اور مجبوری سے فائدہ اٹھا کر ایسا خود غرضانہ اقدام کرتے ہیں جسے ایک مسلم معاشرہ میں قطعاً برداشت نہیں کیا جاسکتا، بعض علمائے سلف کے نزدیک نہ صرف غلّہ بلکہ ان تمام عوامی ضروریات سے متعلق اشیاء کی ذخیرہ اندوزی منع ہے جن کے کچھ عرصہ بازار میں نہ آنے سے عوام میں بے چینی پیدا ہوسکتی ہے۔ مثلاً ایندھن، دوائیں، چینی وغیرہ۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ غلّہ روکنے والا ملعون ہے۔

حیلہ سازی

(۳۴۵) عَنْ جَابِرٍؓ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَھُوَ بِمَکَّۃَ اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ حَرَّمَ بَیْعَ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَۃِ وَالْخِنْزِیْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ شُحُوْمَ الْمَیْتَۃِ فَاِنَّہٗ تُطْلیٰ بِہِ السُّفُنُ وَیُدْھَنُ بِہِ الْجُلُوْدُ وَیَسْتَصْبِحُ بِھَا النَّاسُ فَقَالَ لَا ھُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِکَ قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَھَا اَجْمَلُوْہُ ثُمَّ بَاعُوْہُ فَاَکَلُوْا ثَمَنَہٗ۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ۔ کتاب البیوع)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے، انھوں نے فتح مکہ کے سال آں حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اِس وقت آپؐ مکہ میں تشریف فرما تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے شراب، مُردار، سور اور اصنام (بتوں) کی بیع کو حرام ٹھیرایا ہے، سوال کیا گیا، کہ مُردار کی چربی کے بارے میں آپؐ کا کیا ارشاد ہے؟ اس سے کشتیوں پر پالش کی جاتی ہے اور کھالوں کو (چکنائی مل کر) نرم کیا جاتا ہے اور لوگ اسے چراغوں میں جلاتے ہیں، آپؐ نے فرمایا، نہیں وہ حرام ہے۔ پھر آپؐ نے اس وقت فرمایا، اللہ تعالیٰ یہود کو برباد کردے، جب اللہ تعالیٰ نے مُردار کی چربی کو حرام کردیا تو انھوں نے اسے پگھلایا اور بیچ کر اس کی قیمت کھا گئے۔

تشریح: کسی حرام چیز کو حیلہ سازی کے ذریعہ جائز ٹھیرانا ایک ایسا خطرناک فتنہ ہے

کہ اس سے پوری سوسائٹی میں بددیانتی، فریب کاری پھیل جاتی ہے اور شریعت کا اصل مقصد آہستہ آہستہ نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل کی مذمت

(۳۴۶) عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ یُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ۔ (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ۔ باب الدیات)

ترجمہ: عمرو بن شعیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو طبیب بن کے بیٹھ گیا حالانکہ اسے علاج معالجہ کا علم و تجربہ نہ تھا تو وہ (مریض کی موت یا مرض کے بڑھنے کا) ذمہ دار ہے۔

تشریح: کسی مستند ادارہ یا درس گاہ سے اجازت حاصل کیے بغیر حکیم بن بیٹھنا ایک ایسا جرم ہے کہ اس پر اسلامی حکومت میں باز پرس ہو سکتی ہے اور سخت سے سخت سزا دی جا سکتی ہے۔

خود غرضی

(۳۴۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَنْکِحَ اَوْ یَتْرُکَ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ۔ کتاب النکاح)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغام نہ دے تاوقتیکہ وہ نکاح کر لے یا دست بردار ہو جائے۔

توضیح: اگر کسی شخص نے رشتہ کے بارے میں کہیں بات چیت شروع کر دی ہے تو اس دوران میں دوسرے مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی قطعی فیصلہ پر پہنچنے سے پہلے وہ اپنے لیے یا اپنے کسی عزیز کے لیے سلسلہ جنبانی شروع کرے۔ اس قسم کی روش اسلامی شریعت میں انتہائی کم ظرفی اور خود غرضی کی علامت ہے۔ شادی بیاہ کی طرح دوسرے معاملات (بیع و شراء) میں بھی شریعت نے پابندی عائد کی ہے۔

تنگ دلی

(۳۴۸) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُکُمْ عَلیٰ مَلِیٍّ فَلْیَتْبَعْ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: کتاب البیوع۔ باب الافلاس والانظار)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خوش حال آدمی کا (حق یا قرض کے ادا کرنے میں) تاخیر کرنا ظلم ہے۔ جب تم میں سے کوئی کسی خوش حال آدمی کے پیچھے (تقاضے کے لیے) لگایا جائے، تو اسے چاہیے کہ وہ پیچھے لگ جائے، یعنی اس ذمہ داری کو قبول کرلے، اور اپنے اثر و رسوخ اور تعلقات کی بنا پر اپنے مسلمان بھائی کا حق اس نادہندہ مالدار شخص سے دلوا دے۔

تشریح: یعنی اگر کسی کا حق دبالیا گیا ہے تو معاشرے کے بااثر افراد کا فرض ہے کہ وہ محض تماشائی بننے کے بجائے اثر و رسوخ استعمال کرکے کمزور اور بے اثر افراد کا حق دلوائیں۔

احسان فراموشی

(۳۴۹) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ الْاَنْصَارِیَةِ مَرَّبِیَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَنَا فِیْ جَوَارِ اَتْرَابٍ لِّیْ فَسَلَّمَ عَلَیْنَا وَقَالَ اِیَّاکُنَّ وَکُفْرَ الْمُنْعِمِیْنَ قَالَ لَعَلَّ اِحْدَاکُنَّ تَطُوْلُ اَیْمَتُهَا مِنْ اَبَوَیْهَا ثُمَّ یَرْزُقُهَا اللّٰهُ زَوْجًا وَیَرْزُقُهَا مِنْهُ وَلَدًا فَتَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَکْفُرُ فَتَقُوْلُ مَارَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ۔ (الادب المفرد۔ باب التسلیم علی النساء)

ترجمہ: اسماء بنت یزید انصاریہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے، میں اس وقت اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ہمراہ تھی۔ آپؐ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا، محسنوں کی ناشکری اور ناقدری سے بچو، تم میں سے ایک اپنے والدین کے ہاں عرصہ دراز تک بے بیاہی بیٹھی رہتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے شوہر کی نعمت سے ہم کنار فرماتا ہے، پھر اس کے ہاں اولاد کی چہل پہل ہوتی ہے۔ (ان تمام احسانات کے باوجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے شکر رنجی ہوجاتی ہے، تو (اس لمبی رفاقت کو نظر انداز کرکے طوطا چشمی سے) کہہ اٹھتی ہے کہ میں نے تو کبھی تجھ سے اچھا سلوک دیکھا ہی نہیں۔

توضیح: اس روایت سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) اگر کہیں عورتوں کا مجمع ہو، اور تہمت کا اندیشہ بھی نہ ہو تو نامحرم ان کو سلام کر سکتا ہے۔
(۲) اس حدیث میں عورت کے ایک خاص مزاج اور افتادِ طبع کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر کبھی شوہر سے ذرا سی ناراضگی ہو جائے تو ایک لمحہ میں اس کا سارا کیا کرایا ملیا میٹ کر دیتی ہے۔ صحیح معنی میں گھریلو فضا اسی وقت خوشگوار ہو سکتی ہے جبکہ شوہر کی صرف خامیوں اور عیوب پر ہی نگاہ نہ ہو بلکہ اس کے محاسن اور خوبیوں کا بھی اعتراف کیا جائے۔ یہی ہدایت ایک دوسری حدیث میں مردوں کو بھی کی گئی ہے، جیسا کہ فرمایا، لَا یَفْرَكُ مُؤمن مُؤمنة ان کرہَ مِنھَا خلقًا رَضِیَ مِنھَا اٰخرا (کوئی مومن) مرد (شوہر) کسی مومن عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہو تو ہو سکتا ہے کہ اس کی دوسری عادت اسے بھلی معلوم دے جائے۔)

تصنّع اور جھوٹ

(۳۵۰) عَنْ اَسْمَاءَؓ اَنَّ امْرَأَۃً قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِیْ ضَرَّۃً فَھَلْ لِیْ جُنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِیْ غَیْرَ الَّذِیْ یُعْطِیْنِیْ فَقَالَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ یُعْطَ کَلَابِسِ ثَوْبِ زُوْرٍ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت اسماءؓ سے روایت ہے ایک عورت نے کہا، یا رسول اللہ! ایک میری سوکن ہے، کیا میرے لیے اس میں کوئی حرج ہے کہ شوہر جو کچھ مجھے دیتا ہے اس کے علاوہ بھی میں (سوکن پر) آسودگی اور خوش پوشی کا مظاہرہ اس طرح پر کروں کہ یہ سب کچھ شوہر ہی دے رہا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، خلاف واقعہ خوش حالی کا اظہار کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے جھوٹ کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔

تشریح: انسان فی الواقع جتنا کچھ ہے اپنے لباس اور وضع قطع سے بھی اسی قدر اس کا اظہار ہونا چاہیے۔ فخر و نمائش یا دوسروں کو چڑانے کے لیے واقعہ کے خلاف اپنی پوزیشن بڑھ چڑھ کر دکھلانا بھی ایک قسم کا جھوٹ ہی ہے۔

مرعوبیت اور نقّالی

(۳۵۱) عَنِ ابْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ۔
(ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ کتاب اللباس)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔

توضیح: ممنوع تشبہ کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) کوئی مسلمان اپنا حلیہ اور رہن سہن کا ڈھانچہ اس طرح مسخ کر ڈالے کہ غیر مسلموں سے بظاہر کوئی امتیاز باقی نہ رہے۔

(۲) مسلم معاشرہ کا کوئی فرد یا مسلمان من حیث القوم غیر مسلموں کا شعار (قومی نشان) اختیار کرلیں۔ ان کے علاوہ غیر مسلم اقوام کی تہذیب یا رسم و رواج میں سے اگر مفید اجزاء اپنا لیے جائیں تو یہ اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔

جیسا کہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تنگ آستینوں والا رومی جُبّہ (اوور کوٹ) زیب تن فرمایا۔ مثلاً امِ حبیبہؓ کے مشورہ سے آپؐ نے اہل حبشہ کے رواج کے مطابق عورتوں کے جنازے پر پردے کے لیے کماندار تیلیاں لگوائیں۔

اسی طرح آپؐ نے سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے غزوۂ احزاب کے موقع پر ایرانیوں کے طریقے کے مطابق خندق کھدوائی۔

شرک اور شخصیت پرستی

(۳۵۲) عَنْ اَبِیْ الْهَیَاجِ الْاَسَدِیِّ قَالَ : قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَبْعَثُكَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَهٗ۔

(مسلم، مشکوٰۃ۔ باب دفن المیت)

ترجمہ: ابوالہیاج اسدی سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علیؓ نے کہا، میں تمہیں اس کام پر بھیجتا ہوں جس کام پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ جہاں کوئی تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جہاں کوئی اونچی قبر دیکھو اسے برابر کردو۔

توضیح: شرک اور شخصیت پرستی کے اسباب میں سے دو بڑے سبب اس حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

شاہانہ کرّوفر

(۳۵۳) عَنْ قُدَامَةَ ؓ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِي الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلٰى نَاقَةٍ صَهْبَاءَ لَيْسَ ضَرْبٌ وَلَا طَرْدٌ وَلَيْسَ قِيلَ إِلَيْكَ إِلَيْكَ

(الشافعی، مشکوٰۃ۔ کتاب المناسک۔ باب رمی الجمار)

ترجمہ: قدامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قربانی کے دن سرخ و سپید اونٹنی پر سوار جمرہ کو کنکریاں مارتے دیکھا، اس موقع پر مار پیٹ تھی، نہ ڈانٹ ڈپٹ تھی اور نہ ہٹو بچو کا ہنگامہ۔

تشریح: جس طرح عام طور پر شاہی سواریوں کے آگے شان وشوکت، جاہ وجلال اور ہٹو بچو کے مظاہرے ہوتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی زندگی اس سے یکسر پاک تھی۔

شاہانہ جاہلی امتیاز کا خاتمہ

(۳۵۴) عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّقُوْمَ الْاِمَامُ فَوْقَ شَيْئٍ وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ يَعْنِي اَسْفَلَ مِنْهُ۔ (الدار قطنی۔ مشکوٰۃ۔ باب المشی بالجنازۃ)

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ امام کسی اونچی جگہ کھڑا ہو اور لوگ اس کے پیچھے یعنی اس سے نیچے کھڑے ہوں۔

اکابر پرستی

(۳۵۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تَسْلِيمُ الْخَاصَّةِ وَفُشُوُّ التِّجَارَةِ حَتّٰى يُعِينَ الْمَرْاَةُ زَوْجَهَا عَلَى التِّجَارَةِ وَقَطْعُ الْاَرْحَامِ وَفُشُوُّ الْعِلْمِ وَ ظُهُوْرُ الشَّهَادَةِ بِالزُّوْرِ وَ كِتْمَانُ شَهَادَةِ الْحَقِّ۔ (الادب المفرد۔ باب من کرہ تسلیم الخاصۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے ظہور سے پہلے چند چیزیں پھیل جائیں گی (۱) خواص سے سلام وکلام (یعنی عوام کے بجائے صرف بڑے لوگوں کو سلام کیا جائے گا) (۲) کاروباری معاملات کا پھیلاؤ یہاں تک کہ اس کام پر عورت کو بھی اپنے شوہر کی مدد کرنی پڑے گی۔ (یعنی دولت کمانے کی حرص اس قدر بڑھ جائے گی کہ بجائے

اس کے کہ عورت خانگی فرائض (بچوں کی تربیت وغیرہ) انجام دے شوہر کے تجارتی مشاغل میں ہاتھ بٹانے پر مجبور ہو جائے گی۔ (۳) قطع رحمی (۴) تعلیمی ترقی اور علم کا پھیلاؤ (یہاں مذمت کا پہلو یہ ہے کہ علم کا چرچا تو بہت کچھ ہوگا، لیکن شرافت، تہذیب اور اخلاق کے معیار روز بروز گھٹتے چلے جائیں گے) (۵) جھوٹی شہادت عام ہو جائے گی، اور سچی گواہی دیتے ہوئے لوگ جی چرائیں گے۔

یعنی فسق و فجور کا اتنا غلبہ ہوگا کہ خودغرض شریر لوگوں کے شر سے بچنے کے لیے شریف اور بھلے لوگ خاموش رہنے میں اپنی سلامتی پائیں گے۔

یہاں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس وقت کا تقویٰ چونکہ انفرادی ہوگا اس لیے برائی کے مقابلہ میں اتنی جرأت نہ ہوگی کہ اس کے خلاف زبان کھولی جا سکے۔

گروہی، قومی اور قبائلی عصبیت

(۳۵۶) عَنْ عَائِشَةَ رضی عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ جُرْمًا اِنْسَانٌ شَاعِرٌ يَهْجُوا الْقَبِيْلَةَ مِنْ اَسْرِهَا وَرَجُلٌ يَنْفِي مِنْ اَبِيْهِ۔ (الادب المفرد۔ باب ما یکرہ من الشعر)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگوں میں سب سے بڑے مجرم دو قسم کے انسان ہیں (۱) ایسا شاعر جو قبیلہ کی بہر حال ہجو اور مذمت ہی کرتا ہے (۲) جو اپنے باپ کی طرف منسوب ہونے سے انکار کرتا ہے۔

تشریح: یعنی قبائل اور گروہی جتھے بندی اور عصبیت کی بنا پر کسی قبیلہ کو ہجو کا نشانہ بناتا ہے تو اس کی خوبیوں کو یکسر نظر انداز کر دیتا ہے۔ حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی کو عیوب اور خامیوں کی بنا پر تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، تو اس کے محاسن بھی پیش نظر رہنے چاہییں۔

طبقاتی امتیاز

(۳۵۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعىٰ لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب النکاح)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں خوش حال لوگوں کو بلایا جائے اور ناداروں کو چھوڑ دیا جائے، اور جس نے

دعوت ترک کردی (بلا عذر قبول نہیں کی) اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فواحش کے چور دروازوں کی بندش

(۳۵۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَاتُسَافِرَنَّ اِمْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُكْتُتِبْتُ فِىْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِىْ حَاجَةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب المناسک)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے، اور کوئی عورت محرم مرد کے بغیر سفر نہ کرے، ایک آدمی نے سوال کیا یارسول اللہ! میرا نام فلاں غزوہ میں (شامل ہونے کے لیے) لکھ لیا گیا ہے، اور میری بیوی حج کے ارادے سے نکل کھڑی ہوئی ہے، آپؐ نے فرمایا، جاؤ اپنی بیوی کے ہمراہ حج ادا کرو۔

اس روایت سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اسلام نے بے حیائی، بدکاری کی بندش اور عورت کی عصمت کے تحفظ کی خاطر جہاد جیسی اہم عبادت کی بھی پروا نہیں کی ہے۔

(۳۵۹) عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَؓ قَالَتْ بَايَعْتُ النَّبِىَّ ﷺ فِىْ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِاَنْفُسِنَا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْنَا نُعْنِىْ صَافِحْنَا قَالَ اِنَّمَا قَوْلِىْ لِمِائَةِ امْرَاءَةٍ كَقَوْلِىْ لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ۔

(مالک، مشکوٰۃ۔ باب الصلح)

ترجمہ: اُمیمہ بنت رقیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عورتوں کے مجمع میں شامل ہوکر آں حضور ﷺ سے بیعت کی، آپؐ نے فرمایا، میں ان کاموں کے بارے میں بیعت لے رہا ہوں جو تم کرسکو، میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہم پر ہماری بہ نسبت زیادہ مہربان ہیں (پھر) میں نے کہا، یارسول اللہؐ! ہم سے بیعت کیجیے یعنی مصافحہ کیجیے، آپؐ نے فرمایا، میرا زبانی سو۱۰۰ عورتوں سے بیعت لے لینا ایسا ہی ہے جیسا میرا ایک عورت سے زبانی بیعت لے لینا۔

تشریح: نبیؐ تو اپنی امت کا باپ ہوتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، اس کے باوجود آپؐ نے بیعت کے وقت مصافحہ کرنے سے پرہیز کیا، اگر آپؐ اس وقت ایسا نہ کرتے تو قیامت

تک کے لیے غلط قسم کے مذہبی پیشوا اس کی آڑ لے کر سنت کے نام سے بے شرمی اور بے حیائی کا طوفان اٹھانے میں دلیر ہو جاتے۔

(۳۶۰) عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّها کَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَمَیْمُوْنَۃُ اِذْاَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ اِحْتَجِبَامِنْہ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ ھُوَاَعْمٰی لَا یُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ۔ باب النظر الی المخطوبۃ)

ترجمہ: امِ سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور میمونہؓ آں حضور ﷺ کی خدمت میں موجود تھیں، اسی وقت ابن ام مکتوم پہنچ گئے، آپؐ نے فرمایا، ان سے پردہ کرلو! میں نے کہا یہ نابینا نہیں ہیں؟ یہ تو ہمیں دیکھ بھی نہیں سکتے، آپؐ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟

توضیح: ابن ام مکتومؓ ایک برگزیدہ صحابی ہیں پھر یہ کہ نابینا ہونے کے باوجود ازواج مطہرات جیسی پاکباز خواتین کو ان سے پردہ کرنے کے لیے حکم دیا جا رہا ہے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ آج کل جو بہت سی عورتیں غلط عقیدت یا توہم پرستی میں مبتلا ہو کر نامحرم پیروں، مرشدوں اور مولویوں کے سامنے آجاتی ہیں، وہ اسلام کی روح سے کس قدر بیگانہ ہیں۔

(۳۶۱) عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِاِمْرَاَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثَھُمَا الشَّیْطٰنُ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی مرد کسی (اجنبی نامحرم) عورت کے ساتھ تنہا نہیں رہتا مگر یہ کہ ان کا تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

تشریح: یعنی کسی ایسی جگہ جہاں نامحرم مرد اور عورت کے سوا کوئی تیسرا نہ ہو وہاں شیطان کی بَن آتی ہے اور ہر وقت یہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ کہیں یہ دونوں کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

(۳۶۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ شَرِّالنَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلٰی امْرَاَتِہٖ وَتُفْضِیْ اِلَیْہِ یَنْشُرُ سِرَّھَا۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں

قیامت کے دن درجہ کے لحاظ سے بدترین انسان وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے اور وہ اس کے پاس آتی ہے، (پھر بعد میں لوگوں میں) اس کا راز (خفیہ حالات) افشا کرتا پھرتا ہے۔

(۳۶۳) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظْرِ الْفُجَائَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ۔ باب النظر الی المخطوبۃ)

ترجمہ: جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اچانک پڑ جانے والی نگاہ کے بارے میں آں حضور ﷺ سے سوال کیا تو آپؐ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نگاہ پھیر لوں۔

تشریح: اسلام میں زنا کو اخلاقی لحاظ سے انتہائی خطرناک مرض قرار دیا گیا ہے، اس لیے اس کی طرف جانے والے تمام راستوں اور دروازوں پر بھی پہرے بٹھا دیے گئے ہیں۔

(۳۶۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طِيْبُ الرِّجَالِ مَاظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِیَ لَوْنُهٗ وَطِيْبُ النِّسَآءِ مَاظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِیَ رِيْحُهٗ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ۔ باب الترجل)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک ظاہر ہو یعنی گرد و پیش میں محسوس کی جا سکتی ہو اور جس کا رنگ نمایاں نہ ہو، عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو اور جس کی مہک ہلکی ہو۔

توضیح: اسلام، ایک صالح معاشرہ کو بے حیائی، بدکاری اور اس کے محرکات سے پاک رکھنا چاہتا ہے، اس لیے عورتوں کو ایسی خوشبو لگانے سے روکتا ہے جو شہوانی جذبات کے لیے ہیجان انگیز ہو سکے، اس کے برعکس مردوں کے لیے تیز خوشبو کا استعمال جائز ہے، یہاں اس فتنے کا اندیشہ نہیں ہے جو عورتوں کے طرز عمل سے پیدا ہو سکتا ہے۔

مردوں کے لیے رنگ دار خوشبو کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے، وجہ یہ ہے کہ ان کو اپنے مزاج اور فرائض و مشاغل کے لحاظ سے یہی بات زیب دیتی ہے کہ وہ اپنے لباس اور وضع قطع میں زیادہ سے زیادہ سادگی کی راہ اختیار کریں۔ اس کے برخلاف مستورات کو رنگ آمیز خوشبو کی اجازت ہے، ظاہر ہے کہ عورت فطری طور پر زینت و آرائش کو پسند کرتی ہے۔ اس لیے اسلام نے بھی اس فطری تقاضے کو ملحوظ رکھا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ فطری تقاضے کے پورا کرنے پر اسلام نے کچھ ایسی پابندیاں بھی لگا دی ہیں جن کی بنا پر اسلامی معاشرہ بے حیائی اور اخلاقی آوارگی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

بے حیائی کی اشاعت

(۳۶۵) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ قَالَ الْقَائِلُ الْفَاحِشَةَ وَالَّذِیْ يَشِيْعُ بِهَا فِی الْاِثْمِ سَوَاءٌ۔ (الادب المفرد، باب اثم من سمع فاحشة فافشاها)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہتے ہیں فحش اور بے حیائی کی باتیں زبان سے نکالنے والا، اور معاشرے میں ان کا پھیلانے والا، دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

غلط ماحول

(۳۶۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْيُنَصِّرَانِهٖ اَوْيُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتِجِ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَالنَّاسَ عَلَيْهَا لَآ تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ باب الایمان بالقدر)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بچہ کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں، جس طرح کہ ایک چوپایہ صحیح سالم بچہ جنتا ہے کیا تم ان میں سے کوئی کن کٹا پاتے ہو؟ پھر آپؐ فرماتے ہیں اللہ کی فطرت اختیار کرو، جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی پیدائش اور بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، یہ سیدھا اور مضبوط دین ہے۔

تشریح: یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو فطرت (اسلام) پر پیدا کیا ہے، بعد میں والدین کی غلط تربیت اور ماحول کے برے اثرات کی بنا پر وہ بے راہ ہو جاتا ہے۔

ہوسِ اقتدار

(۳۶۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ۔ (بخاری، مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عنقریب تم

امارت وحکومت کے حریص ہو جاؤ گے، لیکن وہ قیامت کے دن ندامت کا باعث ہوگی، دودھ پلانے والی کیا ہی خوب ہے، اور دودھ چھڑانے والی کیا ہی بری ہے۔

توضیح: یہاں حکومت وامارت کو مرضعہ اور فاطمہ (دودھ چھڑانے والی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی انسان حکومت کے منصب پر براجمان ہو کر تو خوب مزے لوٹتا ہے لیکن جب موت یا معزولی کی وجہ سے یہ منصب چھنتا ہے تو پھر ان لذتوں اور مسرتوں کی یاد حسرت و اندوہ کی شکل میں اس کو ستاتی رہتی ہے۔

مجرم کی سفارش

(۳۶۸) عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا اَنَّ قُرَیْشًا قَدْ اَھَمَّتْھُمْ شَانُ الْمَرْاَۃِ الْمَخْزُوْمِیَۃِ الَّتِیْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ یُّکَلِّمُ فِیْھَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالُوْا مَنْ یَّجْتَرِیُٔ عَلَیْہِ اِلَّا اُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَکَلَّمَہٗ اُسَامَۃُ فَتَلَوَّنَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَقَالَ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ ثُمَّ قَامَ، وَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَھْلَکَ الَّذِیْنَ قَبْلَکُمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِیْھِمُ الشَّرِیْفُ تَرَکُوْہُ وَاِذَاسَرَقَ فِیْھِمُ الضَّعِیْفُ اَقَامُوْا عَلَیْہِ الْحَدَّ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَھَا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ باب الشفاعۃ فی الحدود)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قریش کو ایک مرتبہ ایک مخزومیہ عورت کے بارے میں جس نے چوری کی تھی، بہت پریشانی اٹھانی پڑی (کہ اس کا ہاتھ نہ کٹ جائے) انھوں نے مشورہ کیا کہ اس کے حق میں رسول اللہ ﷺ سے کون سفارش کرے، کہنے لگے آں حضور ﷺ کے سامنے جانے کی جرأت سوائے اسامہؓ بن زید کے اور کون کرسکتا ہے کیونکہ اسامہؓ آپ کو محبوب ہیں چنانچہ اسامہؓ نے آپؐ سے بات کی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہوگیا، اور آپؐ نے فرمایا، ''کیا تم حدود اللہ میں سے ایک کے بارے میں سفارش کر رہے ہو۔'' پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا، تم سے پہلے لوگ اسی لیے تو ہلاک ہوئے کہ ان میں سے اگر بااثر آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے تھے۔ خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

عہد شکنی

(۳۶۹) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عِدَّةٍ مِّنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اٰبَائِهِمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِانْتَقَصَهٗ اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ اَوْاَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب الصلح)

ترجمہ: صفوان بن سلیم سے روایت ہے، وہ صحابۂ کرامؓ کے صاجزادوں سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء کرام سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سنو! جس نے معاہد (جس قوم یا فرد سے معاہدہ کیا گیا ہو) پر ظلم کیا ہو یا اس کے حق میں کمی کی یا طاقت سے زیادہ اس پر (ذمہ داری یا کام کا) بوجھ ڈالا یا اس کی خوشدلی کے بغیر اس کی کوئی چیز ہتھیالی، تو قیامت کے دن، میں (اس کی طرف سے وکیل بن کر) جھگڑوں گا۔

خطرناک اجتماعی امراض

(۳۷۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِىْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَاالزِّنَا فِىْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ، وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ نِ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ، وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ جس قوم میں خیانت کا بازار گرم ہوگا، اس قوم میں اللہ تعالیٰ دشمن کا خوف اور دہشت پھیلا دے گا۔ جس معاشرے میں زنا کی وبا عام ہوگی وہ فنا کے گھاٹ اتر کر رہے گا۔ جس سوسائٹی میں ناپ تول میں بددیانتی کا رواج عام ہوگا وہ رزق کی برکت سے محروم ہو جائے گی، جہاں ناحق فیصلے ہوں گے وہاں خوں ریزی لازماً ہو کر رہے گی، اور جس قوم نے بدعہدی کی اس پر دشمن کا تسلط بہر حال ہو کر رہے گا۔

دنیا کی طمع

(۳۷۱) عَنْ ثَوْبَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعىٰ عَلَيْكُمْ

كَمَا تَدَاعَى الْأَكِلَةُ إِلىٰ قَصْعَتِهَا قَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ، قَالَ قَائِلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ۔

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو دستر خوان کی طرف دعوت دیتے ہیں اسی طرح عنقریب ایسا ہوگا، کہ (دشمن) قومیں (لقمۂ تر سمجھ کر) تم پر ٹوٹ پڑیں گی ایک شخص نے سوال کیا، کیا ایسا ہماری قلت تعداد کی بنا پر ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت ہو گے لیکن تمہاری حیثیت خس و خاشاک سے زیادہ نہ ہوگی، دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب اٹھ جائے گا، اور تمہارے اندر ''وہن'' کی بیماری پیدا ہو جائے گی۔ آپؐ سے سوال کیا گیا ''وہن'' کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا، دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

تشریح: دنیا کی نعمتوں سے اگر دل کا لگاؤ جائز حد تک ہو تو اسلام اس سے نہیں روکتا۔ اگر یہی لگاؤ اتنا بڑھے کہ انسان میں بزدلی اور پست ہمتی پیدا ہو جائے، تو نہ وہ دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ آخرت میں سعادت و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

(۱۱)

صالح اجتماعی نظام

اجتماعی نظم

(۳۷۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا کَانَ ثَلٰثَۃٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْا اَحَدَھُمْ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب آداب السفر)

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب سفر میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک کو امیر بنالیا جائے۔

تشریح: اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ جب سفر جیسی عارضی حالت میں بھی جماعتی نظم قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے تو حضر کی صورت میں بدرجۂ اولیٰ جماعتی نظم و امارت کی تشکیل واجب ہو جاتی ہے۔ اسی کی تاکید ایک دوسری روایت سے ہوتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا، اگر کسی جنگل (فلاۃ) میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک کو امیر بنالیا جائے۔

التزامِ جماعت

(۳۷۳) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ ثَلٰثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَّلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِاسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَۃَ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب الجماعۃ)

ترجمہ: ابوداؤدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی جنگل یا بستی میں تین آدمی رہتے ہوں اور پھر وہ (اجتماعی طور پر) نماز کا اہتمام نہ کریں تو لازماً ان پر شیطان مسلط

ہو کر رہے گا۔ (سنو!) جماعت سے وابستہ رہو (ورنہ تمہارا حشر وہی ہوگا جو ریوڑ سے الگ رہنے والی بھیڑ کا ہوتا ہے) بھیڑیا اسے ہڑپ کر جاتا ہے۔

تشریح: باطل اور فسق و فجور کی طاقتیں متحد اور ان کے باقاعدہ منظّم جتھے قائم ہیں ان کا زور توڑنے کے لیے ضروری ہے کہ اہل حق اور اصحاب تقویٰ بھی منظّم اور متحد ہوں۔

اس لیے کتاب وسنت میں جماعتی زندگی اختیار کرنے کی بار بار تاکید آئی ہے، بلکہ تقویٰ کی بنیادوں پر قائم ''الجماعۃ'' سے خروج کو ارتداد کا ہم معنی قرار دیا ہے۔

اجتماعی نظم کی اہمیت

(۳۷۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَیْکُمْ مَعَ کُلِّ اَمِیْرٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَیْکُمْ خَلْفَ کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْفَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ، وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْفَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب الامامۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمانو! ہر نیک یا بد امیر کی رہنمائی میں خواہ وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو، تم پر جہاد فرض ہے۔ ہر نیک یا بد مسلمان کے پیچھے خواہ کبائر کا مرتکب ہو، نماز ادا کر لینا واجب ہے، ہر نیک یا بد کی نماز جنازہ ادا کرنا خواہ کبائر میں مبتلا ہو، ضروری ہے۔

تشریح: اس روایت سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) مسلمانوں کا امیر اخلاق و کردار کے لحاظ سے خواہ کیسا ہی ہو، نیک کاموں میں بہر حال اس کی اطاعت کرنی پڑے گی۔

(۲) امام نیک ہو یا فاسق و فاجر ہر ایک کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ امام یا امیر پہلے سے بنا ہوا ہے یا زور وقوت سے مسلط ہو گیا ہے، ویسے عام حالات میں جب کہ مسلمانوں کو اپنا امیر یا امام منتخب کرنے کا موقع ملے، تو انھیں اپنے میں سے اخلاق وتقویٰ کے لحاظ سے بہتر آدمی چننا چاہیے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَکُمْ خِیَارَکُمْ۔

(۳) کوئی مسلمان خواہ کتنا ہی بدعمل ہو اس کی نماز جنازہ ادا کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

ہاں اگر کوئی شخص بری طرح بدنام ہو، یا اس نے ایسا کام کیا ہو جس سے حقوق العباد پر زد پڑتی ہو تو عوام کی تنبیہہ اور سبق و عبرت کے لیے معاشرے کے ایسے افراد جو علم و تقویٰ کے لحاظ سے نمایاں ہیں اس کی نماز جنازہ سے الگ رہ سکتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

اسی طرح مقروض کا جنازہ آپؐ نے خود نہیں پڑھایا بلکہ لوگوں سے فرمایا، صَلُّوا عَلٰی صَاحِبِکُمْ (اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو)

واضح رہے کہ بائیکاٹ اور قطع تعلق کی پالیسی وہیں چل سکتی ہے۔ جہاں صحیح معنیٰ میں معاشرہ اسلامی بنیادوں پر قائم ہو چکا ہو۔

نظم کی پابندی

(۳۷۵) عَنْ بَشِیْرِ بْنِ الْخَصَاصِیَةِؓ قَالَ قُلْنَا اِنَّ اَھْلَ الصَّدَقَةِ یَعْتَدُوْنَ عَلَیْنَا اَفَنَکْتُمُ مِنْ اَمْوَالِنَا بِقَدْرِ مَایَعْتَدُوْنَ، قَالَ لَا۔ (ابوداود، مشکوٰۃ۔ کتاب الزکوٰۃ)

ترجمہ: بشیرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے آں حضورؐ سے سوال کیا کہ صدقہ وصول کرنے والے ہم پر زیادتی کرتے ہیں کیا ہم اپنے مالوں میں سے ان کو زیادتی کے مطابق چھپا سکتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔

تشریح: اس حدیث سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سمع و طاعت اور نظم کی پابندی کا اسلام میں کیا مقام ہے۔

اسلامی حکومت کے کارندے اگر زکوٰۃ و صدقات وصول کرتے ہوئے ظلم بھی کریں تب بھی ان کے جواب میں کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا جا سکتا۔

اطاعت کے حدود

(۳۷۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَکَرِہَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

مسلمانوں پر سمع وطاعت (سننا اور ماننا) واجب ہے، خواہ اسے (اپنے امیر کا حکم) پسند ہو یا ناپسند، یہ اسی وقت تک ہے جب تک کہ خدا کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، لیکن اگر خدا کی نافرمانی کا حکم دے تو پھر نہ سننا ہے اور نہ ماننا۔

حدود اللہ کے خلاف کوئی معاہدہ اور اقرار جائز نہیں

(۳۷۷) عَنْ عُمَرَ بْنِ عَوْفِ ِ الْمُزَنِی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ الصُّلْحُ جَائِزٌ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلاَلاً اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا وَالْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی شُرُوْطِهِمْ اِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلاَلاً اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ۔ باب الافلاس)

ترجمہ: عمر بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسلمانوں کے درمیان صلح کے عہد و پیمان جائز ہیں، ہاں ایسی صلح جائز نہیں جو حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنا دے، مسلمان اپنے طے کردہ شرائط کے پابند ہوں گے۔ اِلّا یہ کہ کوئی ایسی شرط ہو جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال میں تبدیل کر دے۔

تشریح: مسلمانوں کے تمام معاشی، سیاسی معاملات، معاشرتی تعلقات، بین الاقوامی معاہدات اور ملکی قانون سازی کی حدود اسی حدیث کی روشنی میں طے ہونی چاہیں۔ یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ اس قسم کے معاملات میں کتاب وسنت سے ہر جزئی مسئلہ کی تائید کے لیے سند تلاش کی جائے بلکہ صرف اتنا دیکھ لینا کافی ہے کہ ہمارا کوئی قدم کسی واضح نص کے خلاف تو نہیں اٹھ رہا ہے، ہاں عبادات کے معاملہ میں ضروری ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی جزئی کا ثبوت کتاب و سنت سے فراہم کیا جائے، ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں عبادت کی آڑ میں بدعات نہ رواج پا جائیں۔

امیر کی ذمہ داریاں

(۳۷۸) عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اَیُّمَا وَالٍ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ شَیْئًا فَلَمْ یَنْصَحْ لَهُمْ وَلَمْ یَجْهَدْ لَهُمْ لِنُصْحِهٖ وَجُهْدِهٖ لِنَفْسِهٖ کَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فِی النَّارِ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: معقلؓ بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنا پھر اس نے ان کے لیے ایسی خیر خواہی اور

کوشش نہ کی جیسی وہ اپنی ذات کے لیے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔

(۳۷۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْهِ وَمَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری امت کے معاملات کا ذمہ دار بنے اور پھر وہ لوگوں کو پریشانیوں اور مشقتوں میں مبتلا کردے تو اے خدا! تو بھی اس کی زندگی تنگ کردے اور جو شخص میری امت کے معاملات کا والی بنے اور پھر لوگوں سے محبت اور شفقت سے پیش آئے تو اے خدا تو بھی اس پر رحم فرما۔

(۳۸۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ اَحَدٍ مِنْ اُمَّتِیْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ شَیْئًا لَمْ یَحْفَظْهُمْ بِمَا یَحْفَظُ بِهٖ نَفْسَهٗ وَاَهْلَهٗ اِلَّا لَمْ یَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے جو کوئی بھی مسلمانوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنا پھر اس نے اسی طریقہ سے ان کی حفاظت نہ کی جس طرح وہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتا ہے تو وہ جنت کی مہک تک نہ پائے گا۔

(۳۸۱) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ شَیْئًا فَغَشَّهُمْ هُوَ فِی النَّارِ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا متولی (ذمہ دار) بنا پھر اس نے اس سے خیانت کی تو وہ آگ میں جلے گا۔

اسلامی حکومت کے فرائض

(۳۸۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰی عَلَیْهِ الدَّیْنُ فَیَسْئَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَیْنِهٖ قَضَاءً فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَكَ وَفَاءً صَلّٰی وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِیْنَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْفُتُوْحَ قَامَ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰی

بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَائُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔باب الافلاس)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کسی مقروض شخص کا جنازہ لایا جاتا تو آپؐ دریافت فرماتے، کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ مال چھوڑا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ملتا تو آپؐ جنازے کی نماز پڑھا دیتے ورنہ آپؐ لوگوں سے کہتے، جاؤ اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو، لیکن جب بعد میں فتوحات کی ریل پیل ہوگئی تو آپؐ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، میں مسلمانوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہوں۔اس لیے جو مسلمان قرض چھوڑ کر مرے تو اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے، اور جو مال چھوڑ کر وفات پائے تو اس کے حق دار اس کے وارث ہیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت ان تمام لوگوں کی بنیادی ضروریات کی ذمہ دار ہے جو خود اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ بنیادی ضروریات یہ ہیں (۱) خوراک (۲) لباس (۳) مکان (۴) علاج (۵) تعلیم۔

اگر کسی حکومت میں اس کے شہری ان بنیادی ضروریات ہی سے محروم ہوں ایسی حکومت کو صحیح معنی میں اسلامی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ حضرت عمرؓ نے قحط کے زمانے میں چور پر قطعِ ید کی حد جاری نہیں کی۔اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جب ایک حکومت اپنے شہریوں کے لیے خوراک کا انتظام نہیں کر سکتی تو وہ چور کا ہاتھ کیسے کاٹ سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چور نے حالات سے مجبور ہو کر چوری کی ہو۔

اوصاف امامت وقیادت

(۳۸۳) عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ وَلَا يَقْعُدُ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ (مسلم، مشکوٰۃ۔باب الامامۃ)

ترجمہ: ابو مسعودؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگوں کا امام وہ بنے جو ان میں قرآن کا زیادہ عالم ہو۔ اگر اس میں برابر ہوں تو پھر وہ آگے بڑھے جو سنت کا علم زیادہ

رکھتا ہو، اگر اس میں بھی یکساں ہوں تو پھر وہ نماز پڑھائے جس نے ہجرت میں پیش قدمی کی ہو۔ اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جو عمر میں بڑا ہو۔ کوئی شخص کسی دوسرے مسلمان بھائی کے اثر ورسوخ کے مقام پر امامت نہ کرے۔ اور نہ اس کے گھر میں اس کی گدی پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔

توضیح: (۱) اسلام میں چونکہ سیاست بھی دین کے تابع ہے اس لیے مسجد میں پیشوائی کے لیے جن اوصاف کا لحاظ رکھا جاتا ہے، انہی اوصاف کا لحاظ صدر مملکت اور وزیر اعظم بناتے وقت بھی رکھنا چاہیے۔ دینی لحاظ سے چار اوصاف یہاں بیان ہوئے ہیں:

(۱) قرآن کے علم میں برتری۔ (۲) سنت کی واقفیت میں فوقیت۔

(۳) ہجرت یا کسی اہم دینی خدمت میں سبقت۔ (۴) عمر کے لحاظ سے بزرگی۔

(۲) جس عالم دین کے جہاں اثرات اور مقبولیت زیادہ ہو وہاں کسی دوسرے شخص کا منصب امامت و قیادت پر مسلط ہو جانا، مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے لیے انتشار انگیز ثابت ہو سکتا ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ خود اس کی اجازت دے۔ اسی طرح کسی شخص کی خاص گدی یا کرسی پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھنا چاہیے، اس سے بھی تلخیوں اور غلط فہمیوں کا دروازہ کھل سکتا ہے۔

(۳۸۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَةٌ لَا تُرْفَعُ صَلٰوتُهُمْ فَوْقَ رُؤُسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَاَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ۔ باب الامامۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین قسم کے افراد ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے بالشت بھر بھی اونچی نہیں ہوتیں۔ یعنی خدا کے ہاں ان کی مقبولیت کا کوئی مقام نہیں ہے۔

(۱) ایسا شخص جو لوگوں کا امام بنا ہوا ہے حالانکہ وہ اسے ناپسند رکھتے ہیں۔ (۲) وہ عورت جو رات اس حالت میں گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ (۳) دو مسلمان (بھائی) جو ایک دوسرے سے قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔

تشریح: امیر و امام کا ایک نمایاں وصف یہ بھی ہے کہ سیرت و اخلاق کی بنا پر عوام میں اس کی مقبولیت و محبوبیت پائی جاتی ہو۔ اور جب بھی وہ یہ محسوس کرے کہ لوگوں کی اکثریت اس سے خوش نہیں ہے تو اس ذمہ داری سے خود ہی الگ ہو جانا چاہیے۔

منصب کی طلب

(۳۸۵) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَۃَؓ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَسْئَلِ الْاِمَارَۃَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِیْتَھَا عَنْ مَّسْئَلَۃٍ وُكِّلْتَ اِلَیْھَا وَاِنْ اُعْطِیْتَھَا عَنْ غَیْرِ مَسْئَلَۃٍ اُعِنْتَ عَلَیْھَا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، امارت کی طلب مت کرو۔ اگر تم اسے مانگ لو گے تو اسی کے حوالے کر دیئے جاؤ گے اور اگر بن مانگے امارت ملے گی (تو اس سے عہدہ برآ ہونے کی طرف سے) تمہاری مدد کی جائے گی۔

تشریح: امارت وحکومت کی ذمہ داریاں اتنی زیادہ ہیں کہ کوئی دیانتدار صاحب فہم اس بوجھ کو اٹھانے کے لیے خود آگے نہیں بڑھ سکتا۔

اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس سلسلے میں دوڑ دھوپ کرتا ہے تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہے:

یا تو وہ ان مناصب کی نزاکت اور ذمہ داریوں سے بے خبر ہے یا پھر وہ عہدوں کا بھوکا اور ہوسِ اقتدار میں مبتلا ہے۔

ان دونوں میں سے ہر شکل ایسے شخص کے نااہل ہونے کے لیے کافی ہے۔

(۳۸۶) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنِ ابْتَغَی الْقَضَاءَ وَسَئَلَ وُكِّلَ اِلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اُكْرِہَ عَلَیْہِ اَنْزَلَ اللّٰہُ مَلَكًا یُسَدِّدُہٗ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ۔ باب العمل فی القضاء)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے منصب قضا طلب کیا وہ اپنے نفس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اور جو اس پر مجبور کیا گیا، اللہ تعالیٰ فرشتہ نازل فرمائے گا جو اسے سیدھا چلاتا رہے گا۔

طلبِ مناصب کے حدود

(۳۸۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ طَلَبَ قَضَآءَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی یَنَالَہٗ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُہٗ جَوْرَہٗ فَلَہُ الْجَنَّۃُ وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُہٗ عَدْلَہٗ فَلَہُ النَّارُ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب العمل فی القضا)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے منصبِ قضا طلب کیا اور اسے پا لینے کے بعد اس کا عدل اس کے ظلم پر غالب آ گیا اس کے لیے جنت ہے اور جس کا ظلم اس کے عدل پر غالب آ گیا اس کے لیے دوزخ ہے۔

عام حالات میں شریعت کا تقاضا یہی ہے کہ ایک مسلمان ذمہ دار مناصب کے لیے خود تگ و دو نہ کرے ورنہ اس کا تقویٰ داغ دار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن حرص و طمع میں مبتلا ہوئے بغیر اگر کوئی شخص یہ توقع رکھتا ہے کہ اس کے آگے بڑھنے سے واقعی حق و انصاف کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں اور شر و فساد کے علمبرداروں کا زور توڑا جا سکتا ہے تو یہ ایک مستثنیٰ شکل ہے۔ اور یہ بھی اس صورت میں جب کہ اس کام کے لیے دوسرا قابل اعتماد سیرت والا شخص معاشرے میں موجود نہ ہو۔ یہ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ طلبِ منصب کے بارے میں مخالف اور موافق دونوں قسم کی روایات کا صحیح مطلب سامنے آ جائے۔

بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ اس آزمائش کی بھٹی میں ڈالنے سے اپنے آپ کو بچایا جائے، جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ جو قاضی بنا گویا وہ چھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔

حکومت کی اصلاح کا مدار عوام کی درستی پر

(۳۸۸) عَنْ يَحْيَى بْنِ هَاشِمٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا تَكُوْنُوْنَ كَذٰلِكَ يُؤَمَّرُ عَلَيْكُمْ۔ (مشکوٰۃ۔ باب کتاب الامارۃ)

ترجمہ: ابو اسحٰق اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جیسے تم ہو گے ویسے ہی تم پر امیر (حکمراں) مسلط ہوں گے۔

توضیح: عام طور پر حکمراں گروہ سوسائٹی کا مکھن ہوتا ہے۔ اب اگر عوام بدکردار ہوں گے تو ان کے خواص کب نیک سیرت ہو سکتے ہیں۔

خصوصاً آج کے جمہوری دور میں جب کہ عوام ہی کو اپنی مرضی سے اپنے حکمران اور نمائندے منتخب کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس ملک کے عوام شر پسند ہوں گے وہاں سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ شریر قسم کے حکمران مسلط کر دے گا۔

شورائی نظام کی اہمیت

(۳۸۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ اُمَرَائُكُمْ خِيَارَكُمْ وَاَغْنِيَاءُ كُمْ سُمَحَائَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ بَطْنِهَا، وَاِذَا كَانَ اُمَرَائُكُمْ شِرَارَكُمْ وَاَغْنِيَائُكُمْ بُخَلَائَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ۔ باب تغیر الناس)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تمہارے امراء (حکمراں) (اخلاق و کردار کے لحاظ سے) اچھے لوگ ہوں، تمہارے (معاشرے کے) خوش حال افراد فیاض ہوں، اور تمہارے (اجتماعی) معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہوں تو یقیناً تمہارے لیے یعنی مسلم قوم کے لیے زمین کی پشت (زندگی) زمین کی گود (موت) سے بہتر ہے۔ اور جب تمہارے حاکم بدکردار لوگ ہوں، تمہارے مالدار افراد بخیل ہوں اور تمہارے معاملات بیگمات کے حوالے ہوں تو پھر زمین کی گود زمین کی پشت سے (بدرجہا) بہتر ہے۔ (ایسی مسلم قوم خود اپنے لیے بھی ذلت ورسوائی کی موجب ہے اور اسلام کے لیے بھی ننگ و عار کی باعث)

تشریح: اس حدیث میں تین امور کو مسلم معاشرے کے لیے دنیا و آخرت کی سعادت کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ اگر کسی معاشرے میں یہ تینوں اجتماعی اوصاف موجود ہوں تو وہ فلاح وکامرانی سے ہمکنار ہوگا۔

(۱) خدا ترس قیادت وحکومت (۲) فیاض اور غریبوں کے ہمدرد اصحابِ دولت۔ (۳) تمام اجتماعی معاملات میں مشاورت و جمہوریت کی روح کارفرما۔ اس کے برعکس اگر حکمراں افراد بدطینت ہوں، مالدار گروہ بخیل وحریص ہو اور شہوانی میلانات اور عیش پسندانہ رجحانات کا یہ حال ہو کہ اجتماعی امور میں سربراہ عورتیں ہوں تو پھر ایسا معاشرہ آج نہیں مٹا تو کل مٹ کر رہے گا۔

اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جس سوسائٹی میں مشاورت اور باہمی اعتماد وتعاون ناپید ہوگا، وہاں عورتوں کی قوامیت کی شکل میں بدترین آمریت مسلّط ہوکر رہے گی۔

عدالت کی ذمہ داریاں

(۳۹۰) عَنْ بُرَيْدَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ

وَاِثْنَانِ فِی النَّارِ فَاَمَّا الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰی بِهٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَفِی الْحُکْمِ فَهُوَفِی النَّارِ وَرَجُلٌ قَضٰی لِلنَّاسِ عَلٰی جَهْلٍ فَهُوَ فِی النَّارِ۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ۔ باب العمل فی القضا)

ترجمہ: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قاضی تین قسم کے ہیں۔ ایک قسم جنت میں جائے گی اور دو قسمیں دوزخ میں۔ جنت کا حق دار وہ شخص ہے جس نے حق کو پہچان کر اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ اور جس شخص نے حق کو پہچان کر فیصلہ کرنے میں ظلم کیا وہ دوزخ میں ہے۔ اسی طرح جس شخص نے جہالت میں لوگوں کے فیصلے کئے وہ بھی دوزخ میں ہوگا۔

تشریح: اسلامی حکومت کے قاضی میں دو بنیادی شرطیں ہونا ضروری ہیں:

(۱) قانون کی پوری واقفیت۔

(۲) ہر معاملہ میں عدل وانصاف کے تقاضوں کا لحاظ۔

اگر ان دونوں اوصاف میں سے کوئی وصف موجود نہیں ہے تو وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے اسلامی عدالت میں قاضی کا منصب سونپا جائے۔

(۳۹۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جُعِلَ قَاضِیًا بَیْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّیْنٍ۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ۔ باب العمل فی القضاء)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو لوگوں کے درمیان (فیصلہ کرنے کے لیے) قاضی بنایا گیا گویا وہ چھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔

یعنی یہ قضا کا منصب انتہائی نازک ذمہ داری کا منصب ہے، اگر قاضی غیر منصفانہ روش اختیار کرتا ہے تو خدا کے ہاں پکڑا جائے گا اور اگر انصاف کی راہ پر چلتا ہے تو بااثر مجرموں کی دشمنی کا نشانہ بنتا ہے۔

نفاذِ قانون میں مساوات

(۳۹۲) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقِیْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِی الْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ وَلَا تَاْخُذُکُمْ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ۔ کتاب الحدود)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

اپنے سے قریب والوں اور دور والوں پر (یکساں) حد جاری کرو، اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی تمھیں پرواہ نہیں ہونی چاہیے۔

قانونی مساوات

(۳۹۳) عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ فِیْ بَیْتِهَا فَدَعٰی وَصِیْفَةً لَهٗ اَوْ لَهَا فَاَبْطَأَتْ فَاسْتَبَانَ الْغَضَبُ فِیْ وَجْهِهٖ فَقَامَتْ اُمُّ سَلْمَةَ اِلَی الْحِجَابِ فَوَجَدَتِ الْوَصِیْفَةَ تَلْعَبُ وَمَعَهٗ سِوَاكٌ فَقَالَ لَوْ لَا خَشْیَةُ الْقَوَدِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَاَوْجَعْتُكَ بِهٰذَا السِّوَاكِ۔

(الادب المفرد۔ باب قصاص العبد)

ترجمہ: اُمِ سلمہؓ سے روایت ہے کہ آں حضورؐ ان کے مکان میں تھے تو آپؐ نے اپنی لونڈی کو بلایا اس نے آنے میں دیر کردی، تو آپ کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا، ام سلمہؓ پردہ کے پاس کھڑی ہوئیں تو انھوں نے لونڈی کو کھیلتے ہوئے پایا، اس وقت آپؐ کے پاس مسواک تھی۔ آپؐ نے لونڈی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، اگر قیامت کے دن قصاص کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تجھے اس مسواک سے سزا دیتا۔

تشریح: (۱) اس روایت میں آخرت کی عدالت کا ذکر ہے، اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جب معمولی سی ضرب وتوبیخ پر آخرت میں قصاص کا اندیشہ ہوسکتا ہے تو دنیاوی عدالت میں بدرجۂ اولی اس پر باز پرس ہوسکتی ہے۔

(۲) غلاموں اور خادموں کے ساتھ کیسا برتاؤ ہونا چاہیے اس کا ایک اعلیٰ نمونہ اس حدیث میں ملتا ہے۔

قانونی معافی کے حدود

(۳۹۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَقِیْلُوْا ذَوِی الْهَیْأٰتِ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ کتاب الحدود)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا، حیثیت والوں سے ان کی لغزشیں معاف کردو مگر یہ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود معاف نہیں ہوسکتیں۔

تشریح: یہاں ''حیثیت'' سے مراد وہ اعزاز واحترام ہے جو ایک مسلم سوسائٹی میں

علم وتقویٰ اور دینی خدمات کی بنا پر حاصل ہوتا ہے، ایسے افراد سے اگر کوئی لغزش ہو جائے تو اسے نظر انداز کر دینا ہی مناسب ہے۔

اس حدیث کی تائید میں حاطب بن ابی بلتعہ کا واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے محض اپنے ذاتی مصالح کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کا ایک راز مشرکین مکہ پر ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔ ان کا یہ جرم محض اس لیے معاف کر دیا گیا کہ انہوں نے جنگ بدر کے نازک موقع پر دشمنوں کے مقابلہ میں جان کی بازی لگا دی تھی۔ لیکن خلیفۂ وقت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی بڑے سے بڑے متقی اور مجاہد کی خاطر حدود اللہ کو ٹال سکے۔

عدالت کے اصول وآداب

(۳۹۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍؓ قَالَ قَضىٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَاكِمِ۔ (احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ باب الاقضیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں قاضی کے سامنے پیش کیے جائیں۔

تشریح: عدالت کے سامنے فریقین کی حاضری ضروری ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی فریق کو دولت، منصب یا اثر ورسوخ کی بنا پر عدالت کی پیشی سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے۔

(۳۹۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَاَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ۔ باب الاقضیۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کے حق میں فیصلے محض ان کے دعووں کی بنا پر کر دیے جائیں تو پھر ہر شخص کی جان و مال کے مدعی پیدا ہو جائیں گے (اور کوئی بھی ایسا نہ رہے کہ اس کی جان اور مال محفوظ ہوں) اس لیے مدعی علیہ کو حلف اٹھانے کا حق ملنا چاہیے۔

تشریح: دوسری حدیث میں ہے کہ مدعی اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ پیش کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں مدعی علیہ حلف اٹھا کر الزام سے بری ہو سکتا ہے۔

(۳۹۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهُ مَخْرَجٌ فَخَلُّوا سَبِيْلَهُ فَاِنَّ الْاِمَامَ يُخْطِئُ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعُقُوْبَةِ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ۔ کتاب الحدود)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کے شرعی حدود کے نفاذ کو ٹالتے رہو، اگر ذرا سی بھی گنجائش نظر آ جائے تو ملزم کی راہ نہ روکو، اس لیے کہ امیر وقت کا ملزم کے چھوڑ دینے میں غلطی کر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں کسی بے گناہ کو نشانہ بنا ڈالے۔

تشریح: اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ عدالت میں مقدمہ چلانے کے باوجود اگر ثبوت جرم میں ذرا شائبہ بھی رہ جائے تو ملزم کو سزا نہیں دی جا سکتی۔ اس سے بدرجۂ اولیٰ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی کو مقدمہ چلائے بغیر نظر بند رکھنا یا کوئی اور پابندی عائد کرنا اسلامی عدل کے یکسر منافی ہے۔

جنگی اخلاق

(۳۹۸) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنْطَلِقُوْا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، لَا تَقْتُلُوْا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا صَغِيْرًا وَلَا امْرَاَةً وَلَا تَغُلُّوْا وَضُمُّوْا غَنَائِمَكُمْ وَاَصْلِحُوْا وَاَحْسِنُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، (دشمنوں سے جہاد کے لیے) اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کی توفیق و تائید کے ساتھ اور اللہ کے رسول ﷺ کی ملت (دین) پر قائم رہتے ہوئے نکل کھڑے ہو! (لیکن یہ رہے کہ جنگ کے موقع پر) ناتواں بوڑھوں، چھوٹے بچوں اور عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ، مال غنیمت میں خیانت نہ کرو۔ جنگ میں جو کچھ ہاتھ آئے سب ایک جگہ جمع کرو، نیکی اور احسان کی راہ اختیار کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند رکھتا ہے۔

تشریح: اسلام نے جنگ کے بارے میں بنیادی اخلاقی ہدایت بیان کی ہے کہ جو تم سے لڑتے ہیں انہی پر تم ہاتھ اٹھاؤ، معصوم بچوں، عورتوں اور کمزور سن رسیدہ افراد کو اپنے حملوں کا نشانہ نہ بناؤ۔

بین الاقوامی اخلاق

(۳۹۹) عَنْ سَلِيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّوْمِ عَهْدٌ ، وَكَانَ يَسِيْرُ نَحْوَ بِلَا دِهِمْ حَتّٰى اِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ اَغَارَ عَلَيْهِمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلٰى فَرَسٍ ، وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَفَاءٌ وَلَاغَدْرٌ فَنَظَرَفَاِذَا هُوَ عَمْرُوبْنُ عَبَسَةَ، فَسَاَلَهٗ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحِلَّنَّ عَهْدًا وَلَا يَشُدَّ نَّهٗ حَتّٰى يَمْضِيَ اَمَدُهٗ اَوْيَنْبِذُ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ۔ فَرَجَعَ مَعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ۔

(ابوداؤد۔ باب الامان)

ترجمہ: سلیم بن عامر سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ اور رومیوں کے درمیان (جنگ نہ کرنے پر) معاہدہ ہوا تھا۔ حضرت معاویہؓ اسی زمانۂ صلح میں (اپنی فوجیں لے کر رومی سرحد کی طرف چل کھڑے ہوئے (ان کا خیال تھا کہ) جونہی معاہدہ کی مدت ختم ہوگی دشمن پر دھاوا بول دیا جائے گا (ابھی حضرت معاویہؓ سفر میں تھے) کہ ایک گھوڑے پر سوار نمودار ہوا وہ کہہ رہا تھا، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ معاہدہ کا لحاظ کرو، اور عہد شکنی سے بچو۔ حضرت معاویہؓ نے جب ان کی طرف نگاہ اٹھائی تو معلوم ہوا کہ یہ عمرو بن عبسہ ہیں۔ حضرت معاویہؓ کے دریافت کرنے پر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپؐ (ایک مرتبہ) فرمارہے تھے کسی قوم سے معاہدہ ہو تو اس میں کوئی تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے تاوقتیکہ پوری مدت ختم نہ ہوجائے یا پھر برابر سرابر معاہدہ دشمن کے منہ پر دے مارو۔ یہ حدیث سن کر حضرت معاویہؓ فوجیں لے کر واپس پلٹ آئے۔

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) جس ملک سے معاہدہ ہوا ُسے تیاری کا مساویانہ طور پر موقع دیئے بغیر صلح کی مدت ختم ہوتے ہی اس پر اچانک ٹوٹ پڑنا جائز نہیں ہے۔

(۲) اگر صلح کی مدت کے زمانہ میں بھی جنگ کی نوبت آجائے تو حریف کو پہلے سے مطلع کردینا ضروری ہے۔

یہی معنی ہیں قرآن مجید کی اس آیت کے وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ یعنی اگر کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو مساویانہ طور پر اس کا معاہدہ اس کے منہ پر دے مارو۔

(۳) اس روایت سے سمع و طاعت کے معاملہ میں صحابہؓ کرامؓ کا بلند کردار بھی سامنے آتا ہے۔ حضرت معاویہؓ کو جونہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا طرزِ عمل فرمان نبویؐ کے خلاف ہے دشمن کی طرف بڑھنے والی فوجوں کو فوراً واپسی کا حکم دے دیتے ہیں۔

(۴) صحابہؓ کرامؓ کی زندگی کا ایک اہم اور سبق آموز پہلو یہ ہے کہ وہ کسی بھی صاحب سطوت خلیفہ یا حکمراں کے مقابلہ میں کلمۂ حق کہنے سے نہیں چوکتے تھے۔ حضرت عمرو بن عبسہؓ کا یہ جرأت مندانہ اقدام ہر مسلمان کے لیے حق گوئی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

دین و سیاست

(۴۰۰) عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ خُذُوا الْعَطَاءَ مَادَامَ عَطَاءً فَإِذَا صَارَ رِشْوَةً عَلَى الدِّیْنِ فَلَا تَاخُذُوْهُ وَلَسْتُمْ بِتَارِکِیْهِ یَمْنَعُکُمُ الْفَقْرُ وَالْحَاجَةُ اَلَا اِنَّ رَحَی الْإِسْلَامِ دَائِرَةٌ فَدُوْرُوْا مَعَ الْکِتَابِ حَیْثُ دَارَ اَلَا اِنَّ الْکِتَابَ وَالسُّلْطَانَ لَیَفْتَرِقَانِ فَلَا تُفَارِقُوا الْکِتَابَ اَلَا اِنَّهٗ سَیَکُوْنُ اُمَرَاءُ یَقْضُوْنَ لَکُمْ فَاِنْ اَطَعْتُمُوْ هُمْ یُضِلُّوْکُمْ وَاِنْ عَصَیْتُمُوْ هُمْ قَتَلُوْکُمْ۔ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ نَصْنَعُ قَالَ کَمَا صَنَعَ اَصْحَابُ عِیْسٰی نُشِرُوْا بِالْمِنْشَارِ وَحُمِلُوْا عَلَی الْخَشَبِ مَوْتٌ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِنْ حَیَاةٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عطیہ قبول کرلو جب تک کہ اس کی حیثیت عطیہ کی ہو، لیکن جب یہ عطیہ دین کے معاملہ میں رشوت بن جائے تو پھر اسے قبول نہ کرو۔ مگر تم اسے چھوڑنے والے نہیں ہو، فقر و فاقہ تمہیں اس کے قبول کرنے پر مجبور کردے گا۔ ہاں سنو! اسلام کی چکی گھوم رہی ہے، تو جس طرف قرآن کا رخ ہو ادھر تم بھی گھوم جاؤ۔ سنو! قرآن اور اقتدار عنقریب دونوں جدا ہو جائیں گے (خبردار) تم قرآن کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ آیندہ ایسے حکمراں ہوں گے جو تمہارے بارے میں فیصلے کریں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے، تو وہ تمہیں گمراہ کرڈالیں گے، اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں موت کے گھاٹ اتاردیں گے۔ (راوی نے) سوال کیا، تب ہم کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا، وہی کرو جو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھیوں نے کیا، وہ لوگ آروں سے چیرے گئے، سولیوں پر لٹکائے گئے۔ اللہ

کی نافرمانی میں زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے جان دیدے (خواہ کتنی بڑی سے بڑی آزمائش کیوں نہ آجائے ایک مومن کو حق پر جمے رہنے اور حق کی دعوت دینے سے باز نہیں آنا چاہیے)

تشریح: اس روایت میں چند امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

(۱) آپس میں ہدیہ، عطیہ اور دعوت وضیافت کی راہ ورسم ایک پسندیدہ عمل ہے جس پر احادیث میں بار بار ترغیب دلائی گئی ہے۔ لیکن اس راہ ورسم کا آغاز اگر بااثر حکام کی طرف سے ہو تو اہل حق مداہنت کا شکار ہو سکتے ہیں اور ان کی زبانیں کھلم کھلا منکرات کو دیکھ کر نہ صرف یہ کہ خاموش بلکہ ان کی حمایت وتائید میں غلط فتوے دے سکتی ہیں۔

اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبلؒ کو عباسی خلفاء مامون، معتصم، واثق باللہ کے شدید دور ابتلاء میں ثابت قدمی کے بعد خلیفہ متوکل علی اللہ کے زمانہ میں درہم ودینار کی تھیلیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ان کی زبان سے بے ساختہ نکل جاتا ہے "ھٰذا اَشَدُّ عَلَیَّ مِمَّا مَضیٰ قَبلُ" یعنی شاہی تحائف وہدایا کی شکل میں آزمائش تازیانوں کے دور سے بھی زیادہ سخت ہے۔ یعنی اب اندیشہ ہے کہ کہیں دنیاوی دولت وثروت کو دیکھ کر قدم لڑکھڑا نہ جائیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ وہ اس آزمائش میں بھی ثابت قدم رہے۔

(۲) ایک مسلم معاشرے اور صالح اجتماعی نظام کے لیے خیر وسعادت کا پہلو اسی میں ہے کہ سیاست، دین کے تابع ہو لیکن جہاں یہ دونوں جدا ہوں گے وہاں لازماً اجتماعی زندگی میں چنگیزیت برپا ہو کر رہے گی۔

(۴۰۱) عَنْ تَمِیمِ الدَّارِیِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَلدِّیْنُ اَلنَّصِیحَۃُ ثَلاثًا، قُلْنَالِمَنْ، قَالَ لِلّٰہِ وَلِکتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِھِمْ۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ: تمیم داری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دین نصیحت اور خیر خواہی کا نام ہے (یہ الفاظ آپؐ نے تین بار دہرائے) ہم نے دریافت کیا۔ "یہ نصیحت" کس کے لیے؟ آپؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے سربراہوں کے لیے، اور عام مسلمانوں کے لیے۔

تشریح: نصح کے اصل معنی ہیں ملاوٹ اور کھوٹ سے پاک ہونا،ناصح العسل خالصہ۔(مفردات راغب) یعنی ایسا شہد جوموم وغیرہ سے پاک صاف کرلیا گیاہو۔

اسی طرح کہا جاتا ہے "نصح قلب الانسان" یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ دل میں کسی قسم کا کھوٹ اور کینہ باقی نہ رہے اور انسان کا ظاہر، باطن سے ہم آہنگ ہو۔

اسی معنی میں قرآن حکیم میں مومنوں کوتوبۂ نصوح کا حکم دیا گیا ہے۔یعنی ایسی توبہ جو ہر قسم کے نفاق اور تلوّن سے پاک ہو۔

ایک جگہ قرآن حکیم میں مومنوں کی شان یہ بتلائی گئی ہے:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَاعَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَايُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ مَاعَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ناتوانوں، بیماروں اور ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے جو (راہ جہاد میں) خرچ کرنے کے لیے اپنے پاس کچھ نہیں پاتے، جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے سراپا نصیحت ہوں، اصحاب احسان پر کوئی الزام نہیں، اور اللہ غفور رحیم ہے۔

یعنی عام حالات میں میدان جہاد سے روگردانی کرنا ایمان اور اطاعت کے منافی ہے لیکن عذر کی صورت میں خدا کے ہاں کوئی گرفت نہ ہوگی۔بشرطیکہ دل اخلاص اور وفاداری سے بھرپور ہو۔

معلوم ہوا کہ معذور ہونے کی شکل میں اللہ تعالیٰ بندے پر عملی جدّ وجہد کا بار تو نہیں ڈالتا۔لیکن نصیحت وخیر خواہی کا معاملہ ایسا ہے کہ اس کا ہر بندہ مکلّف ہے، اور اس کے بغیر اس کی نجات ناممکن ہے۔

نصیحت للّٰہ کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے اور خدا کے درمیان کوئی کھوٹ کا معاملہ نہ رکھے، اس کے دل کی گہرائیوں کا ہر گوشہ خلوص و وفاداری سے رچا بسا ہونا چاہیے۔

اس خلوص و وفاداری کا تقاضا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اختیارات، آداب اور حقوق میں کسی مخلوق کو شریک اور ساجھی نہ ٹھیرائے۔اس طرح انسان دراصل اپنے سے ہی خیرخواہی کرتا ہے اور اپنی ہی دنیا وآخرت سنوارتا ہے۔من عمل صالحاً فلنفسہ۔

نصیحت لکتابہ، کا تقاضا ہے کہ نزول قرآن کے مقصد کو پورا کیا جائے۔یہ مقصد تین امور پر مشتمل ہے:

(۱) تلاوت، یعنی قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر اطمینان اور صحتِ تلفظ کے ساتھ پڑھا جائے، جیسا کہ قرآن میں ہے۔ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ۔

(۲) تدبّر و تفکّر، یعنی محض بے سمجھے بوجھے نہ پڑھا جائے بلکہ آیات میں غور و فکر بھی کیا جائے۔ مثلاً فرمایا، كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (ہم نے آپ کی طرف یہ برکت والی کتاب اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل و فہم والوں کو سرمایۂ نصیحت و عبرت حاصل ہو۔)

(۳) حکم بالقرآن، یعنی تدبّر برائے تدبّر ہی نہ ہو بلکہ یہ اس لیے ہو کہ قرآن حکیم کے قوانین اور ضابطوں کو اپنی ذات پر، ماحول پر، اپنے ملک پر بلکہ ساری دنیا پر نافذ اور غالب کیا جائے۔ جیسا کہ فرمایا، اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ۔ ہم نے آپؐ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری ہے تاکہ آپؐ لوگوں کے درمیان انہی قوانین کی روشنی میں فیصلہ کریں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی رہنمائی فرمائی ہے۔

نصیحت لرسولہ کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کی سنت کو تازہ کیا جائے، اور اس نظام کو غالب کرنے کے لیے سردھڑ کی بازی لگادی جائے جس کے قائم کرنے کے لیے آپؐ نے اور آپؐ کے محترم اصحاب نے اپنا خون پسینہ ایک کر دیا تھا۔ آپؐ سے ثابت شدہ طریقہ کو ہر دوسرے انسانی طریقوں پر مقدم رکھا جائے اور آپؐ کے قول و فعل کے مقابلہ میں کسی امتی کی رائے اور عمل کو قطعاً کوئی وزن نہ دیا جائے۔

نصیحت لائمة المسلمین۔ یہاں مسلمانوں کے اماموں سے، آج کے مساجد کے مذہبی ''پیشوا'' مراد نہیں ہیں، یہ امت کی بدقسمتی ہے کہ دین و سیاست کی تفریق نے امامت کا مفہوم ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ اسلام میں سیاست اور دنیاوی معاملات دین کے تابع ہیں، اس لیے صحیح اسلامی حکومت میں جو مساجد میں امام ہوں گے وہی ملک کے سربراہ اور قائد بھی ہوں گے۔

مسلمانوں کے سربراہوں کی خیرخواہی کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ نیک کام کریں تو ان کا تعاون کیا جائے اور اگر وہ کج روی اور غلط کاری کی راہ اختیار کریں تو بلا کسی جھجک اور خوف کے بیباکانہ ان پر تنقید کی جائے اور ان کی غلط روش عوام پر بے نقاب کر دی جائے، جیسا کہ حدیث میں ہے ''افضل الجهاد کلمة عدل عندسلطان جائر'' یعنی کج رو اقتدار کے مقابلہ میں انصاف کی بات کہنا جہاد کی اعلیٰ قسم ہے۔

یہی وہ نصیحت ہے جس کا مظاہرہ امام مالکؒ نے منصور کے مقابلہ میں، امام احمد بن حنبلؒ نے مامون، معتصم اور واثق باللہ کے تازیانوں کے سائے میں، امام ابن تیمیہؒ نے مصر کے جباروں کے مقابلہ میں، اور مجدد الف ثانیؒ نے جہانگیر کے بھرے دربار میں کیا تھا۔

نصیحت لعامۃ المسلمین۔ اس کے چند پہلو ہو سکتے ہیں:

(۱) اگر عام مسلمان بھٹکے ہوئے ہیں تو ان کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ سیدھے راستے کی طرف بلایا جائے، ان میں اسلامی شعور پیدا کیا جائے۔

(۲) اگر وہ جاہل ہیں تو ان میں دین کا علم پھیلایا جائے۔ دینی مدراس اور تعلیم بالغان کے مراکز قائم کیے جائیں اور دعوت دین کو اتنا عام کیا جائے کہ ملک کے در و دیوار قال اللہ اور قال الرسول کی صداؤں سے گونج اٹھیں۔

(۳) اگر وہ بیمار ہیں تو ان کی تیمارداری کی جائے۔ ان کے لیے دوائیں فراہم کی جائیں اور ان کے علاج معالجہ کے لیے ایسا موثر اجتماعی نظام قائم کیا جائے کہ کوئی بے سہارا مریض علاج سے محروم نہ رہ جائے۔

(۴) اگر مسلمانوں میں سے کوئی مصیبت زدہ یا مظلوم ہے تو انفرادی اور اجتماعی طور پر ظالم کا ہاتھ پکڑنے اور مظلوم کی دادرسی کرنے کی کوشش کی جائے اور ایسے منظم ادارے وجود میں لائے جائیں کہ جن کے ہوتے ہوئے مسلم سوسائٹی میں کوئی کمزور ناتواں اپنے آپ کو بے یار و مددگار محسوس نہ کرے۔

(۵) اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کے کفن دفن میں شرکت کی جائے اس کے ورثہ کو صبر و تسلی دی جائے۔ اور اس طرح باہمی تعاون، ہمدردی اور غمگساری کا جذبہ ایسا عام کر دیا جائے کہ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ" کا اثر انگیز نظارہ دنیا کے سامنے پھر سے آ جائے۔

درحقیقت یہ حدیث کیا ہے، مختصر الفاظ میں دین کا خلاصہ اور عطر نکال کر رکھ دیا گیا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

شجرہ علم حدیث

رسول اکرم حضرت محمد ﷺ

نام			وفات
(۱) انس بن مالکؓ			۹۳ھ
(۲) حمدی الطویل ابن ابی حمید	۶۸ھ	تا	۱۴۳ھ
(۳) محمد بن عبداللہ الانصاری	۱۱۸ھ	تا	۲۱۵ھ
(۴) محمد بن اسماعیل البخاریؒ	۱۹۴ھ	تا	۲۵۶ھ
(۵) محمد بن یوسف الفِرَ بری	۲۳۱ھ	تا	۳۲۰ھ
(۶) عبداللہ بن احمد السرخسی			۳۸۱ھ
(۷) عبدالرحمٰن بن مظفر الداودی	۳۷۴ھ	تا	۴۶۷ھ
(۸) عبدالاول بن عیسیٰ السنجر ی	۴۵۸ھ	تا	۵۵۳ھ
(۹) حسین بن مبارک الزبیدی	۵۴۶ھ	تا	۶۳۱ھ
(۱۰) احمد بن ابی طالب الحجار		ف	۷۳۰ھ
(۱۱) ابراہیم بن احمد التنوخی ف ۸۰۰ھ	(۱۱) عبدالرحیم بن حسین العراقی ۷۲۵ھ	تا	۸۰۶ھ
(۱۲) احمد بن علی بن حجر العسقلانی شارح بخاری	۷۷۳ھ	تا	۸۵۲ھ
(۱۳) احمد زکریا الانصاری		ف	۹۲۵ھ
(۱۴) محمد بن احمد الرملی		ف	۱۰۰۴ھ
(۱۵) احمد بن عبدالقدوس الشناوی		ف	۱۰۲۸ھ

(۱۶) احمد بن محمد القشاشی ف ۱۰۷۱ھ

(۱۷) ابراہیم بن حسن الکردی المدنی ۱۰۲۵ھ تا ۱۱۰۱ھ

(۱۸) محمد بن ابراہیم ابوطاہر المدنی ف ۱۱۴۵ھ (۱۸) عبداللہ بن سالم البصری ف ۱۱۳۴ھ

(۱۹) الشاہ ولی اللہ ۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۶ھ (۱۹) احمد بن محمد شریف الاہدل۔ف ــــھ

(۲۰) الشاہ عبدالعزیز۔ ۱۱۵۹ھ تا ۱۲۳۹ھ (۲۰) سلیمان بن یحییٰ ف ۱۱۹۷ھ

(۲۱) الشاہ اسحاق الدہلوی ف ۱۲۶۲ھ (۲۱) عبدالقادر بن احمد الکوکبانی ۱۱۳۵ھ تا ۱۲۰۷ھ

عبدالرحمٰن بن سلیمان ۱۱۷۹ھ تا ۱۲۷۰ھ

(۲۲) السیّد نذیر حسین الدہلوی ۱۲۲۵ھ تا ۱۳۲۰ھ (۲۲) محمد بن علی الشوکانی مؤلف نیل الاوطار ۱۱۷۲ھ تا ۱۲۵۰ھ

(۲۳) احمد بن محمد الشوکانی۔وفات ۱۲۸۱ھ

(۲۴) حسین بن محسن الانصاری ف ۱۳۲۷ھ

(۲۳) مولانا احمد اللہ۔شیخ الحدیث رحمانیہ دہلی، وفات ۱۳۶۲ھ (بعمر ۶۵ سال تقریباً)

(۲۴) عبدالغفار حسن تاریخ حصولِ سندِ حدیث ۲۰/شعبان ۱۳۵۴ھ

توضیح

(۱) استاد محترم مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم نے حدیث کا علم اپنے زمانے کے دو مشہور اساتذہ حدیث سے حاصل کیا ہے: (الف) مولانا سید نذیر حسین مرحوم (ب) علامہ حسین بن محسن الانصاری مرحوم۔ اوّل الذکر چار واسطوں سے شیخ محترم ابراہیم بن حسن کردی کے شاگرد ہیں۔ اور ثانی الذکر چھ واسطوں سے۔ قاضی محمد بن علی شوکانیؒ کے صاحب زادے احمد بن محمدؒ نے اپنے والد محترم سے بھی علم حدیث حاصل کیا ہے اور علامہ عبدالرحمٰن بن سلیمان سے بھی۔ علامہ موصوف اپنے والد سلیمان یحییٰ سے براہ راست فیض یاب ہوئے ہیں۔ اس صورت میں شیخ محترم حسین ابن محسن انصاریؒ اور ابراہیم بن حسن کردیؒ کے درمیان بجائے چھ کے پانچ واسطے رہ جاتے ہیں۔ مولانا سید نذیر حسین مرحوم اور علامہ حسین بن محسن انصاری کے اسنادی سلسلے اوپر جا کر علامہ ابراہیم بن حسن کردیؒ سے ایک ہو جاتے ہیں۔

(۲) یہاں شجرۂ علم حدیث کے نام سے صرف صحیح بخاری کا سلسلۂ سند پیش کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ حدیث کی دوسری اہم کتابوں کی سندیں علیحدہ ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔امام بخاریؒ سے آں حضورﷺ تک سند کے بہت سے سلسلے ہیں۔ یہاں کم سے کم رواۃ پر مشتمل سندوں میں سے ایک سند کو درج کیا گیا ہے۔

(۳) راقم الحروف نے مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم کے علاوہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب نگر نہسوی مرحوم، مولانا محمد صاحب سورتی مرحوم، مولانا عبیداللہ صاحب رحمانی مبارکپوری مدظلہٗ سے بھی حدیث کی بعض کتابیں پڑھی ہیں۔ نیز مولانا عبدالرحمٰن صاحب محدث مبارکپوریؒ شارح ترمذی سے بھی جزوی طور پر استفادے کا موقع ملا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ۔

عاجز

عبدالغفار حسن رحمانی۔عمرپوری

۱۷رجمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ۔مطابق ۳۰ردسمبر ۱۹۵۶ء